مسئلہ توحید پر عام فہم، آسان اور دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے
آراستہ، خطبا، علما اور عوام الناس کے لیے یکساں مفید
معارفِ التوحید
پسند فرمودہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد خیر حجازی (محمد مکی حجازی)
المدرس بالمسجد الحرام مکۃ المکرمۃ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ
جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن
تالیف
مولانا عبد الحی استوری
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کراچی
امام و خطیب جامع مسجد فاطمہ غازی ٹاؤن ملیر کراچی
مکتبہ عمر فاروق

مسئلہ توحید پر عام فہم، آسان اور دلائلِ عقلیہ ونقلیہ سے
آراستہ، خُطبا، عُلما اور عوام الناس کے لیے یکساں مُفید

معارِفُ التّوحید

پسند فرمودہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد خیر حجازی (محمد مکی حجازی)
المدرس بالمسجد الحرام مکۃ المکرمۃ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

تالیف

مولانا عبد الحیّ استوری
اُستاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، شادباغ ملیر کراچی
امام وخطیب جامع مسجد فاطمہ، غازی ٹاؤن ملیر کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نام کتاب

معارف التوحید

مؤلف

[illegible]

اشاعت اوّل

اکتوبر 2021ء

تعداد

2100

طابع

القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر

مکتبہ عمر فاروق

[illegible] کراچی

Tel:021-34604566 Cell:0334-3432345

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن

021-35031565

دار الاشاعت

021-32631834

سعدی اسلامی کتب خانہ

0333-2305791

اسلامی کتب خانہ

021-34927159

مکتبہ لدھیانوی

021-34130020

قدیمی کتب خانہ

آرام باغ کراچی 021-32212220

مکتبہ رشیدیہ،

081-2662263

کتب خانہ رشیدیہ،

مکتبہ اسلامیہ

041-2631204

مکتبہ رحمانیہ،

042-37224228

مکتبہ سید احمد شہید،

مکتبہ علمیہ،

092-3630564

مکتبہ عمر فاروق

پشاور

دار الاخلاص

پشاور

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں صحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جا سکے۔ جزاکم اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضامین کتاب

خصوصیاتِ کتاب

1- ہر بات عربی عبارت کے ساتھ باحوالہ

2- عربی عبارات کا عام فہم ترجمہ

3- عربی عبارات پر اعراب

4- قرآنی آیات، احادیثِ صحیحہ اور دلائل عقلیہ کی روشنی میں وضاحت

5- وجودِ باری تعالیٰ، توحید اور شرک جیسے مضامین پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈالی گئی ہے

6- ہر دلیل کا ذکر حوالہ کے ساتھ

7- ہر اہم بات واضح عنوانات سے آراستہ

8- عربی عبارت پر اعراب کا اہتمام

9- غیر ضروری طوالت سے اجتناب

10- تنقید اور اعتراضات سے ہٹ کر فقط اصلاحِ عقیدہ مدِّ نظر

فہرست مضامین

معارف التوحید

تعارف مؤلف

نام : عبدالحیٔ استوری بن مولانا محمد ایاز، پیدائش: 1974ء

آبائی علاقہ : گلگت بلتستان، ضلع استور، گاؤں ڈوئیاں۔

تعلیم : ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں "ڈوئیاں" سے کیا، تین سال دارالعلوم استور میں قرآن مجید اور درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر 1986ء میں کراچی آکر درجہ ثانیہ تک مدرسہ مدینۃ العلوم نارتھ ناظم آباد میں پڑھا، 1991ء میں درجہ ثالثہ کے لئے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی میں داخلہ لیا، اسی سال پوری کلاس محمد علی سوسائٹی میں واقع جامعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مکہ مسجد منتقل ہوئی، درجہ رابعہ سے سابعہ تک تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ 1996ء میں دورۂ حدیث کے لئے ملک کی عظیم دینی درس گاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری رحمہ اللہ ٹاؤن کا رخ کیا۔

تدریس: درس نظامی سے فراغت کے بعد تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مکہ مسجد سے کیا، تقریباً چار سال اسی جامعہ میں درجہ خامسہ تک کی کتب پڑھانے کی سعادت حاصل رہی، بعد ازاں جامعہ صدیقیہ ناتھا خان گوٹھ شاہ فیصل کالونی میں تقریباً سات سال تک تدریسی مصروفیت رہی، اس کے بعد ملیر کے علاقے شاد باغ میں واقع جامعہ انوار العلوم میں چار سال سے تا حال تدریسی مصروفیت جاری ہے۔ فللہ الحمد علی ذلك.

امامت و خطابت

جامع مسجد الغنی ، اون ہومز گلشن اقبال 1995ء

جامع مسجد الکبیر ڈیفنس فیز 2 خیابان ہلال 1999ء تا 2001ء

جامع مسجد مدنی، گوشت مارکیٹ ملیر 2001ء تا 2007ء

جامع مسجد فاطمہ رضی اللہ عنہا غازی ٹاؤن ملیر 2007ء سے تا حال

تصنیفی خدمات:

1۔ معارف النحو شرح ہدایۃ النحو (مطبوع)

2۔ معارف التوحید (مطبوع)

۳۔ معارف الحواشی (مطبوع)

انتساب

اس مبارک کام کی نسبت میں اپنے والدین کے نام کرتا ہوں جن کی حوصلہ افزائی، شفقت، دلی جذبہ اور دعاؤں کی برکت سے علمی ذوق حاصل ہوا اور ان ہی محنت کا نتیجہ ہے کہ توحید جیسے اہم موضوع پر ایک مختصر اور جامع کتاب مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اور اس بابرکت کام کی نسبت اپنے تمام اساتذہ کرام کے نام کرتا ہوں جن کی پُر خلوص محنت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ بندہ کو چند کلمات سیکھنے کا موقع ملا۔

خاص کر استاذ الاساتذہ محسن المدارس حضرت مولانا یوسف کشمیری زید مجدہ کہ جن کی شفقت اور محنت سے بندہ یہاں تک پہنچا۔ درس نظامی کی کئی کتابیں حضرت سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، حضرت انتہائی سادہ مزاج کے ہیں، اخلاص اور سادگی میں ان کی نظیر کم ہی ملتی ہے، گلگت سے لے کر کراچی تک بے شمار مدارس کے ساتھ حضرت تعاون فرماتے ہیں، جامعہ فاروقیہ کی عظیم درس گاہ آج بھی حضرت کی یاد تازہ کرتی ہے اور حضرت جب سے محمد علی سوسائٹی میں تشریف لائے تو جامعہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نام سے ایک عظیم درس گاہ کی بنیاد رکھی، جہاں سے سینکڑوں طلباء علومِ نبوت حاصل کر کے فارغ ہوئے، اللہ جل جلالہ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر تادیر قائم فرمائے۔

آمین

عکس تحریر

استاذ العلماء، یادگارِ اسلاف، تلمیذ رشید حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب قدس اللہ سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين، أما بعد!

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحائف ربانی کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو سلسلہ رشد و ہدایت کا ربانی انتظام تین بنیادی عقائد کے گرد گھومتا نظر آتا ہے، توحید، رسالت اور معاد ـــــ یہی تین اعتقاد تعلیمات اسلامی میں اصل الاصول سمجھے گئے ہیں اور احکام و اخلاق اسلامی کا پورا نظام ان ہی تین عقائد کی تفصیل و تکمیل پر مشتمل ہے۔ اگر ان تین بنیادی عقائد میں تدبر کیا جائے تو رسالت و نبوت کا مقصد آخرت کی یاد اور اس کی تیاری کا حاصل معرفت رب اور خوشنودی باری تعالیٰ قرار پاتا ہے۔ رسالت اور معاد پر ایمان بھی حق تعالیٰ شانہٗ ہی کے احکام کی بجا آوری ہے۔ بالفاظ دیگر وہی واحد و یکتا رب ہے جس نے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرات انبیاء نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو توحید و معرفت الٰہی کے نور سے آشنا کیا اور آخرت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشی کے اصول و اسباب بتائے۔ اگر اس لحاظ سے غور کیا جائے تو رسالت و نبوت اور آخرت پر اعتقاد کا مدار فی الحقیقت "عقیدۂ توحید" ہی کی تکمیل کے اسباب و ذرائع ہیں، جس کی آخری اور حتمی صورت امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ اور ہدایت فرمودہ "توحید" ہے، جو دنیا میں رائج طرح طرح کے "تصورات توحید" کی ناسخ اور بارگاہ الٰہی میں مقبول و منظور ہے ـــــ اس بحث سے تو یہ حقیقت بلاشبہ بہت ہی عظیم ہے کہ وہ برگزیدہ ہستیاں جنھیں حق تعالیٰ شانہٗ نے منتخب کرکے بندوں تک اپنے پیغام و کلام کو پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ان کا مرتبہ بہت ہی عظیم الشان ہے کہ وہ نیابت الٰہی کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں، اور حق تعالیٰ شانہٗ نے خود ان کی مدح و تعریف بیان کی ہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا بنیادی مقصد ہی توحید پر اعتقاد، اس کا عملی اظہار اور ذات حق جل مجدہٗ کی ذات، صفات اور علم میں شرکت اور شراکت سے نفور تھا، لیکن شیطان کے دام میں آئے ہوئے لوگوں نے واسطے اور ذریعے کو مقصد اور نیت کو اصل قرار دیتے ہوئے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی میں، معاذ اللہ، صفات الوہیت کا مشرکانہ عقیدہ وضع کرلیا۔ اس باطل عقیدے کی شناعت کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ شرک ہے جو بنص قرآنی "إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ" ہے اور دوسرے یہ کہ ان محسنین کے ساتھ بھی ظلم ہے جن کی محبت میں غلو کرکے انھیں مرتبۂ الوہیت تک پہنچا دیا گیا، حالانکہ ان کی تعلیم و دعوت کا حاصل ہی "درس توحید" تھا۔

ہند و پاک میں چوں کہ مسلمانوں کی اکثریت ہندومت سے اسلام کی طرف آئی تھی اس لیے یہاں کے علاقائی اور سماجی حالات کے پیش نظر توہمات اور مشرکانہ عادات و رسوم کو عوام کالانعام میں جلد پذیرائی حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر اسی برصغیر میں اہل سنت ہونے کے مدعی ایک طبقے نے بعض موہوم شرکیہ اعتقادات اور بدعات و رسومات کو شرعی استناد مہیا کرکے اس مرض کو اور مہلک بنا دیا ہے۔ لیکن الحمدللہ جس قدر باطل نے ان مسائل میں زور لگایا اسی درجے اہل حق نے بھی ہر اعتبار سے ان اعتقادی اور عملی گمراہیوں کے خلاف اپنی بھرپور علمی، لسانی اور عملی کاوشوں کو صرف کیا۔ یوں رد شرک و بدعات میں اہل حق کا تصنیف کردہ بہت بڑا اور وسیع ذخیرہ فراہم ہوگیا، یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی مولانا عبدالحق استوری حفظہ اللہ کی ایک تالیف "معارف التوحید" بھی ہے۔ مولانا موصوف نے اس کتاب میں بہت ہی اختصار اور جامعیت کے ساتھ عام فہم اور دلنشیں انداز میں نقلی و عقلی دلائل کی روشنی میں توحید اور شرک کے مسئلے پر قلم اٹھایا ہے۔ "استوا علی العرش" کا مسئلہ بھی مولانا موصوف نے اختصار کے ساتھ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی روشنی میں بہت عمدگی سے سمویا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اہل ایمان کے لیے عقیدۂ توحید اور اس کی عظمت کو سمجھنے اور شرک سے نفرت کا ذریعہ بنائے، اور یہ کتاب مؤلف اور قارئین کے لیے ذخیرۂ آخرت ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

۷ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ / ۱۹ نومبر ۲۰۱۵ء

خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان

تقریظ

استاذ العلماء، یادگار اسلاف، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان قدس اللہ سرہ

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين، أما بعد!

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور صحائف ربانی کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو سلسلۂ رُشد و ہدایت کا ربانی انتظام تین بنیادی عقائد کے گرد گھومتا نظر آتا ہے: توحید، رسالت اور معاد۔ یہی عقائد تعلیماتِ اسلامی میں اصل الاصول سمجھے گئے ہیں اور احکام و اخلاقِ اسلامی کا پورا نظام ان ہی تین عقائد کی تحصیل و تکمیل پر مشتمل ہے۔

اگر ان تین بنیادی عقائد میں تدبر کیا جائے تو رسالت و نبوت کا مقصد، آخرت کی یاد اور اس کی تیاری کا حاصل معرفتِ ربّ اور خوشنودیٔ باری تعالیٰ قرار پاتا ہے۔ رسالت اور معاد پر ایمان بھی حق تعالیٰ شانہ ہی کے احکام کی بجاآوری ہے، بالفاظِ دیگر وہی واحد و یکتا رب ہے جس نے حضراتِ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو توحید و معرفتِ الٰہی کے نور سے آشنا کیا، اور آخرت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و ناراضی کے اصول و اسباب بتادیئے۔

اگر اس نقطۂ نظر سے غور کیا جائے تو رسالت و نبوت اور آخرت پر اعتقاد کا سارا نظم فی الحقیقت "عقیدۂ توحید" ہی کی تکمیل کے اسباب و ذرائع ہیں، جس کی آخری اور حتمی صورت امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ اور ہدایت فرمودہ

"توحید" ہے، جو دنیا میں رائج نوع بہ نوع "تصوراتِ توحید" کی ناسخ اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول و منظور ہے۔

اس جہت سے تو یہ حقیقت بلاشبہ بہت ہی عظیم ہے کہ وہ برگزیدہ ہستیاں جنہیں حق تعالیٰ شانہ نے منتخب کر کے بندوں تک اپنے پیغام و کلام کو پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا، اس کا مرتبہ بہت ہی عظیم الشان ہے کہ وہ نیابتِ الٰہی کے فرائض انجام دیتے رہتے ہیں، اور حق تعالیٰ شانہ نے خود ان کی مدح و تعریف بیان کی ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی مقدمہ ہی توحید پر اعتقاد اس کا عملی اظہار اور ذات حق جل مجدہ کی ذات، صفات اور علم میں شرکت و شراکت سے نفور تھا، لیکن شیطان کے دام میں آئے ہوئے لوگوں نے واسطے اور ذریعے کو مقصد اور نیابت کو اصل قرار دیتے ہوئے حضرات انبیاء علیہم السلام ہی میں معاذ اللہ، صفاتِ الوہیت کا مشرکانہ عقیدہ وضع کر لیا۔

اس باطل عقیدے کی شناخت کے دو پہلو ہیں: ایک تو یہی کہ یہ حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ شرک ہے، جو بنص قرآنی ﴿إِنَّ ٱلشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٞ ١٣﴾ ہے۔ اور دوسرے یہ ان محسنین کے ساتھ بھی ظلم ہے جن کی محبت میں غلو کر کے انہیں مرتبۂ اُلوہیت تک پہنچا دیا، حالانکہ ان کی تعلیم و دعوت کا حاصل ہی "درسِ توحید" تھا۔

ہندو پاک میں چونکہ مسلمانوں کی اکثریت ہندو مت سے اسلام کی طرف آئی تھی، اس لیے یہاں کے علاقائی اور سماجی حالات کے پیش نظر توہمات اور مشرکانہ عادات و رسوم کو "عوام کالأنعام" میں جلد پزیرائی حاصل ہو جاتی ہے۔

پھر اسی برصغیر میں اہل سنت ہونے کے مدعی ایک طبقے نے بعض موہوم شرک اعتقاد اور بدعات و رسومات کو شرعی استناد مہیا کر کے اس مرض کو اور مہلک بنا دیا ہے۔

لیکن الحمد للہ جس قدر باطل نے ان مسائل میں زور پکڑا اسی درجہ میں اہلِ حق نے بھی ہر اعتبار سے ان اعتقادی اور عملی گمراہیوں کے خلاف اپنی بھرپور قلمی، لسانی اور عملی کاوشوں کو صرف کیا۔

یوں ردِ شرک و بدعات میں اہلِ حق کا تصنیف کردہ بہت بڑا اور وسیع ذخیرہ فراہم ہو گیا، یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

اس سلسلے کی ایک کڑی مولانا عبد الحیؒ استوری حفظہ اللہ کی ایک تالیف "معارف التوحید" بھی ہے۔ مولانا موصوف نے اس کتاب میں بہت ہی اختصار اور جامعیت کے ساتھ عام فہم اور مدلل انداز میں عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں توحید اور شرک کے مسئلے پر قلم اٹھایا ہے۔

«استواء علی العرش» کا مسئلہ بھی مولانا موصوف نے احقر کے استاذ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی تصانیف کی روشنی میں بہت عمدگی سے سمو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو گمراہانِ شرک کے لیے عقیدۂ توحید اور اس کی عظمت کو سمجھنے اور شرک سے نفور کا ذریعہ بنادے اور یہ کتاب مؤلف اور قارئین کے لیے ذخیرۂ آخرت ہو۔

آمین یا رب العالمین.

سلیم اللہ خان

صفر المظفر، 1437ھ، 19 نومبر، 2015

خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد خیر محمد مکی حجازی زید مجدہ

(المُدرس بالمَسجد الحرام مكة المُكرمة)

الحمد لله وحده والصَّلاة والسَّلام على من لا نبي بعده: ...

سرزمینِ حرم میں عزیز عبد الحیّ نے اپنی کتاب کا مسودہ بغرض تقریظ پیش فرمایا، مختلف مقامات نظر نواز ہوئے، ردّ شرک وبدعت پر مختصر لیکن مفید تر کتاب ہوگی۔ اس دور پر فتن میں جہاں طاغوتی قوتیں اسلام کے عقائدِ حقہ کے خلاف نبرد آزما ہیں، وہاں اہل حق بھی اعلائے کلمۃ الحق میں سرگرداں ہیں۔

خداوند کریم اس نوجوان کی محنت کو قبول فرما کر ذریعۂ نجات اُخروی بنائیں۔ آمین

والسّلام

شیخ الحرم محمد مکی حجازی (محمد خیر محمد حجازی)

عکس تحریر

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب زید مجدہ

رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

Jamia-Uloom-Islamiyyah
(University of Islamic Sciences)
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan.

Ref. No. ____________

Date:

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين.

أما بعد:

عقیدۂ توحید کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات وصفات ذاتیہ میں وحدہ لاشریک اور یکتا قرار دینا، عقیدۂ توحید کی تبلیغ اصول مذاہب میں سے ہے، تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت وتبلیغ میں کلی قدر مشترک "توحید کی تبلیغ وتلقین" ہے، قرآن کریم میں حق تعالیٰ شانہ کا واضح اور دوٹوک اعلان ہے کہ توحید کا متضاد نظریہ شرک ناقابل معافی جرم ہے، توحید کی اساس کے فقدان کے ساتھ کوئی بھی قول وعمل مقبول ومعتبر نہیں ہوسکتا، مگر ہر دور میں ایسے ناعاقبت اندیش لوگ رہے ہیں جو عقیدۂ توحید کے لازم وواجب سے بے بہرہ ہو کر دنیا وآخرت کے گھاٹے میں مبتلا رہے اور انہیں سمجھانے بجھانے کیلئے ہر دور میں اہل اللہ اور اہل توحید کی جماعتیں بھی درس توحید کا فریضہ بجالاتی رہیں۔

الحمد للہ! اس دور میں بھی توحید پرست علمائے اسلام اس بنیادی فریضہ کی ادائیگی کیلئے فکرمند اور کوشاں ہیں، تقریباً ہر عالم اپنے انداز میں موقع محل کی مناسبت سے عقل ونقل کے ذریعہ عوام الناس کی فہمائش کی کوشش کرتا رہتا ہے اور دعوت وتبلیغ کیلئے ایک دوسرے کے تجارب سے استفادہ بھی کیا جاتا ہے، چنانچہ اس سلسلے کی ایک کوشش "معارف التوحید" کے نام سے یہ مسودہ بھی ہمارے سامنے ہے، ہمارے جامعہ کے ایک فاضل مولوی عبدالحق صاحب حفظہ اللہ نے اکابر کی نگارشات وتحریرات اور ان کے تجارب سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے مختلف مواعظ اور دروس کو یکجا طور پر کتابی شکل میں طبع کرنے کی کوشش فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اسے مفید عام بنائے اور مؤلف ومعاونین سب کیلئے وسیلہ نجات وذخیرۂ آخرت بنائے، آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

والسلام

عبدالرزاق اسکندر

(مولانا ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر (مدظلہ)
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب زید مجدہ

رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

عقیدۂ توحید کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات وصفاتِ ذاتیہ میں وحدہ لاشریک اور یکتا قرار دینا۔ عقیدۂ توحید کی تبلیغ اصول مذاہب میں ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت میں پہلی قدرِ مشترک "توحید و تبلیغ و تلقین" ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا واضح اور دوٹوک اعلان ہے کہ توحید کا متصادم نظریہ شرک ناقابل معافی جرم ہے۔ توحید کی اساس کے فقدان کے ساتھ کوئی بھی قول و فعل مقبول و معتبر نہیں ہو سکتا، مگر ہر دور میں ایسے ناعاقبت اندیش لوگ رہے ہیں جو عقیدۂ توحید کے لزوم و وجوب سے بے بہرہ رہ کر دنیا وآخرت کے گھاٹے میں مبتلا رہے اور انہیں سمجھانے بجھانے کے لئے ہر دور میں اہل اللہ اور اہل توحید کی جماعتیں بھی درسِ توحید کا فریضہ بجالاتی رہیں۔

الحمدللہ! اس دور میں بھی توحید پرست علمائے اسلام اس بنیادی فریضہ کی ادائیگی کے لیے فکر منداور کوشاں ہیں، تقریباً ہر عالم اپنے انداز میں موقع محل کی مناسبت سے عقل ونقل کے ذریعے عوام الناس کی فہمائش کی کوشش کرتا رہتا ہے اور دعوت و تبلیغ کے لیے ایک دوسرے کے تجارب سے استفادہ بھی کیا جاتا ہے، چنانچہ اس سلسلے کی ایک کوشش "معارف التوحید" کے نام سے یہ مسوّدہ بھی ہمارے سامنے ہے، جسے ہماری

جامعہ کے فاضل مولوی عبدالحیٔ استوری صاحب حفظہ اللہ نے اکابر کی تقاریر و تحریرات اور ان کے تجارب سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے مختلف مواعظ اور دروس کو یکجا طور پر کتابی شکل میں طبع کرنے کی کوشش فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اسے مفید عام بنائے اور مؤلف و معاونین سب کے لئے وسیلۂ نجات و ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین! وما ذلك على الله بعزيز! والسلام

مولانا (ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر (مدظلہ)

پیش لفظ

بندہ رب ذوالجلال کا ممنون و مشکور ہے جنہوں نے بندۂ ناچیز کو اس بابرکت موضوع پر کچھ لکھنے کی سعادت عطا فرمائی۔ توحید باری تعالیٰ کی اہمیت سے کوئی شخص ناواقف نہیں ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کو سب سے پہلے اسی موضوع کی طرف دعوت دینے کا حکم ہوا ہے، یہ موضوع بظاہر بہت آسان لگتا ہے کہ بس صرف اللہ کو مان لیا جائے، لیکن اس کی تفصیل میں جائے بغیر توحید مکمل نہیں ہوتا۔ کلمۂ طیبہ پر غور کریں کہ اللہ کے غیر کی نفی پہلے ہے اور توحید کا اثبات بعد میں ہے، پس جب تک اللہ کے غیر کی مکمل نفی نہ کی جائے توحید مکمل نہیں ہوتا ہے۔

یوں تو توحید کے عنوان پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن اردو زبان میں ایسی کتاب کی، جو کہ اہل علم کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لیے بھی مفید ہو، ضرورت تھی۔

بندہ نے چند سال قبل جمعہ میں توحید کے عنوان پر چند بیانات کیے تھے، اس دوران بہت سی کتب دیکھنے کا بھی موقع ملا اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس موضوع کو عام فہم انداز اور عوامی انداز میں مرتب کیا جائے تاکہ ہر شخص اس اہم موضوع کو بآسانی سمجھ سکے، حتی الوسعت علمی اصطلاحات ذکر کرنے سے گریز کیا گیا ہے، تاہم اگر کہیں ذکر بھی کیا ہے تو اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور توحید و شرک کو الگ الگ حصوں میں ان کی اقسام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، تاکہ توحید بھی اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور شرک بھی اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ اسلاف کی کتابوں سے مستند باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

اظہار تشکر

بندہ جامعہ انوار العلوم شاہ باغ ملیر کے بانی و مہتمم حضرت مولانا شفیق الرحمٰن گلگتی زید مجدہ کا مشکور ہے جن کی حوصلہ افزائی اور مشاورت سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

ان کے علاوہ بندہ طالب علم عثمان صفدر کا بھی مشکور ہے جنہوں نے چھٹیوں کے ایام میں شب و روز محنت کر کے کمپوزنگ کے فرائض سرانجام دیے۔اور مولانا محمد خرم شہزاد صاحب (استاذ بیت السلام فیز 1)اور مفتی صابر محمود (مدرس جامعہ انوار العلوم کراچی) کا بھی بندہ انتہائی مشکور ہے، جنہوں نے اس کام کی تصحیح اور اسے ترتیب دینے میں بندہ کی معاونت فرمائی۔

اس کے علاوہ بندہ ان تمام حضراتِ گرامی کا بھی مشکور ہے کہ جنہوں اس کتاب کی طباعت میں مالی حصہ لیا۔اللہ تعالی ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

وجودِ باری تعالیٰ

قرآن و حدیث اور دلائلِ عقلیہ کی روشنی میں

توحید پر مشتمل حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ کے خوبصورت اشعار

تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ
لا إله إلا الله، لا إله إلا الله

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا إله إلا الله، لا إله إلا الله

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر ترا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن مُو سے ذکر ترا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے بھی نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا إله إلا الله، لا إله إلا الله

پہلو میں جب تک قلب رہے اور تن میں جب تک جان رہے
لب پہ تیرا نام رہے اور دل میں تیرا دھیان رہے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا اله الا الله، لا اله الا الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد:

وجودِ باری جَلَّ جَلالُہٗ ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ جس پر دلائل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ کائنات کی ہر چیز بزبان حال اس کے وجود پر دلالت کر رہی ہے۔ ایک معمولی چیز بھی بغیر بنانے والے کے خود بخود وجود میں نہیں آسکتی، تو اتنا بڑا نظامِ کائنات کیسے وجود میں آیا؟ سلیم الفطرت لوگ دلائل کے محتاج نہیں ہوتے، وہ خود غور و فکر کر کے سمجھ لیتے ہیں، لیکن دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو ان واضح نشانیوں اور علامات کو بھی جھٹلاتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ لوگ اس نظام عالم پر غور و فکر کر کے ایمان لے آتے، لیکن انھوں نے رب کی ربوبیت کے قائل ہونے کے بجائے کفر اور شرک کو ترجیح دی، اور دو یا تین نہیں، بلکہ متعدد خداؤں کے قائل بن گئے، اور عالم کی ایک مملکت کو سینکڑوں حصوں میں تقسیم کر کے ان حصوں کو مختلف خداؤں کی حکومتیں قرار دے دیا۔

شریعتِ محمدی ﷺ نے اس شرک کے ابطال پر سب سے زیادہ جس دلیل کو پیش کیا ہے، وہ نظام عالم کی یکسانی اور وحدت اور کائنات کے علل واسباب کا باہم توافق، تعاون، اشتراک اور اتحاد ہے۔

پس غور کریں رات دن کے نظام پر کہ کس خوب صورت انداز میں بدلتے رہتے ہیں، اور چاند وسورج کے نظام پر کہ کس طرح اپنی منزلیں طے کرتے ہیں! وقت پر ظاہر

ہونا اور وقت پر غروب ہونا، ستاروں کا نظام، سردی گرمی کا نظام، ہواؤں کا نظام، بارشوں کا نظام، دریاؤں کا نظام، زمین کی پیداوار کا نظام، پھلوں کے مختلف ذائقوں کا نظام اور مختلف شکل وصورتوں کا نظام، انسانوں کا مختلف صورتوں میں پیدا ہونے کا نظام، ماں کے پیٹ میں بچوں کی شکل وصورت بننے کا نظام، اور وہاں زندہ رہنے کا نظام، پہاڑوں کا نظام۔ یہ سب پھیلا ہوا نظام ایک وحدہ لاشریک لہ کی ذات پر دلالت کر رہا ہے۔ اگر کئی خدا ہوتے تو یہ نظام درہم برہم ہو جاتا۔

نظامِ کائنات کا اس خوب صورت انداز میں چلنا خدا کے وجود پر واضح ثبوت ہے۔ چناں چہ قرآن کریم میں ہے کہ "اگر اس کائنات میں کئی خدا ہوتے تو نظامِ عالم میں فساد برپا ہو جاتا"۔ نظامِ عالم کا ٹھیک ٹھیک چلنا اس ذات کے وجود اور وحدانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات کسی کو نظر نہیں آتی اس لیے دنیا میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں، جنہوں نے خدا کو کائنات کی وسعتوں میں تلاش کرنے کے بجائے، اپنی خواہشات کو ہی خدا بنالیا، انہوں نے اپنی عقل پر اعتماد کرلیا، اور عقل نے جس چیز کو خدا تسلیم کرلیا انہوں نے اسے اپنا خدا بنالیا۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ آتش پرست بنے اور کچھ سورج پرست بنے وغیرہ وغیرہ۔

دنیا میں اکثر لوگوں کا خدا کی خدائی سے انکار کا جو چیز سبب بنی ہے، وہ ہے اشیا اور چیزوں کی تاثیر۔ لوگ چیزوں کی تاثیر سے متاثر ہو کر اس کی پوجا کرنے لگے اور نظر ان سے گزر کر ان کے بنانے والے تک نہ پہنچ پائی۔

کائنات کی ہر چیز بزبانِ حال اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے وجود کو ثابت کر رہی ہے، یہ گوناگوں عالم، یہ رنگا رنگ کائنات، یہ تاروں بھرا آسمان، یہ زمین، یہ سورج، یہ چاند، یہ درخت، یہ سمندر، یہ پہاڑ، یہ لاکھوں جاندار اور بے جان اشیا، یہ تغیر وانقلاب کا نظام، یہ کائنات کا نظم اور اس کے ذرّہ ذرّہ کا قاعدہ و قانون، اور یہ نیلگوں آسمان کی چھت، یہ زمین کا سبزہ زار فرش اور صدیوں سے ایک ہی حرکت سے شب و روز کا انقلاب ایک خالق کا پتہ دیتا ہے۔

فَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تدلُّ علَى أنَّهُ واحدٌ

ہر چیز میں کوئی ایسی نشانی ہوتی ہے جو اللہ کے ایک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

کیا کسی چیز کو تسلیم کرنے کیلئے اس کا دیکھنا ضروری ہے؟

بہت سے لوگ اس لیے گمراہ ہوئے کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟ پس ان لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ خدا کا وجود ہے لیکن ہم ان فانی آنکھوں سے اس کا دیدار نہیں کر سکتے، جنتیوں کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ جنت میں اپنا دیدار کروائیں گے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نظر نہ آنے کی وجہ سے ان کا انکار کیا جائے تو کائنات کی کئی چیزوں کا انکار لازم آئے گا جو کہ نظر نہیں آتیں، جب کہ ہر شخص ان کو تسلیم کرتا ہے۔ جب وہ ساری چیزیں بن دیکھے تسلیم کی جاتی ہیں تو خدا کے وجود کو بن دیکھے تسلیم کر لینے میں کیا چیز رکاوٹ ہے۔

تو آیئے ہم آپ کو کئی ایسی مثالیں بتاتے ہیں، جنہیں دیکھے بغیر تسلیم کیا جاتا ہے:

...ہم عقل کو تسلیم کرتے ہیں، عقل ایک شئے ہے، جس سے انسان بیشمار اشیاء میں فرق کرتا ہے، لیکن کیا کوئی انسان عقل دکھا سکتا ہے؟ چنانچہ جب ہم نے بن دیکھے

عقل کو تسلیم کیا، تو بن دیکھے خدا کے تصور کو تسلیم کرنے میں کیا چیز رکاوٹ ہے۔

۞... ہوا کا وجود ہر شخص تسلیم کرتا ہے، ہوا کے بغیر جینا مشکل ہے، اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ ہوا کے وجود کو تسلیم کرتے ہو، تو وہ جواب دے گا بالکل ہوا کا وجود ہے۔ لیکن اس سے پوچھا جائے کہ ہوا کا وجود دکھادے تو وہ نہیں دکھا سکتا۔ پس جب ہوا کے وجود کو بن دیکھے تسلیم کرلیا تو خدا کے وجود کو تسلیم کرنے میں کون سی چیز رکاوٹ ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ ہوا کے وجود پر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں مچھروں نے دعویٰ کیا: حضور! یہ ہوا ہماری دشمن ہے، تھوڑی دیر کیلئے ہم کہیں خوراک حاصل کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں، آپس میں کھیلتے یا کسی کا خون چوستے ہیں، تو یہ کم بخت ہوا چلتی ہے اور ہم کو بھگادیتی ہے، حضور! اس ہوا سے ہمارا پیچھا چھڑائیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: جب تک مدّعاعلیہ کو نہ بلوالوں، اور دونوں طرف کی نہ سن لوں، یک طرفہ فیصلہ نہیں کرسکتا۔ تم سب یہیں دربار میں بیٹھو، میں ہوا کو یہیں بلاتا ہوں، پھر حکم دیا کہ ہوا حاضر ہو! ہوا فوراً حکم بجالانے کی خاطر تیزی سے دربار میں داخل ہوئی، اِدھر ہوا آئی اُدھر مچھر فرار ہوگئے، اب مدعاعلیہ تو حاضر ہے مدعی غائب ہے۔ بہر حال ہوا کا وجود ہے لیکن نظر نہیں آتا۔

گردوغبار کا اڑنا، پتوں کا ہلنا، کھڑکیوں کا حرکت کرنا، یہ سب ہوا کی علامات ہیں، ہر شخص کو یہ بات معلوم ہے کہ ہوا کے سردوگرم جھونکوں سے بدن کو سردی یا گرمی محسوس

ہوتی ہے، مگر یہ کہنا ناممکن ہے کہ ہوا کالی ہے یا گوری، سرخ ہے یا سفید، پیلی ہے یا نیلی، حد یہ ہے کہ خود انسان کے جسم میں بھی ہوا موجود ہے، مگر ! دکھائی نہیں دیتی، جسے سب جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں۔ جب ایک مخلوق کو بغیر دیکھے مان لیا تو اس کے خالق کو نہ ماننا انتہائی خلاف عقل بات ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مخلوق ہو اور اس کا خالق نہ ہو۔

... بخار کو سب مانتے ہیں مگر بخار بھی دکھائی نہیں دیتا، جو لوگ بغیر دیکھے کسی بات کو تسلیم نہیں کرتے وہ بخار کو کیسے مان لیتے ہیں؟ اور علاج کیلئے کیوں مارے مارے پھرتے ہیں؟ بخار کا پتہ تو نبض سے چل جاتا ہے، جسم کا گرم ہونا بتا دیتا ہے کہ بخار ہے، تھرمامیٹر لگا کر معلوم کر لیتے ہیں کہ بخار کتنا ہے، لیکن بخار نظر نہیں آتا ہے، البتہ علامات پائے جانے سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس کو بخار ہے۔

... ایک شخص کے سر یا پیٹ میں درد ہو، اب چونکہ وہ نظر نہیں آرہا ہے، اور دکھائی نہیں دیتا ہے اس لئے اسے بھی بغیر دیکھے تسلیم نہ کیا جائے خواہ مریض کتنا ہی چیخے چلائے۔ یہ کروٹیں بدلنا اور ہائے وائے کرنا اور ہاتھ پیر پٹخنا سب اس درد کی علامات اور نشانیاں ہیں، ان سے ہم سمجھ جاتے ہیں کہ واقعی اس کو درد ہے۔

انسان کو اپنے دیکھنے پر اتنا ناز ہے، حالانکہ اس کا دیکھنا اتنا کمزور ہے کہ بینائی ہوتے ہوئے بھی اس کو نظر نہیں آتا، مثلاً اندھیرا شدید ہو تو بینائی ہوتے ہوئے بھی اس کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اندھیرا چھوڑیئے اگر اتنے بلب بیک وقت روشن کر دیئے جائیں، جن کی روشنی کئی ہزار وولٹ ہو تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، کچھ نظر نہیں آتا ہے، سورج میں مزید اتنی

چمک پیدا ہو جائے تو کیا اس کو دیکھا جا سکتا ہے؟ اندھیرا ہی نہیں بلکہ کبھی کبھی نور بھی دیکھنے سے مانع ہو جاتا ہے، اور اس میں قصور نور کا نہیں بلکہ ہماری اپنی آنکھوں کا ہی ہے۔

اگر کسی کے انوار و تجلیات اس دنیا کی روشنیوں اور چمک دمک سے بے انتہا افضل اور بہتر ہو، تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے کہ جب معمولی چمک کے باعث ایک مخلوق کی طرف دیکھنے سے ہماری نظریں عاجز ہو جائیں تو جو خالق انوار ہے روشنی اور چمک پیدا کرنے والا ہے، ان کے انوار نظر کی کمزوری کی وجہ سے دکھائی نہ دیں، تو یہ کہہ کر انکار کر دیا جائے کہ بغیر دیکھے ہوئے ہم انہیں تسلیم نہیں کریں گے۔

❁... روح کو ہر انسان تسلیم کرتا ہے کہ انسان میں روح نام کی ایک چیز ہے۔ جب تک جسم میں روح ہے، چل پھر رہا ہے، کھا پی رہا ہے، کاروبار کر رہا ہے، آنکھیں دیکھ رہی ہیں، کان سن رہے ہیں، ہاتھ ہل رہے ہیں۔ جب وہ نکل جاتی ہے تو انسان حرکت کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے، بے جان ہو جاتا ہے۔

اب اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ میں کسی چیز کو اس وقت تک تسلیم نہیں کرتا جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں تو ایسے احمق سے کہا جائے کہ تم روح کو تسلیم کرتے ہو تو وہ یقیناً اثبات میں جواب دے گا۔ اگر اس سے کہا جائے کہ ذرا روح کا وجود تو دکھا دو، تو کبھی بھی نہیں دکھا سکتا۔ پس جب بن دیکھے روح کو تسلیم کرنے میں کوئی تردد، کوئی رکاوٹ نہیں تو اللہ کے وجود کو بن دیکھے تسلیم کرنے میں کیا چیز رکاوٹ ہے؟۔

پھر پھُر سے متعلق ایک دلچسپ لطیفہ

کہتے ہیں کہ ایک شخص جب کوئی نوکر رکھتا، تو شرط یہ ہوتی تھی کہ شام کو سب کام

بتانے ہوں گے، جب شام ہوتی تو کھانا کھا کر خود چار پائی پر لیٹ جاتا، اور نوکر سے کہتا: بتاؤ! آج کیا کیا کام کئے؟

نوکر کام بتاتا۔

وہ پوچھتا پھر کیا کیا؟

نوکر بے چارہ سوچ کر کچھ اور بتاتا تو وہ دوبارہ پھر کہتا، اس کو اسی پھر میں مزہ آتا تھا، بس پھر پھر کئے جاتا، آخر چند روز پھر پھر کی تکرار سن کر نوکر ملازمت چھوڑ دیتا۔ ایک مسخرے نے سن لیا، تو اس نے اپنے ایک دوست سے کہا: میں اس کی پھر چھڑاؤں گا، چنانچہ وہ اس شخص کے ہاں گیا، اور کہا آپ کے ہاں ملازمت کرنے آیا ہوں، اس شخص نے کہا: ہمارے ہاں ملازمت کی ایک شرط ہے کہ روزانہ شام کو سارے کام دہرانے ہوں گے۔ مسخرے نے شرط منظور کرلی، شام کو حسب معمول وہ شخص کھانا کھا کر چار پائی پر دراز ہو گیا، اور مسخرے کو بلا کر پوچھا: آج تم نے کون کون سے کام کئے ہیں؟

مسخرے نے کہا: صبح سے شام تک یہ کام کئے ہیں، تفصیل سن کر اس نے کہا: پھر؟

مسخرے کو اسی پھر سننے کا انتظار تھا، کہنے لگا: آج میں جنگل میں گیا، وہاں ایک جگہ بہت سی چڑیاں اکٹھی ہو رہی تھیں، میں نے جال لگا دیا، دیکھتے ہی دیکھتے تمام دنیا کی چڑیاں اس جال میں پھنس گئیں۔

اس شخص نے کہا: پھر؟

مسخرے نے کہا: میں نے سوچا کہ اتنی چڑیوں کو کہاں رکھتا پھروں گا، اس لئے جال میں ایک سوراخ کر دیا تاکہ چڑیاں اُڑ جائیں۔

اس شخص نے کہا: پھر؟

مسخرے نے جواب دیا: پِھر ایک چڑیا پُھر سے اُڑ گئی۔

پِھر۔

پھر دوسری پُھر سے اُڑ گئی۔

پِھر۔

پِھر تیسری پُھر سے اُڑ گئی۔

جب آٹھ دس مرتبہ ہر پِھر کا جواب پُھر سے ملا، تو وہ شخص اُٹھ کر بیٹھ گیا، اور غصہ سے آنکھیں نکال کر بولا: ختم کرو اس بکواس کو! یہ بتاؤ کہ جب ساری چڑیاں اُڑ گئیں پھر کیا ہوا؟

مسخرہ بولا: حضور جال میں تمام دنیا کی چڑیاں جمع تھیں، وہ اتنی آسانی سے کہاں ختم ہوں گی، ایک ایک کر کے اُڑ رہی تھیں۔ آپ پوچھتے رہئے میں چڑیوں کے اُڑنے کا واقعہ بتاتا رہوں گا، جب تک ساری چڑیاں ختم نہیں ہوں گی اگلی بات نہیں بتاؤں گا۔

یہ ہے پِھر اور پُھر کا لطیفہ۔

بھلا دنیا بھر کی چڑیاں اور صرف ایک جال میں؟ یہ صرف ایک مفروضہ ہے، جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں، بس یہی حال وجودِ باری تعالیٰ کے منکرین کا ہے، وہ بھی یوں ہی مفروضہ باتیں کرتے ہیں کہ بغیر دیکھے کسی کو کیسے مان لیا جائے؟ آپ لاکھ دلیلیں دو، مسخرے کی پِھر پُھر کی طرح وہ بھی یہی دہراتے رہتے ہیں کہ ہمیں خدا دکھاؤ، کیا ہر چیز دیکھنے کے بعد ہی تسلیم کی جاتی ہے؟

۞... گھڑی کو دیکھ کر ایک صاحب عقل آدمی گھڑی ساز کو دیکھے بغیر استدلال کر لیتا ہے، ان صفات کی یہ گھڑی ایک شخص نے بنائی ہے، اس استدلال کیلئے براہ راست گھڑی ساز سے ملاقات یا اس کی کارکردگی کا عینی مشاہدہ ضروری نہیں، گھڑی کا وجود، اس کی ساخت کی ترکیب، اس کا ٹھیک وقت بتانا، ایک عاقل آدمی کو یہ یقین دلانے کیلئے کافی ہے کہ وہ خود بخود نہیں بنی، بلکہ ایک شخص نے ایک منصوبے کے مطابق ایک خاص مقصد کیلئے اس کو بنایا ہے، اور ایسی گھڑی بنانے والے کے اندر لازماً یہ صفت اور اہلیت ہونی چاہیے۔

وجود باری تعالیٰ پر چند شواہد

یہاں سے چند عقلی دلائل پیش کیے جاتے ہیں جو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ چناں چہ چرند پرند کے نظام پر غور کریں، چھوٹے چھوٹے پرندے، کیڑے مکوڑے کس حسن انتظام سے جی رہے ہیں۔ ان کو یہ تعلیم کس نے دی؟ کس نے ان کو یہ سلیقہ سکھایا؟ آخر کوئی تو ہے جس نے ان کو یہ سلیقہ اور جینے کا خوب صورت انداز سکھایا۔ یہ وہی خدا ہے جس نے سب کو پیدا فرمایا اور جس نے سب کو جینے کا سلیقہ سکھایا۔

اب چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں

۞... کبوتری جب پہلی بار حاملہ ہوتی ہے، اور جہاں وہ باردار ہوئی، تو کبوتر اور کبوتری دونوں کو از خود گھونسلہ بنانے کی فکر ہو جاتی ہے، کہ اب انڈا رکھنے کی جگہ بنائیں، اس لئے دونوں تنکے لا لا کر گھونسلہ تیار کرنے میں لگ جاتے ہیں، اور محفوظ گھونسلہ تیار کر لیتے ہیں، اور وہ تنکے اس طرح رکھتے ہیں کہ جس سے آرام وہ گھونسلہ بن جاتا ہے، جب

انڈا نکل آتا ہے، تو کبوتری اُسے سیتی اور پیروں کی گرمی پہنچاتی ہے۔

اور چند دنوں کے بعد ان انڈوں کا رُخ بدلتی ہے، اور یہ کام مادہ کرتی ہے، جیسا کہ ماں بچے کی پرورش کرتی ہے۔ پھر جب بچہ نکل آیا، تو اُسے چوگہ دینے کا کام نر کے ذمہ ہوتا ہے کہ انڈے سے باہر آتے ہی بچے کا معدہ خوراک ہضم کرنے کے قابل نہیں ہے، تو اس کے حلق میں اپنے حلق سے پھونک دیتے ہیں تا کہ پوٹا پھول جائے، اور اس میں وسعت ہو جائے، پھر ایسا چوگہ دیتے ہیں، جس سے غذا کے ہضم کی طاقت آجائے، یعنی دیوار پر جو نمک جما رہتا ہے، وہ کھلاتے ہیں، جب وہ سمجھتے ہیں کہ اس کا پوٹا مضبوط ہو گیا، تب دانے کا چوگہ دیتے ہیں، پھر جب وہ زمین سے اُٹھا کر کھانے لگتا ہے، تو چوگہ دینے سے گریز کرتے، اور اُسے مارتے ہیں کہ خود کھا، پھر وہ خود کفیل ہو جاتا ہے، پھر دوسرے انڈے دینے کی فکر لگ جاتی ہے۔

نر کی طرف سے بلانے کی ابتدا ہوتی ہے، مادہ دیر لگاتی ہے، بلانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، مادہ طرح طرح سے پہلو بدلتی ہے، پھر محبت کرتی ہے، دونوں میں عشق بازی شروع ہو جاتی ہے، اور سب باتیں بھاتی ہیں، اور سب میں یہی بات آپ پائیں گے، آخر کیسے انکار کیا جاسکتا ہے کہ کوئی رب العالمین نہیں ہے؟ جب تربیت کا یہ انداز موجود ہے تو رب کا کیسے انکار ہو سکتا ہے؟ ربوبیت ہے، تو رب بھی ضرور ہے۔ (حیات الحیوان 645/1)

... کوّے کے بچے جب انڈے سے نکلتے ہیں، تو ان کا رواں سفید ہوتا ہے، کوّا اور کوّی انہیں دیکھ کر ڈر جاتے ہیں، تین دن تک ان کے پاس نہیں جاتے، دور دور رہتے ہیں کہ ہم تو کالے ہیں، تو پھر یہ سفید بلا کہاں سے آگئی، دانہ تک نہیں دیتے، اب ماں باپ

تو دور ہو گئے، پرورش کون کرے؟ کسے پڑی ہے کہ ان بچوں کا ذمہ لے؟ اس وقت اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ذرات کے بھنگوں یعنی بہت ہی چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے جو ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں، کو حکم دیتے ہیں کہ اِن بچوں کے منہ میں چلے جاؤ۔ وہ اُڑتے ہوئے بچوں کے پاس چلے جاتے ہیں، بچے اپنا منہ کھول دیتے ہیں، بھنگے اندر چلے جاتے ہیں، اور اس طرح بچوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں، تین روز تک یوں ہی بچوں کی پرورش ہوتی ہے، یہ بچے جو ابھی انڈے سے نکلے ہیں، اور ان کے ماں باپ ان سے دور ہیں، آخر کس طرح خوراک کیلئے اپنا منہ کھول دیتے ہیں؟ یہ بات ان کو کس نے سکھائی؟ ان سے کس نے کہا کہ تمہاری خوراک تمہارے پاس آئی ہے، منہ کھول کر شکم سیر ہو جاؤ۔

تین دن بعد بچوں کے روئیں کالے ہونے شروع ہوتے ہیں، تب ماں باپ کا خوف دور ہوتا ہے اور وہ اپنے بچوں کے پاس آتے ہیں۔ (حیات الحیوان 472/2)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ تین دن تک ان بچوں کی خبر گیری نہ فرماتا، تو بھلا یہ ننھی سی جانیں باقی رہتیں؟

یہ سب دیکھنے اور سمجھنے کے بعد بھی کوئی اس ذات واحد و یکتا کا انکار کرے تو اسے آنکھوں کا اندھا اور عقل کا دشمن ہی کہا جائے گا۔ انصاف اور عقل سے کام لیا جائے تو شکوک وشبہات کے سارے بادل چشم زدن میں چھٹ جائیں۔

... شیرنی بچہ جنتی ہے تو بالکل گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے، نہ منہ، نہ ناک، نہ ہاتھ، نہ پیر، اس کی پیدائش سے تین سے سات دن کے اندر اندر شیر آتا ہے، اور اس گوشت کے لوتھڑے پر پھونک مارتا ہے، اس کی پھونک سے بچے کے ہاتھ پاؤں، منہ،

ناک، کان نکلنا شروع ہو جاتے ہیں، چند دنوں میں یہی گوشت کا لوتھڑا مجسم شیر بن کر چلنے پھرنے لگتا ہے، ماں کے پیٹ میں بننے والے اعضا کا مظاہرہ یہاں ظاہر میں اعضا پیدا کر کے کرایا جاتا ہے۔ تاکہ ناسمجھ انسان سمجھ جائے کہ یہ ساری کاروائی اس خالق حقیقی کی جانب سے ہے جو ہر طرح پیدا کرنے پر قادر ہے۔ (حیات الحیوان 41/1)

... آگ، پانی، مٹی، ہوا یہ چار کے چار عناصر ایک دوسرے کے مخالف ہیں، آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے، مٹی پانی میں گھل جاتی ہے، ہوا پانی کو دھکیل دیتی ہے، آگ بھاپ بنا کر اڑا دیتی ہے، پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، مگر یہ مختلف تاثیر والے ایک دوسرے کے جانی دشمن عناصر انسان میں کس نے یکجا کر دیئے، اور اس خوبی سے جمع کئے کہ ایک عنصر بھی کم ہو، تو زندہ رہنا ناممکن ہو جائے، خود بخود ایسی مختلف طبائع کا اکٹھا ہو کر شیر و شکر ہونا، محال عقلی ہے۔ یقیناً یہ محیر العقول کارنامہ اللہ جل جلالہٗ کا ہی ہے کہ انسان بیک وقت چار مختلف عناصر کا مجموعہ اور چاروں عناصر دشمن ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے دوست بنے ہوئے ہیں۔ ذرا کوئی سائنس دان تو چاروں عناصر کو ایک ساتھ لائے، اور پانی کی طرح گوند کر دکھادے؟۔

... مکڑی کی کیا حقیقت ہے، سب گھروں میں سب سے کمزور گھر اس مکڑی کا ہے کہ تاروں کا بنا ہوا ہے، مگر مکھی کے شکار کرنے کے لیے بہترین جال ہے، مکھی اس میں پھنسی اور مکڑی نے شکار کیا، بعض دفعہ سانس روک کر اس طرح چپک جاتی ہے کہ گویا موجود ہی نہیں ہے، مگر مکھی اس سے غافل ہو کر آئی اور اس نے حملہ کیا، اور تاروں پر چپک کر ہی وہ شکار کرتی ہے، اور اسے ہر طرف گھومنا اور دیکھنا پڑتا ہے۔

اس لیے قدرت نے اس کے جسم کے اندر آٹھ پاؤں اور چھ آنکھیں بنائی ہیں، جس

طرف جانا چاہے اس طرف آنکھ موجود ہے، اور اس کی خوراک یہی مچھر مکھی بنائی اور ویسا ہی سامان اس کے لئے مہیا کردیا۔ یہ سب کچھ مانتے ہو مگر اس کے بنانے والے کا انکار کرتے ہو، ایسی عقل پر رونا چاہئے۔ (المستطرف في كل فن مستظرف2/240)

... لومڑی کو جب غذا کی دشواری آتی ہے، تو اپنے آپ کو مردہ کی طرح کرلیتی، اور پیٹ پھلا لیتی ہے، پرندہ اسے مردہ سمجھ کر آپڑتا ہے، اور یہ اسے کھا کر اپنی بھوک مٹاتی ہے۔ سبحان اللہ! (المستطرف في كل فن مستظرف2/215)

... چیونٹیاں گرمی کے موسم میں سردی کے لیے غذائی ذخیرہ جمع کرتی ہیں، پھر جن دانوں کے سڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے، ان کو باہر نکال کے دھوپ میں ڈالتی ہیں۔ یا چاندنی راتوں میں یہ کام کرتی ہیں، پھر اگر بل میں نمی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ یہ دانہ پھوٹ کر ہمارے کام کا نہ رہے گا، تو اکثر اس کے دو ٹکڑے کردیتی ہے، اور جہاں سے روئید گی ہوتی ہے اس حصہ کو توڑ دیتی ہیں، اس میں سونگھنے کی قوت بہت زیادہ ہے، جب دانہ بڑا ہوتا ہے، تو واپس بل میں جاتی ہے اور تھوڑی ہی دیر میں چیونٹیوں کی قطار لگ جاتی ہے، پھر ان کی مدد سے اُٹھالے جاتی ہیں، پھر جب ایک دوسرے سے ملتی ہیں، تو ضرور تھوڑا سا رُک کر پھر آگے جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس کی زندگی کی بقا اور اس کا وجود اس کے کھانے کی وجہ سے نہیں کیونکہ اس کے جسم میں ایسا پیٹ نہیں ہے جس میں کھانا جائے بلکہ اس کے بدن میں دو حصے ہیں اور دونوں الگ الگ ہیں اور اس کو دانہ کاٹنے کے وقت جو اس سے بو نکلتی ہے صرف اسی کو سونگھ کر طاقت ملتی ہے اور یہی اس کو کافی ہو جاتی ہے۔ (حیات الحیوان 2/668)

وجود باری تعالیٰ آیات قرآنیہ کی روشنی میں

اب یہاں سے چند آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں جن میں انسانوں کے لیے دعوتِ فکر ہے کہ کائنات کے نظام کا خوش اسلوبی سے چلنا اور ہر چیز کا ٹھیک کام میں لگے رہنا، یہ اس ذات کے وجود پر واضح دلیل ہیں۔

... ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (آل عمران: 190)

ترجمہ:... بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے باری باری آنے جانے میں ان عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

فائدہ: یہ روز و شب کا نور و ظلمت، یہ سورج اور چاند کی روشنی، ان کی مقررہ رفتار اور باقاعدہ طلوع و غروب اس بات کی دلیل ہے کہ اس روشن ایام پر کوئی سوار ہے، جس کے ہاتھ میں اس کا سیاہ و سفید ہے۔

...﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾

(حم السجدة:37)

ترجمہ:... اور اُسی کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دِن اور سورج اور چاند۔

... ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ

ٱلسَّمَآءِ مِن مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ ٱلْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ ٱلرِّيَٰحِ وَٱلسَّحَابِ ٱلْمُسَخَّرِ بَيْنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾ (البقرة: 164)

ترجمہ:... بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، دن رات کے لگاتار آنے جانے میں، اُن کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدہ کا سامان لے کر سمندر میں تیرتی ہیں، اُس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اُتارا اور اس کے ذریعے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندگی بخشی اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے، اور ہواؤں کی گردش میں، اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع دار بن کر کام میں لگے ہوئے ہیں، اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں۔

فائدہ: آسمان اور زمین کے عجیب وغریب خلقت کے ساتھ خود انسان کی اپنی پیدائش کی حکایت کتنی عجیب ہے۔

...﴿ وَإِنَّ لَكُمْ فِى ٱلْأَنْعَٰمِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِى بُطُونِهِۦ مِنۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشَّٰرِبِينَ ﴾ (النحل: 66)

ترجمہ:... اور بیشک تمہارے لیے مویشیوں میں بھی سوچنے سمجھنے کا بڑا سامان ہے۔ اُن کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے، اُس کے بیچ میں سے ہم تمہیں ایسا صاف ستھرا دودھ پینے کو دیتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔

...﴿ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِى خَلْقِ ٱلرَّحْمَٰنِ

مِن تَفَٰوُتٖۖ فَٱرۡجِعِ ٱلۡبَصَرَ هَلۡ تَرَىٰ مِن فُطُورٖ ۝٣ ثُمَّ ٱرۡجِعِ ٱلۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنقَلِبۡ إِلَيۡكَ ٱلۡبَصَرُ خَاسِئٗا وَهُوَ حَسِيرٞ﴾ (الملك: 4)

ترجمہ:... جس نے سات آسمان اُوپر تلے پیدا کیے۔ تم خدائے رحمٰن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے۔ اب پھر سے نظر دوڑا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر بار بار نظر دوڑادو، نتیجہ یہی ہو گا کہ نظر تھک ہار کر تمہارے پاس نامراد لوٹ آئے گی۔

... ﴿خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٖ تَرَوۡنَهَاۖ وَأَلۡقَىٰ فِي ٱلۡأَرۡضِ رَوَٰسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمۡ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٖۚ وَأَنزَلۡنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَنۢبَتۡنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوۡجٖ كَرِيمٍ﴾ (لقمان: 10)

ترجمہ:... اس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر پیدا کیا جو تمہیں نظر آسکیں، اور زمین میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیے ہیں، تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈگمگائے نہیں۔ اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اُس (زمین) میں ہر قابلِ قدر قسم کی نباتات اگائیں۔

... ﴿صُنۡعَ ٱللَّهِ ٱلَّذِيٓ أَتۡقَنَ كُلَّ شَيۡءٍ﴾ (النمل: 88)

ترجمہ:... یہ سب اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مستحکم طریقے سے بنایا ہے۔

اللہ جل جلالہ کے وجود پر ایک بدوی کے چند جملے

ایک شخص نے ایک بدوی سے پوچھا کہ اللہ جل جلالہ کے وجود پر تیرے پاس کیا

دلیل ہے؟ تو بدوی نے ان الفاظ میں جواب دیا:

«يَا سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّ الْبَعْرَ لَيَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ، وَإِنَّ أَثَرَ الْأَقْدَامِ لَتَدُلُّ عَلَى الْمَسِيْرِ، فَسَمَاءٌ ذَاتِ الْأَبْرَاجِ، وَأَرْضٌ ذَاتِ فُجَاجٍ، وَبِحَارٌ ذَاتِ أَمْوَاجٍ أَلَا يَدُلُّ ذَلِكَ عَلَى وُجُوْدِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ!».(تفسیر ابن کثیر1/183)

ترجمہ:... اللہ کی ذات عیب سے پاک ہے، جب مینگنی اونٹ کا پتہ دیتی ہے، اور پاؤں کے نشان گذرنے والے آدمی کا پتہ دیتے ہیں، تو کیا یہ برجوں والا آسمان اور یہ راستوں والی زمین اور موجیں مارنے والے سمندر اس باریک بین اور باخبر ذات کا پتہ نہیں دیتے؟

وجودِ باری تعالیٰ پر چند دلائلِ عقلیہ

وجود باری تعالیٰ پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا استدلال

کچھ دہریوں نے امام صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اللہ جل جلالہ کے وجود پر کیا دلیل ہے، توامام صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ چھوڑو، میں کسی اور سوچ میں ہوں، لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ ایک بہت بڑی کشتی، جس میں طرح طرح کی تجارتی چیزیں ہیں، نہ کوئی اس کا نگہبان ہے، نہ چلانے والا ہے، باوجود اس کے وہ آ، جا رہی ہے، اور بڑی بڑی موجوں کو خود چیرتی پھاڑتی گذر جاتی ہے، ٹھہرنے کی جگہ ٹھہر جاتی ہے، چلنے کی جگہ پر چلتی رہتی ہے، اور نہ کوئی ملاح ہے نہ منتظم۔

دہریوں نے کہا: آپ کس سوچ میں پڑ گئے، کوئی عاقل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی سمندر میں آئے جائے، اور کوئی اس کا چلانے والا نہ ہو۔

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: افسوس تمہاری عقلوں پر ایک کشتی تو بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے، لیکن یہ ساری دنیا آسمان وزمین کی سب چیزیں ٹھیک اپنے کام پر لگی رہیں، اور ان کا مالک، حاکم، خالق کوئی نہ ہو۔ یہ جواب سن کر وہ لوگ ہکے بکے ہو گئے، اور حق معلوم کر کے مسلمان ہو گئے۔ (تفسیر ابن کثیر 183/1)

وجود باری تعالیٰ پر امام مالک رحمہ اللہ کا استدلال

خلیفہ ہارون الرشید نے جب امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اللہ جل جلالہ کے وجود پر کیا

دلیل ہے؟ توامام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ: زبانوں کا مختلف ہونا، آوازوں کا جداگانہ ہونا، نغموں اور لہجوں کا الگ ہونا، ثابت کرتا ہے کہ خدا تعالی موجود ہے۔

(تفسیر ابن کثیر 183/1)

وجود باری تعالی پر امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال

امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی کسی نے سوال کیا کہ اللہ جل جلالہ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ: توت کے پتے ایک ہی ہیں، ایک ہی ذائقہ کے ہیں، کیڑے اور شہد کی مکھی، گائیں بکریاں ہرن وغیرہ سب اس کو کھاتے ہیں، اور چرتے ہیں، اسی کو کھا کر کیڑے میں سے ریشم نکلتا ہے، مکھی شہد دیتی ہے، ہرن میں مشک پیدا ہوتا ہے، اور گائے سے گوبر نکلتا ہے، بکریاں مینگنیاں دیتی ہیں، کیا یہ اس بات کی صاف دلیل نہیں ہے کہ ایک پتے میں مختلف خواص پیدا کرنے والا کوئی ہے، وہی ہمارا خالق ومالک اور رب ہے۔(تفسیر ابن کثیر 183/1)

وجود باری تعالی پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا استدلال

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اللہ جل جلالہ کے وجود پر دلیل مانگی گئی، تو امام صاحب رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ سنو! یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے، جس میں کوئی دروازہ نہیں، نہ کوئی راستہ ہے، بلکہ سوراخ تک نہیں، باہر سے چاندی کی طرح چمک رہا ہے، اور اوپر نیچے، دائیں بائیں ہر طرف سے بالکل بند ہے، ہوا تک اس میں نہیں جاسکتی، اچانک اس

کی ایک دیوار گرتی ہے، اور ایک جاندار آنکھوں، کانوں والا، خوبصورت شکل اور پیاری بولی والا، چلتا پھرتا نکل آتا ہے۔

کہو! اس بند اور محفوظ مکان میں اسے پیدا کرنے والا کوئی ہے یا نہیں؟ اور وہ ہستی انسانی ہستیوں سے بالاتر اور اس کی قدرت غیر محدود ہے یا نہیں؟

مطلب یہ تھا کہ انڈے کو دیکھو! جو ہر طرف سے بند ہے، پھر اس میں پروردگار خالق ویکتا، ایک جاندار بچہ پیدا کر دیتا ہے، یہی ہے دلیل خدا کے وجود پر۔

(تفسیر ابن کثیر 183/1)

دین محمدی ﷺ میں خدا کا تصور اور ادیانِ باطلہ کا رد

اہلِ عرب ایک حقیقی قوت کے نام سے واقف تھے، اور اس کو خالق بھی مانتے تھے، مگر قدرت کے کارخانہ کا اس کو تنہا مالک نہیں سمجھتے تھے۔ یہودیوں کا ایک خاندانی خدا تھا، جس نے ساری دنیا صرف بنی اسرائیل کیلئے پیدا کی تھی، اور اس کو بنا کر ساتویں دن وہ تھک کر بیٹھ گیا تھا، ایرانیوں کے خدا کی خدائی نیکی وبدی کی دو مملکتوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ہندوؤں کا خدا اوتاروں کا بھیس بدل کر لاکھوں خدا بن گیا تھا، اور برہما، مہیش اور بشن تینوں نے ملکر خدائی کے کاروبار باہم تقسیم کر لیے تھے۔

لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نے اس خدا کا جلوہ نمایاں کیا، جو آسمان کے اوپر سے لیکر زمین کے نیچے تک کا تنہا مالک ہے، اس کی کارگیری میں کوئی شریک نہیں، اس کی شہنشاہی میں کسی دوسرے کا حصہ نہیں، اس کے کارخانہ قدرت میں کوئی دوسرا ساجھی نہیں، کائنات کا کوئی

ذرہ اس کے حکم سے باہر نہیں، دنیا کی کوئی چیز اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو نہیں سکتی، شجر، حجر، جنگل، پہاڑ، صحرا، دریا، سورج، چاند، زمین، آسمان، انسان، حیوان، زبان والے اور بے زبان سب اس کے آگے سربسجود اور اس کی تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔

سب کمزور ہیں، وہی ایک قوت والا ہے، سب کا علم ناقص ہے، صرف اس کا علم کامل ہے، سب فانی ہیں صرف اسی ایک کو بقا ہے، سب محتاج ہیں وہی ایک بے نیاز ہے، سب اس کے بندے ہیں وہی ایک شہنشاہ ہے۔ غرض عرش سے فرش تک جو کچھ بھی ہے، وہ اس کا ہے، اور اس پر صرف اس کی حکمرانی ہے، وہ ہر عیب سے پاک، ہر برائی سے منزّہ، اور ہر الزام سے بری ہے، وہ ہر قسم کے صفات عالیہ، اوصاف کمالیہ اور محامد جمیلہ سے متصف ہے، اس کے مانند کوئی نہیں، اس کی تشبیہ و مثال کوئی نہیں، وہ تشبیہ و تمثیل سے بالاتر اور رشتے ناطے سے پاک ہے۔

بغیر دلیل کے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ پر ایمان لانے کے متعلق

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہ بھیجتے تب بھی عُقلا پر اپنی عقلوں کے ذریعے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی معرفت حاصل کر کے اس پر ایمان لانا واجب ہوتا۔

وجود باری تعالی پر حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا شعر

انقلاباتِ جہاں واعظِ رب ہیں سن لو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے: "فَافْهَمْ فَافْهَمْ"

شعر کی تشریح

اس کائنات میں جتنے تغیرات اور تبدیلیاں آتی ہیں، مثلاً موسم کا سرد ہونا، گرم ہونا، رات کا چھانا، دن کا اجالا ہونا، بادلوں کا چلنا اور بادلوں کا برسنا، سورج کا نکلنا اور غروب ہونا، چاند کا گھٹنا بڑھنا، سمندروں سے طوفان اٹھنا، زمین کا زیرآب ہونا، زلزلوں کا آنا، آبادیوں کا تباہ و برباد ہونا، انسانی جانوں کا ضائع ہونا، طوفانی ہواؤں کا چلنا، بچے کا جوان ہونا، پھر جوان کا بوڑھا ہونا، اسی طرح عورت کا ماں بننا، سمندروں میں مچھلیوں کا جینا، خشکی میں مرنا، جہازوں کا ہواؤں میں اڑنا، اور کشتیوں کا سمندر کی لہروں کو چیرتے ہوئے سفر کرنا، آبدوزوں کا سمندر کی تہہ میں جانا، زمین کی ہریالی اور بنجر پنہ یہ سب تغیرات جہاں میں واعظ رب ہیں، جو رب کے وجود پر دلالت کرتے ہیں، اور ہر تغیر سے صدا اور آواز آتی ہے کہ "اپنے رب کو پہچانو"، "اپنے رب کو پہچانو"، جو کہ یہ سارا نظام تن تنہا چلا رہا ہے۔

دہریوں سے چند سوالات کے جوابات طلب

سوال 1: یہ ہے کہ زمین کی بنیاد کس چیز پر ہے؟

سوال 2: سمندر جو موجیں مارتا ہے، اسے کس نے ٹھہرا رکھا ہے؟

سوال 3: بادلوں کا ایک خاص نظام ہے یہ کس نے قائم کیا ہے؟

سوال 4: رات کی ایک مخصوص حد تک تاریکی کس نے ٹھہرائی ہے؟

سوال 5: کیا موجوں پر کسی انسان کی اتنی حکمرانی ہے کہ وہ ان کو حسب ضرورت کم یا زیادہ کر سکے؟

سوال 6: صبح و شام پر کوئی انسان حاکم ہے؟

سوال 7: اس آسمان کے کناروں پر کس کا قبضہ ہے؟

سوال 8: کیا سمندر کی تہہ میں کوئی شخص حکومت کرتا ہے، یا کوئی ایسا شخص ہے جس نے سمندر کی تہہ کے چپہ چپہ کا سراغ لگالیا ہو؟

سوال 9: موت سے کون بچاتا ہے؟

سوال 10: زمین کی صحیح صحیح چوڑائی کسی کو معلوم ہے؟

سوال 11: روشنی کا مسکن اور منبع کہاں ہے؟

سوال 12: ہوا کی ابتدا اور انتہا کیا ہے، اور یہ کہاں تک جا کر واپس لوٹ آتی ہے؟

سوال 13: دن کے وقت تاریکی کہاں چلی جاتی ہے اور رات کو اُسے کون واپس لاتا ہے؟ آپ تو محض سبب بتایئے خواہ وہ ظاہر ہو، یا پوشیدہ؟ اور یہ

بھی بتائیے کہ کسی انسان کے قبضہ قدرت میں تاریکی کا بڑھانا گھٹانا ہے یا نہیں؟

سوال14: آسمانی بجلی اور رعد میں کوئی والنٹیئر مقرر ہے؟ اگر ضرورت ایجاد کی ماں ہے تو غیر آباد زمین پر، سمندر میں، دریاؤں میں بارش کیوں ہوتی ہے؟ آخر وہاں بارش کی کیا ضرورت ہے؟ جس بیابان میں انسان اور جاندار نہیں بستے وہاں بادل کیوں گرجتے ہیں؟ اور ہاں! جانور تو ریگستان میں بھی پائے جاتے ہیں، وہاں یہ بادل خود ہی نہیں جاتے یا کوئی بھیجتا ہی نہیں؟

سوال15: زمین کے بخار کو شبنم کس نے بنایا؟

سوال16: آپ کے نزدیک انسان فاعل مختار ہے، تو کیا دنیا کا کوئی انسان ثریا ستارے کو اُتار کر نیچے لا سکتا ہے؟

سوال17: کیا دنیا کا کوئی شخص آفتاب کو روک سکتا ہے؟ اگر سارے انسان عاجز ہیں، تو اس عاجز پر کوئی قادر ہے یا نہیں؟

سوال18: کوئی ایسا شخص آپ کی نظر میں ہے جو آسمان کے قواعد اور وہاں کے مروّجہ قوانین سے واقف ہو، اور اُسے علم ہو کہ وہاں کون کون سی مخلوق بستی ہے؟

سوال19: آپ سب کچھ کر سکتے ہیں تو ذرا بادلوں تک اپنی آواز تو پہنچا کر دکھائیں؟

سوال20: بجلی کو کوئی منع کر سکتا ہے کہ نہ گرے؟، آخر اس کے گرنے میں جو حکمت ہے، وہ کس نے رکھی؟

سوال21: بادلوں یا ستاروں کو کوئی سائنس دان گنوا سکتا ہے؟

سوال22: آپ کی عقل و دانش کا خالق کون ہے؟

سوال23: شیرنی کے لئے شکار کا انتظام آپ کرتے ہیں؟

سوال24: پہاڑی کوّوں کے بچوں یا اسی نوع کے دوسرے پرندوں کی خوراک کا انتظام کون کرتا ہے؟

اس قسم کے اور بھی بہت سے سوالات ہو سکتے ہیں، مگر فی الحال آپ کی اور آپ کے ہم خیال دہریوں کی فراست کو سمجھنے کیلئے اتنے ہی سوالات کافی ہیں۔(ماخوذ از کیا خدا ہے؟)

وجود باری تعالیٰ پر بابا چلاسی غلام نصیر الدین رحمہ اللہ کے فارسی اشعار مع اردو ترجمہ

زچشمت دور در صحرا دخان ست
اگر تیری آنکھ سے دور صحرا میں دھواں ہے

وجود نار آنجا بے گماں ست
تو اس جگہ میں آگ کا وجود بے شک ہے

بہ چشم مانگہ کن سوئے عالم
تو ہماری آنکھ سے دنیا کو دیکھ

نشا نہائے وجود حق چساں ست
اللہ کے وجود کے نشانات کیسے ہوئے ہیں

ندارم ہیچ شک در ہستیٔ او
میں اس ہستی میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

نمی گویم چنیں است و چناں ست
اور میں اس کی ذات کے بارے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ اس طرح ہے یا اس طرح ہے

اگر خورشید بالائے مکان نیست
اگر مکان کی چھت پر سورج کا وجود نہیں

چرا این روشنی اندر مکانست
تو یہ مکان کے اندر روشنی کہاں سے آئی

تو در بازار گر بینی دوکانے
تو اگر بازار میں کسی دکان کو دیکھتا ہے

دوکاندارے ضروری در دوکانست
تو کوئی نہ کوئی دکاندار ضرور دکان میں ہے

تو گر ملّاح در کشتی نہ بینی
تو اگر کشتی کے اندر چلانے والا نہیں دیکھتا ہے

چرا کشتی بہ سمتِ خود رواں ست
تو کیوں کشتی اپنی ٹھیک سمت پر رواں دواں ہے

نہ خود پیدا ست ایں قصر بلندت — زمینش فرش و سقفش آسمان ست

یہ تیرا بلند محل خود بخود پیدا نہیں ہوا — جس کا فرش زمین اور چھت آسمان ہے

چرا پیش شماست این خوان یغما — اگر قصر شما بے میزباں ست

تمہارے سامنے دستر خوان میں رنگ رنگ کی نعمتیں کیسی ہیں؟ — اگر تمہارے اس بلند محل میں کوئی میزبان نہیں ہے

زہر شے بشنوم من قصہ دوست — تو می گوئی کہ ہر شے رازبان ست

ہر چیز سے میں دوست کی کہانی سنتا ہوں — گویا ہر شئے میرے حق میں زبان رکھتی ہے

چلاسی راچہ مطلب ہست دانی — وجودِ حق عیاں ست وعیاں ست

چلاسی کا مطلب کیا ہے تو سمجھتا؟ — اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود پوشیدہ نہیں ظاہر در ظاہر ہے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

حقیقتِ توحید

قرآن و حدیث کی روشنی میں

فَفِي كُلِّ شيءٍ لَهُ آيةٌ   تدلُّ علَى أنَّهُ واحدٌ

ہر چیز میں ایک نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کر رہی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ....

أمّا بعد:

توحیدِ باری تعالیٰ وہ بنیادی عقیدہ ہے جس کے بغیر دین اسلام کا تصور ممکن نہیں ہے، توحید کا عقیدہ تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں مشترک رہا ہے، چنانچہ کوئی نبی ایسا نہیں جس نے عقیدۂ توحید کی دعوت نہ دی ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے نبی ہیں، جنہوں نے شرک کے خلاف توحید کا جھنڈا بلند کیا، کیونکہ ان سے پہلے دنیا کی تاریخ میں شرک کا تصور ہی نہ تھا، ان کے بعد تمام انبیا علیہم السلام نے سب سے پہلے عقیدۂ توحید کی دعوت دی اور شرک کی نفی کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سرزمینِ عرب میں مبعوث ہوئے، تو آپ کے سامنے بھی شرک کی مختلف شکلیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا کی پہاڑی پر سب سے پہلے جو نعرہ بلند کیا، وہ کلمہ توحید کا تھا، "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا نعرہ تھا، یعنی تمہارا معبود و مسجود ایک خدا ہی ہے۔

دعوتِ توحید سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں ایک مسلّم شخصیت تھے۔ آپ کے کردار پر، آپ کی دیانت و امانت پر سب متفق تھے، دعوتِ توحید کی صدا بلند کرتے ہی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو گئے، حتیٰ کہ جانی دشمن بن گئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ توحید سے روکنے کیلئے ملک، مال اور عورت کی لالچ بھی دی گئی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب

کو ٹھکرا دیا، اور دعوتِ توحید کی آواز بلند کرتے رہے، چنانچہ آپ ﷺ نے تمام انسانیت کو دعوت توحید دیتے ہوئے، ارشاد فرمایا:

... «يَاأَيُّهَاالنَّاسُ وَحِّدُوااللهَ فَإِنَّ التَّوحِيدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ».

ترجمہ:...اے لوگو! تم عقیدۂ توحید اپناؤ، کیونکہ توحید ہی تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔

"لا إله إلا الله" جو کلمۂ توحید ہے اس کا مفہوم اور مطلب سمجھنا ضروری ہے۔

عرب چونکہ "لا إله إلا الله" کے مفہوم سے آگاہ تھے، اس لیے اس کلمہ کو پڑھنے سے گریزاں تھے، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جب ہم ایک خدا کا اقرار کریں گے، تو سب سے کٹ کر ایک کے سامنے جھکنا پڑے گا۔

جب آنحضرت ﷺ دعوتِ توحید دینے لگے، تو کفار نے اس پر تعجب کیا، یہ کیسی عجیب بات ہے کہ سب خداؤں کو چھوڑ کر، صرف ایک خدا کی پرستش کی جائے، اللہ جل جلالہ نے سورۂ "ص" میں ان کے اس اعتراض کو یوں ذکر فرمایا ہے:

... ﴿وَعَجِبُوٓاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ ٱلْكَٰفِرُونَ هَٰذَا سَٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ أَجَعَلَ ٱلْءَالِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ۝ وَٱنطَلَقَ ٱلْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ ٱمْشُواْ وَٱصْبِرُواْ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ يُرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِى ٱلْمِلَّةِ ٱلْءَاخِرَةِ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا ٱخْتِلَٰقٌ﴾ (ص:7)

ترجمہ:... اور ان (قریش کے) لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا ہے کہ ایک خبردار کرنے والا انہی میں سے آگیا، اور ان کافروں نے یہ کہہ دیا کہ: وہ جھوٹا جادوگر ہے، کیا اس

نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود میں تبدیل کر دیا ہے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ اور ان کے سردار لوگ یہ کہہ کر چلتے بنے کہ چلو اور اپنے خداؤں کی عبادت پر ڈٹے رہو، یہ بات ایسی ہے کہ اس کے پیچھے کچھ اور ہی ارادے ہیں۔ ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں کبھی نہیں سنی، اور کچھ نہیں یہ من گھڑت بات ہے۔

آیات مذکورہ کا پس منظر

ان آیات قرآنیہ کا پس منظر یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کے چچا ابو طالب مسلمان نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی پوری نگہداشت کر رہے تھے، جب وہ ایک بیماری میں مبتلا ہوئے، تو قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی، جس میں ابو جہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث اور دوسرے سردار شریک ہوئے، مشورہ یہ ہوا کہ ابو طالب بیمار ہیں، اگر وہ اس دنیا سے گزر گئے، اور اس کے بعد ہم نے محمد (ﷺ) کو ان کے نئے دین سے باز رکھنے کے لئے کوئی سخت اقدام کیا، تو عرب لوگ ہمیں یہ طعنہ دیں گے کہ جب تک ابو طالب زندہ تھے، اس وقت تک تو یہ لوگ محمد ﷺ کا کچھ نہ بگاڑ سکے، اور جب ان کا انتقال ہو گیا، تو انہوں نے آپ ﷺ کو ہدف بنالیا، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ابو طالب کی زندگی ہی میں ان سے محمد ﷺ کے معاملہ کو حل کر لیں، تاکہ وہ ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔

چنانچہ یہ لوگ ابو طالب کے پاس پہنچے، اور جا کر ان سے کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے

معبودوں کو بُرا بھلا کہتا ہے، آپ انصاف سے کام لے کر ان سے کہیے کہ وہ جس خدا کی چاہیں عبادت کریں، لیکن ہمارے معبودوں کو کچھ نہ کہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ خود بھی ان کے بتوں کو اس کے سوا کچھ نہ کہتے تھے کہ یہ بت بے حس اور بے جان ہیں، نہ تمہارے خالق ہیں، نہ رازق ہیں، نہ تمہارا کوئی نفع نقصان ان کے قبضہ میں ہے۔

ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کو مجلس میں بُلوایا، اور آپ سے کہا کہ بھتیجے! یہ لوگ تمہاری شکایت کر رہے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو برا کہتے ہو، انہیں اپنے مذہب پر چھوڑ دو، اور تم اپنے خدا کی عبادت کرتے رہو، اس پر قریش کے لوگ بھی بولتے رہے۔

بالآخر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: چچا جان کیا میں انہیں اس چیز کی دعوت نہ دوں، جس میں ان کی بہتری ہے؟ ابو طالب نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں، جس کے ذریعہ سارا عرب ان کے آگے سرنگوں ہو جائے اور یہ پورے عرب کے مالک ہو جائیں۔ اس پر ابو جہل نے کہا: بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ تمہارے باپ کی قسم! ہم ایک کلمہ نہیں دس کلمے کہنے کو تیار ہیں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: بس «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه» کہہ دو، یہ سن کر تمام لوگ کپڑے جھاڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے، اور کہنے لگے: کیا ہم سارے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک کو اختیار کرلیں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ اس موقع پر سورہ "ص" کی آیات مذکورہ نازل ہوئیں۔ (معارف القرآن 493/7)

اب آیئے! ذرا «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کے مفہوم پر غور کریں کہ یہ کلمہ بظاہر تو ایک چھوٹا سا کلمہ ہے، لیکن کس قدر وسیع تر مفہوم پر مشتمل ہے، اس میں جو لَا ہے، اس کے ذریعے سے کائنات کی ہر چیز کی نفی کی گئی ہے، اور إِلَّا اللّٰهُ کے ذریعہ سے صرف اللہ کیلئے ہر کام کا اثبات ہے۔ عرب چونکہ اس مفہوم سے بخوبی واقف تھے، اس لئے وہ اس کلمہ کو پڑھنے سے گریزاں تھے۔

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کا مفہوم

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کا مفہوم یہ ہے کہ معبودِ برحق اور مسجودِ برحق صرف ایک اللہ جَلَّ جَلَالُهُ ہے۔

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔۔۔۔ جس کی عبادت کی جائے۔

اس کے سوا کوئی مسجود نہیں۔۔۔۔۔ جس کو سجدہ کیا جائے۔

اس کے سوا کوئی حاجت روا نہیں۔۔۔۔۔ جو حاجت پوری کرے۔

اس کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں۔۔۔۔۔۔۔ جو مشکل دور کرے۔

بیمار وہی کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

مصیبت وہی لاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو مصیبت دور بھی وہی کرتا ہے۔

اولاد وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اولاد چھینتا بھی وہی ہے۔

دکھ وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو سکھ بھی وہی دیتا ہے۔

بارش وہی برساتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تو غلہ بھی وہی اگاتا ہے۔

بھوک وہی لگاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو مٹاتا بھی وہی ہے۔

زندگی وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو موت بھی وہی دیتا ہے۔

جوانی وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو بڑھاپا بھی وہی لاتا ہے۔

تونگری وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو فقیری بھی وہی دیتا ہے۔

سورج وہی طلوع کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تو غروب بھی وہی کرتا ہے۔

دن وہی روشن کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو رات بھی وہی تاریک کرتا ہے۔

عزت وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو ذلت بھی وہی دیتا ہے۔

بادشاہت وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو بادشاہت چھینتا بھی وہی ہے۔

نیند میں وہی سلاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو نیند سے جگاتا بھی وہی ہے۔

ہنساتا وہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو رُلاتا بھی وہی ہے۔

خوشی وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو غمی بھی وہی دیتا ہے۔

روشنی وہی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو اندھیرا بھی وہی لاتا ہے۔

یہ ہے «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کا مفہوم۔اللہ کے غیر سے ہر کام کی نفی اور اللہ کیلئے ہر کام کا اثبات۔

شعر

جو لا کہا، وہ لا ہوا	وہ لا بھی اس میں لا ہوا
جز لا ہوا کل لا ہوا	پھر کیا ہوا، اللہ ہوا

ماخوذ از بیان مولانا عمر پالن پوری رحمہ اللہ

خلاصہ: یہ ہے کہ عقیدۂ توحید کے بغیر کوئی عمل معتبر نہیں، نہ نماز، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ حاجیوں کو پانی پلانا، نہ بیت اللہ کی تعمیر کرانا، نہ غریبوں کو کھانا کھلانا، نہ مریضوں کا علاج کرانا، غرض تمام اعمال کی بنیاد توحید ہے، جس نے اللہ تعالی کی اُلوہیت کا اقرار نہیں کیا، اس کا کوئی عمل اللہ تعالی کے ہاں معتبر نہیں، نہ فرض، نہ نفل۔

علما نے توحید کی تین اقسام ذکر فرمائی ہیں، انہیں سمجھنے سے عقیدۂ توحید بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔

توحید کی اقسام

(1) توحید ربوبیت (2) توحید الوہیت (3) توحید اسماء وصفات

(1) توحید کی پہلی قسم: رُبوبیت

توحیدِ ربوبیت یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے وجود کو تسلیم کرنا، اور بعض صفات میں اسے «وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ» ماننا۔ مثلاً مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، رازق، اور متصرف سمجھتے تھے، قرآن کریم نے ان کے اس عقیدہ کو ذکر کر کے اس کو رد کیا ہے کہ اس قدر عقیدہ توحید کیلئے ناکافی ہے، اور ان کو مشرک اور کافر قرار دیا ہے، پس معلوم ہوا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ماننا توحید نہیں کہلاتا، ورنہ سارے کفارِ عرب موحّد کہلاتے۔ ان کا اصل اختلاف توحیدِ ربوبیت میں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو معبود ماننے کو تیار نہ تھے۔

اب یہاں ہم کفار کے اس عقیدے کو ذکر کرتے ہیں، جسے وہ اپنے لئے کافی سمجھتے تھے، مگر قرآن کریم نے اس عقیدہ کو ناقص قرار دے کر انہیں مشرک قرار دیا۔

توحیدِ ربوبیت پر چند مثالیں

خالق صرف ایک اللہ ہے

... مشرکین اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو اپنا خالق سمجھتے تھے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان ہے

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾(الزخرف:87)

ترجمہ:... اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے، تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ اس کے باوجود کوئی انہیں کہاں سے اوندھا چلا دیتا ہے؟

آسمانوں اور زمین کا خالق صرف اللہ ہے

... مشرکین بھی آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ ہی کو سمجھتے تھے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ ٱلْعَزِيزُ ٱلْعَلِيمُ﴾ (الزخرف:9)

ترجمہ:... اگر تم ان (مشرکین) سے پوچھو کہ سارے آسمانوں اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں، تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ انہیں اس ذات نے پیدا کیا ہے، جو اقتدار کا بھی مالک ہے، علم کا بھی مالک ہے۔

آسمانوں سے بارش صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہی برساتا ہے

... مشرکین بھی کہتے تھے بارش اللہ ہی برساتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ ٱلْأَرْضَ مِنۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ﴾ (العنکبوت: 63)

ترجمہ:... اگر تم ان سے پوچھو کہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے زندگی بخشی، تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ اللہ۔

چاند اور سورج کو صرف اللہ تعالیٰ نے کام پر لگایا ہے

... مشرکین بھی مانتے تھے کہ چاند و سورج کا نظام اللہ چلا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾(العنکبوت:61)

ترجمہ:... اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کون ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا،اور سورج اور چاند کو کام پر لگایا؟تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ اللہ، پھر یہ لوگ کہاں سے اوندھے چل پڑے ہیں۔

رازق اور مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے

... مشرکین بھی اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے،اور زندگی و موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾(یونس:31)

ترجمہ:... (اے پیغمبر ﷺ! ان مشرکین سے)پوچھو کہ کون ہے، جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق پہنچاتا ہے، یا بھلا کون ہے جو سننے اور دیکھنے کی قوتوں کا مالک ہے،

اور کون ہے جو جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکال لاتا ہے، اور کون ہے جو ہر کام کا انتظام کرتا ہے تو یہ لوگ کہیں گے "اللہ" تو تم ان سے کہو: کیا پھر بھی اللہ سے نہیں ڈرتے ہو۔

عرشِ عظیم کا رب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

… مشرکین بھی اللہ کو عرش کا مالک سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿قُلۡ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ ٱلسَّبۡعِ وَرَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡعَظِيمِ ۝٨٦ سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾(المؤمنون: 87)

ترجمہ:… کہو کہ سات آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے، وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے۔ کہو کہ کیا پھر بھی اللہ سے نہیں ڈرتے۔

کائنات کا کل اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

… مشرکین بھی اس بات کو تسلیم کرتے تھے، کائنات کا کل اختیار صرف اللہ جل جلالہٗ کو ہے، اللہ جل جلالہٗ کا فرمان ہے

﴿قُلۡ مَنۢ بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيۡءٖ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيۡهِ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝٨٨ سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ فَأَنَّىٰ تُسۡحَرُونَ﴾(المؤمنون:89)

ترجمہ:… کہو کہ کون ہے جس کے ہاتھوں میں ہر چیز کا مکمل اختیار ہے، اور جو پناہ دیتا ہے، اور اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا؟ بتاؤ اگر جانتے ہو، تو

وہ ضرور یہی کہیں گے کہ سارا اختیار اللہ کا ہے، کہو! پھر کہاں سے تم کو کوئی جادو چل جاتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ تمام آیات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مشرکین بھی مذکورہ صفات میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو "وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" مانتے تھے، لیکن قرآن کریم نے ان کے اس ناقص عقیدہ توحید کو تسلیم نہیں کیا ہے، اور انہیں مشرک قرار دیا ہے، بات صرف اتنی تھی کہ وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو معبود ماننے کو تیار نہ تھے، وہ غیر اللہ کی منتیں مانتے تھے، بتوں کے آگے سجدے کرتے تھے، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے، پریشانیوں اور مصیبتوں میں وہ انہیں پکارتے تھے۔

الغرض ان کا اختلاف اس بات پر تھا کہ وہ ایک اللہ کو معبود برحق ماننے کو تیار نہ تھے۔ کفار نے یہاں تک کہا: اے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اگر آپ چاہو، تو ہم آپس میں صلح کرلیں، اور ایک سال تم ہمارے بتوں کی عبادت کرو، اور ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے، اس طرح یہ اختلاف دور ہو جائے گا۔

قرآن کریم میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اس پر سورۂ کافرون نازل فرما کر، ان کی اس پیشکش کو رد کردیا۔

... ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ ۝١ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝٢ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝٤ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ۝٦﴾ (الکافرون)

ترجمہ:... آپ فرمادیں: اے کافرو! نہ میں تمہارے معبود کی عبادت کرتا ہوں نہ تم میرے معبود کی عبادت کرتے ہو۔ نہ میں تمہارے معبود کی عبادت کرنے والا ہوں، نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو۔ تمہارے لئے تمہارا دین، اور میرے لئے میرا دین ہے۔

اس سورت میں واضح اعلان ہے کہ عبادت صرف ایک اللہ کی کرو، اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔

اب بات واضح ہوگئی ہے کہ صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو رب ماننا کافی نہیں ہے، بلکہ اسے معبود برحق تسلیم کرنا ضروری ہے۔ عبادت کے لائق وہی اللہ ہے۔ پس عبادت کی جتنی بھی اقسام ہیں، وہ اسی کیلئے ہوں گی، خواہ وہ عبادت بدنی ہو جیسے نماز، خواہ مالی ہو جیسے زکٰوۃ، صدقات وغیرہ، خواہ قولی ہو جیسے ذکر اذکار، تلاوت وغیرہ۔

اب یہاں سے توحید کی دوسری قسم توحید اُلوہیت ذکر کی جاتی ہے، جو توحید کی بنیاد ہے، اس کے بغیر توحید معتبر نہیں ہے۔

(۲) توحید کی دوسری قسم: توحید الوہیت

توحیدِ اُلوہیت یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو اپنا معبود ماننا، عبادت اسی کے لیے کرنا، اور عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرانا، نہ کسی انسان کو، نہ کسی جن کو، اور نہ کسی فرشتے کو۔

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" میں اسی بات کا اقرار ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے علاوہ اور کوئی معبود

نہیں، چونکہ الٰہ کے معنی معبود کے ہیں۔

"لَا اِلٰہَ" کے معنی ہوئے لا معبود، یعنی عبادت کے لائق کوئی نہیں، اور "اِلَّا اللّٰہُ" میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا اثبات ہے، یعنی عبادت کے لائق صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات ہے۔

اب جب عبادت اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے ہے، تو عبادت کی تمام اقسام بھی اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے لیے ہوں گی، مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج، صدقہ، دعا، سجدہ، منّت یہ سب عبادتیں صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے لیے ہوں گی۔

اس میں کسی دوسرے کا نام لینا کہ یہ عبادت فلاں کے نام پر، یا فلاں کی خوشنودی کیلئے ہے، یہ شرک ہے، عبادت کی جتنی بھی صورتیں ہیں، وہ سب اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے ہیں، ان عبادتوں میں کسی غیر اللہ کو شریک کرنے سے وہ اللہ پاک ہے۔

... حدیث قدسی میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ فرماتے ہیں کہ «أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ» یعنی میں شرک اور شراکت سے بے نیاز ہوں، جس عمل میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا جاتا ہے، تو میں اس عمل کو اسی کے حوالہ کرتا ہوں، جس کو میرے ساتھ شریک کیا گیا۔

چنانچہ قیامت کے دن اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اعلان فرمائیں گے کہ دنیا میں جس نے جس کیلئے جو عمل کیا ہے، وہ آج اسی سے اس کا بدلہ لے لے، ہمارے پاس اس کیلئے کچھ نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ توحید

اب یہاں سے چند انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوتِ توحید کا ذکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے صرف ایک اللہ جل جلالہ کی عبادت کی دعوت دی ہے۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام کی دعوتِ توحید

... حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے شرک کے خلاف دعوتِ توحید کی صدا بلند کی، اور صرف ایک اللہ جل جلالہ کی طرف دعوت دی۔

... ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦ فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ﴾ (الأعراف: 59)

ترجمہ :... ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، تو آپ نے کہا میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔

(۲) حضرت ہود علیہ السلام کی دعوتِ توحید

... حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو صرف ایک اللہ جل جلالہ کی عبادت کی دعوت دی۔

... ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ﴾ (الأعراف: 65)

ترجمہ :... اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا، آپ نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

(۳) حضرت صالح علیہ السلام کی دعوتِ توحید

... حضرت صالح علیہ السلام کا قوم ثمود کو ایک اللہ جل جلالہ کی عبادت کی دعوت

... ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ﴾ (الأعراف: 73)

ترجمہ :... اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام کی قیدی ساتھیوں کو دعوتِ توحید

... ﴿يَٰصَٰحِبَىِ ٱلسِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ أَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَٰنٍ ۚ إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (یوسف: 40)

ترجمہ :... اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا بہت سے متفرق ربّ

بہتر ہیں، یا وہ ایک اللہ جس کا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے؟اس کے سوا جس جس کی تم عبادت کرتے ہو، ان کی حقیقت چند ناموں سے زیادہ نہیں ہے جو تم نے اور تمہارے باپ داداوں نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے حق میں کوئی دلیل نہیں اُتاری، حاکمیت اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوتِ توحید

❁ ...﴿قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

(الأنبياء: 67)

ترجمہ :... ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: بھلا بتاؤ کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہو، جو تمہیں نہ کچھ فائدہ پہنچاتی ہیں نہ نقصان؟ تف ہے تم پر بھی، اور ان پر بھی جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ بھلا کیا تمہیں اپنی سمجھ نہیں؟

❁ ...﴿وَإِبْرَٰهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَوْثَـٰنًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَٱبْتَغُوا۟ عِندَ ٱللَّهِ ٱلرِّزْقَ وَٱعْبُدُوهُ وَٱشْكُرُوا۟ لَهُۥٓ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾

(العنكبوت: 17)

ترجمہ:... اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا: اللہ کی عبادت کرو، اور اُس سے ڈرو، یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم سمجھ سے کام لو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر تم بتوں کو پوجتے ہو، اور جھوٹی باتیں گھڑتے ہو۔ یقین جانو کہ اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی تم عبادت کرتے ہو، وہ تمہیں رزق دینے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے، اس لئے رزق اللہ کے پاس تلاش کرو، اور اُس کی عبادت کرو، اور اس کا شکر ادا کرو۔ اُسی کے پاس تمہیں واپس لوٹایا جائے گا۔

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوتِ توحید

... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ایک اللہ جل جلالہ کی عبادت کی دعوت دی ہے

... ﴿وَإِنَّ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾ (مریم: 36)

ترجمہ:... بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے پس اس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

(۷) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ توحید

... اللہ جل جلالہ نے خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ توحید کا اسلوب اور طریقہ بتایا ہے کہ یوں دعوت دو۔

﴿ ... قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا ﴾ (الکھف: 110)

ترجمہ :... کہہ دو: میں تو تم ہی جیسا ایک انسان ہوں، (البتہ) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا خدا بس ایک خدا ہے۔ لہٰذا جس کسی کو اپنے مالک سے جا ملنے کی اُمید ہو، اُسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرے، اور اپنے مالک کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔

حضور ﷺ کی وفات پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا توحید پر مشتمل خطبہ

حضور ﷺ کی وفات پر صحابہ رضی اللہ عنہم غم سے نڈھال ہو کر بے حال ہو گئے تھے، اور کسی کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کیا جائے؟ کچھ کہہ رہے تھے کہ جنگل کی طرف نکلنا چاہئے، کچھ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہمارے جینے کا کیا مقصد؟

غرض طرح طرح کی سوچیں ان کو گھیر رہیں تھیں، حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلوار لے کر باہر نکلے، اور فرمایا: جو یہ خبر دے گا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے، میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور لوگوں کو جمع کر کے ایک جامع توحید بھرا خطبہ دیا، جس میں حضور ﷺ کی موت کی خبر بھی دی، اور اللہ جل جلالہ کی عبادت کی تلقین بھی کی۔ فرمایا

... «يا أيها الناس! من كان يعبد محمدا فقد مات محمد صلى الله عليه وسلم، ومن كان يعبد رب محمد صلى الله عليه وسلم فإن رب محمد حي لا يموت، ثم قرأ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّـٰكِرِينَ﴾ (آل عمران: 144)
قال عمر رضي الله عنه: والله! لكأنا لم نقرأها قبلها قط»

(حياة الصحابة :333/2)

ترجمہ:... اے لوگو! جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا، تو جان لے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے، اور جو کوئی محمد کے رب کی عبادت کرتا تھا، وہ جان لے کہ بیشک محمد ﷺ کا رب زندہ ہے، اس کو کبھی موت نہیں آئے گی، پھر قرآن کریم کی آیت تلاوت فرمائی، (جس کا مفہوم یہ ہے): حضرت محمد اللہ کے رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، اگر ان پر موت آئے، یا ان کو قتل کیا جائے، تو کیا تم الٹے پاؤں پھر وگے، اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا، پس وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، اور اللہ شکر کرنے والوں کا جزا دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت کو سننے کے بعد ہمیں ایسا محسوس ہوا، گویا کہ ہم نے یہ آیت پہلے کبھی پڑھی ہی نہیں۔

معبود اور متصرف صرف ایک اللہ تعالیٰ ہیں

۞ ... ﴿أَمَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَنۢبَتْنَا بِهِۦ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنۢبِتُوا۟ شَجَرَهَآ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ﴾ (النمل: 60)

ترجمہ:... بھلا کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا؟ پھر ہم نے اُس پانی سے بارونق باغ اگائے، تمہارے بس میں نہیں تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگا سکتے۔ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں! بلکہ ان لوگوں نے راستے سے منہ موڑ رکھا ہے۔

۞ ... ﴿أَمَّن جَعَلَ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنْهَٰرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِىَ وَجَعَلَ بَيْنَ ٱلْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (النمل: 61)

ترجمہ:... بھلا وہ کون ہے جس نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا، اور اُس کے بیچ بیچ میں دریا پیدا کئے، اور اُس (کو ٹھہرانے) کے لئے (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں، اور دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ رکھ دی؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں! بلکہ ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے ناواقف ہیں۔

۞ ... ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾

(النمل: 62)

ترجمہ:... بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بے قرار اُسے پکارتا ہے تو وہ اُس کی دعا قبول کرتا ہے، اور تکلیف دور کر دیتا ہے، اور جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں! بلکہ تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

... ﴿أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ ٱلرِّيَٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهِۦٓ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ تَعَٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (النمل: 63)

ترجمہ:... بھلا وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں تمہیں راستہ دِکھاتا ہے، اور جو اپنی رحمت (کی بارش) سے پہلے ہوائیں بھیجتا ہے جو تمہیں (بارش کی) خوشخبری دیتی ہیں؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ (نہیں! بلکہ) اللہ اُس شرک سے بہت بالا و برتر ہے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔

... ﴿أَمَّن يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا۟ بُرْهَٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴾ (النمل: 64)

ترجمہ:... بھلا وہ کون ہے جس نے ساری مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا، پھر وہ اُس کو

دوبارہ پیدا کرے گا، اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ آپ کہہ دیجیے: لاؤ اپنی کوئی دلیل، اگر تم سچے ہو۔

اب یہاں سے عبادت کے بارے میں کچھ وضاحت کی جائے گی، کہ عبادت کسے کہیں گے، تاکہ وہ صرف اللہ جل جلالہ کے ساتھ خاص ہو جائے، اور شرکت غیر سے پاک ہو جائے۔

عبادت کی تعریف

لغت میں عبادت کہتے ہیں: خضوع کرنا، پرستش کرنا۔

بعض مفسرین نے عبادت کی تعریف «غَايَةُ الْخُضُوْعِ وَالْخُشُوْعِ» سے کی ہے (یعنی انتہائی عاجزی اور انکساری کرنا)، بعض مفسرین نے «غَايَةُ التَّعْظِيْمِ» سے کی ہے (یعنی انتہائی تعظیم کرنا)۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے عبادت کی تعریف یہ کی ہے کہ: جس کی طرف بندہ ہر وقت ہر چیز میں محتاج ہو اور اس کے سامنے ذلیل ہو۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک عبادت کی تعریف

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "مدارج السالکین" میں عبادت کی بہترین تعریف کی ہے، وہ یہ ہے کہ: «اَلْعِبَادَةُ عِبَارَةٌ عَنِ الْاِعْتِقَادِ وَالشُّعُوْرِ بِأَنَّ لِلْمَعْبُوْدِ سُلْطَةٌ غَيْبِيَّةٌ (أَيْ فِي الْعِلْمِ وَالتَّصَرُّفِ) فَوْقَ الْأَسْبَابِ يَقْدِرُ بِهَا عَلَى النَّفْعِ وَالضَّرِ، فَكُلُّ دُعَاءٍ وَنِدَاءٍ وَثَنَاءٍ وَتَعْظِيْمٍ يُنْشَأُ مِنْ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ فَهِيَ عِبَادَةٌ» (مدارج السالکین: 1/ 4)

ترجمہ :... عبادت اس اعتقاد اور نظریہ کا نام ہے کہ معبود کیلئے مافوق الاسباب علم وتصرف میں ایسی قدرت غیبیہ حاصل ہے جس کے سبب وہ نفع ونقصان پہنچانے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ پس جو بھی پکار، تعریف اور تعظیم اس اعتقاد کے ساتھ وجود میں

آئے وہ عبادت ہے۔

۞ ... اب چند ایسی ایات پیش کی جاتی ہیں، جن میں اللہ جل جلالہ نے حکم دیا ہے کہ عبادت صرف میرے لئے کرو، کسی اور کیلئے نہ کرو۔

۞ ... ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: 21)

ترجمہ:... اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اوران لوگوں کو پیدا کیا، جو تم سے پہلے گذرے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

۞ ... ﴿وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾ (النساء: 36)

ترجمہ:... اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

۞ ... ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ﴾ (الإسراء: 23)

ترجمہ:... اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

عبادت کی اقسام

عبادت کی تین قسمیں ہیں

(۱) عبادت قولی (۲) عبادت بدنی (۳) عبادت مالی

عبادت قولی: عبادت قولی سے مراد وہ عبادت ہے جو انسان اپنی زبان سے ادا

کرے، جیسے قرآن کریم کی تلاوت، ذکر اللہ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ۔

عبادت بدنی: عبادت بدنی سے مراد وہ عبادت ہے جو انسان بدن سے ادا کرے، جیسے نماز، جہاد، روزہ وغیرہ۔

عبادت مالی: عبادت مالی سے مراد وہ عبادت ہے جو انسان اپنے مال سے ادا کرے، جیسے زکوۃ، صدقات، ہدایا، عطیات وغیرہ۔

عبادت کی مذکورہ تینوں قسمیں صرف اللہ جل جلالہ کے ساتھ مختص ہیں۔

دعا بھی عبادت ہے

دعا عبادت ہے، اس لئے صرف اللہ سے مانگنی چاہئے۔

❁ ... **حدیث شریف:** حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ» (مشکاۃ المصابیح: 1/ 194)

(یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔)

❁ ... ایک روایت میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ»

(مشکاۃ المصابیح: 1/ 194)

(دعا ہی عبادت ہے۔)

… ایک راویت میں ہے: «لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ»

(مشكاة المصابيح: 1/ 194)

ترجمہ:… اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ کوئی چیز قابل قدر نہیں۔

جب دُعا عبادت ہے تو دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے کیونکہ عبادت صرف اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، اس میں کسی دوسرے کو شریک کرنا جائز نہیں۔

دُعا صرف اللہ سے مانگنے کا حکم

… ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾(المؤمن: 60)

ترجمہ:… اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ تکبر کی بناپر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

… صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: «أَقَرِيبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيْهِ أَمْ بَعِيْدٌ فَنُنَادِيْهِ؟». (یعنی کیا ہمارا رب ہم سے قریب ہے کہ ہم اسے آہستہ پکاریں یا دور ہے کہ زور سے پکاریں)، اس سوال کا جواب قرآن کریم میں یوں دیا گیا: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ

يَرْشُدُونَ﴾(البقرة: 186)

ترجمہ:... اور (اے پیغمبر ﷺ) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں، تو (آپ ان کو کہہ دیجئے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے، تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں، پس چاہئے کہ مجھے پکاریں۔

۞ ... ﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾(المؤمن: 14)

ترجمہ:... لهذا (اے لوگو) اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابع داری خالص اسی کے لئے ہو۔

۞ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: «مَن لَّمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ»(مشكاة المصابيح: 1/ 194)

ترجمہ:... جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا ہے اللہ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

۞ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ہمراہ تھا آپ ﷺ نے مجھے چند نصائح فرمائیں، وہ یہ ہیں

«يَاغُلَامُ! إِنِّيْ أُعَلِّمُكَ بِكَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ

يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ، وَجُفَّتِ الصُّحُفُ»(سنن الترمذي 78/2)

ترجمہ :... اے لڑکے میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں: کہ تو اللہ کے دین کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کریگا، اور تو اللہ کے دین کی حفاظت کر، تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا، اور جب تو سوال کرے، تو صرف اللہ ہی سے سوال کر، اور جب تو مدد طلب کرے، تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کر، اور جان لو! کہ اگر ساری کائنات کے انسان تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں، اور اللہ نہ چاہے تو تجھے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں، اور اگر یہ سارے جمع ہو کر تجھے ذرا بھی نقصان پہنچانا چاہیں، اور اللہ نہ چاہے تو وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، قلم اٹھالئے گئے، اور سیاہی خشک ہو گئی (یعنی جو تقدیر میں لکھا ہوا ہے وہی ہوگا)۔

... اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ میں اس بات کا اقرار کرا رہے ہیں کہ عبادت صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی کرنی ہے، اور مدد بھی صرف اللہ سے مانگنی ہے

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

(یعنی خاص کر کے تیری ہی عبادت کریں گے اور تجھ ہی سے مدد مانگیں گے)۔

انبیاء علیہم السلام کا اپنی حاجات کیلئے دعاؤں میں صرف اللہ کو پکارنا

... حضرت ایوب علیہ السلام نے بیماری کے دوران صرف اللہ کو پکارا

... ﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّي مَسَّنِيَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَكَشَفْنَا مَا بِهِۦ مِن ضُرٍّ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ أَهْلَهُۥ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَٰبِدِينَ﴾ (الأنبياء:84)

ترجمہ:... اور ایوب علیہ السلام کو دیکھو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ تکلیف لگ گئی ہے، اور تو سارے رحم کرنے والوں میں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے انکی دعا قبول کی، اور انہیں جو تکلیف لاحق تھی، اسے دور کردیا، اور ان کے گھر والے بھی دیے، اور اتنے ہی لوگ اور بھی، تاکہ ہماری طرف سے رحمت کا مظاہرہ ہو، اور عبادت کرنے والوں کو ایک یادگار سبق ملے۔

... حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا

... ﴿وَذَا ٱلنُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٨٧﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ وَنَجَّيْنَٰهُ مِنَ ٱلْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُـۨجِي ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ (الأنبياء: 86)

ترجمہ:... اور مچھلی والے پیغمبر (یعنی یونس علیہ السلام) کو دیکھو، جب وہ خفا ہو کر چل

کھڑے ہوئے تھے، اور یہ سمجھے کہ ہم ان کی کوئی پکڑ نہیں کریں گے، پھر انہوں نے اندھیریوں میں آواز لگائی کہ (یااللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے، بیشک میں قصوروار ہوں۔ اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی، اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی، اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو نجات دیتے ہیں۔

... حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا اور اس کا قبول ہونا

... ﴿وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥ رَبِّ لَا تَذَرْنِى فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْوَٰرِثِينَ ﴿٨٩﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ وَوَهَبْنَا لَهُۥ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُۥ زَوْجَهُۥٓ﴾ (الأنبياء: 90)

ترجمہ:... اور زکریا (علیہ السلام) کو دیکھو! جب انہوں نے اپنے پرودگار کو پکارا تھا کہ اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑیے، اور آپ سب سے بہتر وارث ہیں، چنانچہ ہم نے ان کی دعا قبول کی، اور ان کو یحیٰ (علیہ السلام) (جیسا بیٹا) عطاء کیا، اور انکی خاطر انکی بیوی کو اچھا کر دیا۔

... حضرت نوح علیہ السلام نے پریشانی میں صرف اللہ کو پکارا

... ﴿وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَنَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥ مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ﴾ (الأنبياء: 76)

ترجمہ:... اور وہ وقت یاد کرو جب نوح (علیہ السلام) نے اس واقعہ سے پہلے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بڑی بھاری مصیبت سے بچا لیا۔

مدد طلب کرنے کی صورتیں

مدد طلب کرنے کی دو صورتیں ہیں

۱۔ماتحت الاسباب　　　۲۔مافوق الاسباب

ماتحت الاسباب: ماتحت الاسباب کا مطلب یہ ہے کہ اسباب کے دائرے میں مدد طلب کرنا۔

مافوق الاسباب: مافوق الاسباب کا مطلب یہ ہے کہ اسباب سے بالاتر ہو کر مدد طلب کرنا۔

ماتحت الاسباب کا مطلب

اللہ کے علاوہ مخلوق سے جو مدد طلب کی جاتی ہے، وہ ماتحت الاسباب ہے، جیسے دینی اور دنیاوی کاموں میں ایک دوسرے سے مدد طلب کرنا۔ دنیا میں اس طرح کی مدد کا ہر شخص دوسرے کا محتاج ہوتا ہے، کیونکہ دنیا دار الاسباب ہے، اور اسباب کے تحت مدد طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ مدد کی ترغیب دی گئی ہے۔

جیسے قرآن کریم میں ہے

... ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدة: 2)

ترجمہ:... یعنی تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

... اور جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا حواریوں سے مدد طلب کرنے کا قرآن کریم میں

اس طرح ذکر ہے

۞ ... ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُوٓاْ أَنصَارَ ٱللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ لِلۡحَوَارِيِّـۧنَ مَنۡ أَنصَارِيٓ إِلَى ٱللَّهِۖ قَالَ ٱلۡحَوَارِيُّونَ نَحۡنُ أَنصَارُ ٱللَّهِۖ﴾ (الصف: 14)

ترجمہ:... اے ایمان والو! تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ اسی طرح جیسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے حواریوں سے کہا تھا کہ وہ کون ہے جو اللہ کے واسطے میرا مددگار بنے؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

۞ ... چنانچہ ایک دوسرے کی مدد پر اللہ جل جلالہ کی مدد کا وعدہ ہے۔ حدیث مبارک میں ہے: «وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ»

(یعنی جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرنے میں لگا رہتا ہے، اللہ جل جلالہ اس کی مدد میں لگے رہتے ہیں)۔ اس طرح مدد کو ماتحت الاسباب کہا جاتا ہے۔

مافوق الاسباب کا مطلب

مافوق الاسباب کا مطلب یہ ہے کہ اسباب سے بالاتر ہو کر پکارنا۔ مدد کی یہ قسم اللہ جل جلالہ کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ وہ اسباب کا محتاج نہیں، جیسے کوئی مصیبت زدہ شخص چاہے وہ دنیا کے کسی خطے پر بھی ہو، وہ اللہ کو پکارے اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ اس کی حالت سے واقف ہے، اور اس کی پکار سن رہا ہے، اور وہ بغیر اسباب کے اس کی اس

پریشانی کو دور کرنے پر قادر ہے، تو یہ درست اور جائز ہے۔

لیکن اگر کوئی پریشان حال شخص اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے علاوہ کسی اور سے متعلق یہ اعتقاد رکھے (چاہے وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا کیسا ہی برگزیدہ بندہ ہو) کہ وہ اس پریشان حال کی حالت سے واقف ہے، اور وہ اسے دیکھ رہا ہے، اور اس کی پکار کو سن رہا ہے، اور اس کی پریشانی دور کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے، تو یہ اعتقاد درست نہیں ہے اس لیے کہ یہ صریح قرآنی آیات کے مخالف ہے۔

پس جن لوگوں کا نظریہ ہے کہ اولیاء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہ ان کی پریشانی سے واقف ہیں، غائبانہ ان کی اِس پکار کو سن رہے ہیں، تو یہ درست نہیں، کیونکہ غیب دان صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات ہے، اور مشکل کشا بھی وہی ہے، پس ان حضرات کا یہ اعتقاد صریح آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد طلب کرنے کے

جواز پر چند کمزور استدلالات اور ان کے جوابات

جو لوگ مافوق الاسباب غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کے جواز کے قائل ہیں وہ چند احادیث کا سہارا لیتے ہیں اور ان سے اپنا مؤقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ صریح اور واضح قرآنی آیات سے جب غیر اللہ سے غائبانہ مدد طلب کرنے کی ممانعت آئی ہے تو اب چند ضعیف درجے کی احادیث کو پیش کر کے لوگوں کے عقائد کو بگاڑنا کسی طور پر بھی درست نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ احادیث ضعیف ہیں اور ان احادیث سے وہ مطلب ثابت نہیں ہوتا ہے جو ان حضرات نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اب آیئے ان احادیث کا جائزہ لیتے ہیں۔

❁ ... حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک روایت مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جنگل میں سفر کر رہا ہو اور تمہاری سواری کا جانور تمہارے ہاتھ سے نکل جائے تو اس کو یہ کہنا چاہئے:

«يَاعِبَادَ اللهِ أَعِيْنُوْنِيْ» یعنی اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ):

«يَاعِبَادَاللهِ! اَحْبِسُوْا فَإِنَّ اللهَ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا» (وفي رواية):

«عِبَادًا يَسْتَحْبِسُهُ» یعنی اے اللہ کے بندو! اس کو روکو، کیونکہ وہاں کچھ ایسے لوگ حاضر ہوتے ہیں جو اس کو روک لے گیں۔(مجمع الزوائد: 10/ 133، وحصن حصین :143)

اس روایت کو بھی بعض حضرات مافوق الاسباب غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کے جواز پر بطور استدلال پیش کرتے ہیں، اس کے چند جوابات پیش خدمت ہیں۔

پہلا جواب: یہ ہے کہ اس کی ایک سند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کی سند میں معروف ابن حسان ہے۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد: 10/ 133)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے۔(المیزان: 3/ 183)

ابو حاتم رحمہ اللہ کہتے تھے یہ مجہول ہے۔(لسان المیزان: 6/ 61)

دوسرا جواب: اس حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ لفظ بھی ہے کہ وہاں کچھ خدا تعالیٰ کے بندے حاضر ہوتے ہیں۔ وہ کون ہیں؟ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے جنگلات میں رہتے ہیں، جب تمہیں کوئی رکاوٹ پیدا ہو، تو یہ کہا کرو: «أَعِينُوا عِبَادَ اللهِ»(مجمع الزوائد: 10/132 وقال: رجاله ثقات)

تو اس روایت سے مافوق الاسباب مدد طلب کرنا ثابت نہ ہوا، بلکہ وہاں جو فرشتے موجود ہیں، ان سے مدد طلب کی گئی ہے۔

۞ ... حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر جنگل میں کسی درندہ یا شیر کا خوف ہوتو «أَعُوْذُ بِدَانِيَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ» کہا کرو: (میں حضرت دانیال علیہ السلام کی پناہ چاہتا ہوں)۔ (حياة الحيوان: 1/ 6، وابن السني: 113)

جواب: یہ حدیث موقوف ہونے کے ساتھ ضعیف بھی ہے۔ کیونکہ اس میں متعدد راوی ضعیف اور کمزور ہیں، سند میں ان کا اعتبار نہیں۔ (گلدستہ توحید: ۱۴۴)

۞ ... عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں ایک دفعہ سو گیا تو کسی نے کہا: «اُذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدَاهُ»۔ (ابن السني: 59، و«الأدب المفرد»)

یعنی انہیں یاد کیجئے جو لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: يَا مُحَمَّدَاهُ۔

بعض حضرات اس حدیث کو مافوق الاسباب غیر اللہ سے مدد کے جواز پر بطور استدلال پیش کرتے ہیں، اس کے دو جواب ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں

پہلا جواب: یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں اور اس کی کوئی سند بھی جرح سے خالی نہیں ہے۔

چنانچہ اس کی ایک سند میں ابو شعبہ نام کا راوی ہے، امام دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک ہے۔ (الميزان: 364، لسان: 394)

دوسری سند میں محمد بن شعیب ہے امام نسائی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ

ضعیف ہے۔ علامہ خطیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کثرت سے غلطیاں کرتا ہے۔

تیسری سند میں زہیر بن معاویہ عن اسحاق ہے، زہیر اگرچہ ثقہ ہے، لیکن محدثین رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ ان کی وہ روایت جو اسحاق کے طریق سے ہے وہ ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "تقریب" (ص: ۱۳) میں اس کی صراحت کی ہے۔

دوسرا جواب: حدیث میں «اُذْكُرْ» کا لفظ ہے نہ کہ «اُدْعُ» کا، اور حرف ندا قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (شرح مائة عامل: 34) اور اشتیاقاً حرف یاء سے کسی کو ذکر کرنا جبکہ حاضر وناظر اور علم غیب کا عقیدہ نہ ہو تو درست ہے۔

اب آگے چند آیات قرآنیہ قارئین کیلئے پیش کی جاتی ہیں، جس میں اللہ جل جلالہ نے اپنے سوا دوسری کسی مخلوق کو پکارنے اور مدد طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت

۞ ... ﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ (یونس: 106)

ترجمہ:... اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسے (من گھڑت معبود) کو نہ پکارنا جو تمہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، پھر بھی اگر تم (بفرض محال) ایسا کر بیٹھے تو تمہارا شمار بھی ظالموں میں ہوگا۔

۞ ... ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ (القصص: 88)

ترجمہ:... اور مت پکار اللہ کے سوا دوسرا حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔

۞ ... ﴿فَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَكُونَ مِنَ ٱلۡمُعَذَّبِينَ﴾
(الشعراء: 213)

ترجمہ:... لہٰذا اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہ مانو، کبھی تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جنہیں عذاب ہو گا۔

۞ ... ﴿وَأَنَّ ٱلۡمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدۡعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا﴾(الجن: 18)

ترجمہ:...اور یہ کہ مسجدیں (خاص)اللہ کی ہیں سو اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

اسی طرح قرآن مجید میں اللہ نے اپنے غیر سے مانگنے والوں کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم جن کو پکار رہے ہو، وہ تمہارے کچھ کام نہیں آسکتے ہیں، سوائے وقت ضائع کرنے کے کچھ حاصل نہیں، اللہ نے اس بات کو قرآن کے مختلف مقامات پر مختلف انداز میں سمجھایا ہے۔

قارئین کیلئے پیش خدمت ہے!

اللہ کے سوا جن کو پکارا جاتا ہے، ان کی بے بسی کا ذکر

۞ ... ﴿وَمَنۡ أَضَلُّ مِمَّن يَدۡعُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسۡتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَهُمۡ عَن دُعَآئِهِمۡ غَٰفِلُونَ﴾(الأحقاف: 5)

ترجمہ:... اس شخص سے بڑا گمراہ کون ہو گا، جو اللہ کو چھوڑ کر ان (من گھڑت دیوتاؤں) کو پکارے، جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے، اور جن کو ان کی خبر تک نہیں ہے۔

۞ ... ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمۡثَالُكُمۡۖ فَٱدۡعُوهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيبُواْ لَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ﴾(الأعراف: 194)

ترجمہ:... یقین جانو کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، وہ سب تمہاری طرح (اللہ کے) بندے ہیں، اب ذرا ان سے دعا مانگو، پھر اگر تم سچے ہو، تو انہیں تمہاری دعا قبول کرنی چاہئے۔

۞ ... ﴿وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسۡتَطِيعُونَ نَصۡرَكُمۡ وَلَآ أَنفُسَهُمۡ يَنصُرُونَ﴾(الأعراف: 197)

ترجمہ:... اور تم اس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔

۞ ... ﴿قُلِ ٱدۡعُواْ ٱلَّذِينَ زَعَمۡتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمۡلِكُونَ كَشۡفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمۡ وَلَا تَحۡوِيلًا﴾(الإسراء: 56)

ترجمہ:... (جو لوگ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے علاوہ دوسرے معبودوں کو مانتے ہیں ان سے) کہہ دو کہ جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، انہیں پکار کر دیکھو، ہوگا یہ کہ نہ وہ تم سے کوئی تکلیف دور کر سکیں گے، اور نہ اسے تبدیل کر سکیں گے۔

۞ ... ﴿وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ ١٣ إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٍ﴾(فاطر: 14)

ترجمہ:... اور اسے چھوڑ کر جن (جھوٹے خداؤں) کو تم پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے، اگر تم ان کو پکارو گے، تو وہ تمہاری پکار سنیں گے نہیں، اور اگر سن بھی لیں تو تمہیں وہ جواب نہیں دے سکتے، اور قیامت کے دن وہ خود تمہارے شرک کی تردید کریں گے، اور جس ذات کو تمام باتوں کی مکمل خبر ہے، اس کے برابر تمہیں کوئی اور صحیح بات نہیں بتائے گا۔

❁ ... ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ﴾ (الحج: 73)

ترجمہ:... اے لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، اب اسے کان لگا کر سنو، تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن کو دعا کے لیے پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، چاہے اس کام کے لیے سب کے سب اکٹھے ہو جائیں، اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے، تو وہ اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے، ایسا دعا مانگنے والا بھی کمزور ہے، اور جس سے دعا مانگی جا رہی ہے وہ بھی۔

❁ ... ﴿قُلْ أَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِى مَاذَا خَلَقُوا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ ۖ﴾ (الأحقاف: 4)

ترجمہ:... تم اُن سے کہو کہ کیا تم نے ان چیزوں پر کبھی غور کیا ہے، جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے، یا

آسمان کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے۔

فائدہ : ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو پکارنا بے سود اور بے فائدہ ہے، اس لئے کہ مصیبت زدہ کی پکار کو سن کر اس پر جواب دینے والی ذات صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی نہ کسی کا کوئی مسئلہ حل کر سکتا ہے، نہ بگاڑ سکتا ہے تو پھر کیوں نہ ہم اسی ذات کو پکاریں، جو «وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ» ہے جس کا کوئی مثل نہیں ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ مدد صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات ہی کرتی ہے، اس کے علاوہ کوئی مدد کرنے والا نہیں، ساری مخلوق اسی کی محتاج ہے۔

مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے

۞ …﴿وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾(الأنفال: 10)

ترجمہ :… مدد کسی اور کے پاس سے نہیں، صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے، یقیناً اللہ اقتدار کا مالک بھی ہے، حکمت کا بھی مالک۔

۞ … ﴿وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ نَصِيرًا﴾(النساء: 45)

ترجمہ :… اور رکھوالا بننے کیلئے بھی اللہ کافی ہے، اور مددگار بننے کے لئے بھی اللہ کافی ہے۔

۞ …﴿وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾(البقرة:107)

ترجمہ:... اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا رکھوالا ہے نہ مدد گار۔

... ﴿وَإِن تَوَلَّوْاْ فَاعْلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ مَوْلَىٰكُمْ ۚ نِعْمَ ٱلْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ ٱلنَّصِيرُ﴾
(الأنفال: 40)

ترجمہ:... اور یہ منہ موڑے رکھیں، تو یقین جانو کہ اللہ تمہارا رکھوالا، بہترین رکھوالا، اور بہترین مدد گار۔

... ﴿إِن يَنصُرْكُمُ ٱللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا ٱلَّذِى يَنصُرُكُم مِّنۢ بَعْدِهِۦ ۗ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ﴾
(آل عمران: 160)

ترجمہ:... اور اللہ تمہاری مدد کرے، تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں، اور اگر وہ تمہیں تنہا چھوڑے، تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے۔ اور مؤمنوں کو چاہئے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

فائدہ: اب آپ خود سوچیں کہ اتنی واضح آیات کی موجودگی میں کیا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو چھوڑ کر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نبی سے مدد طلب کرنا، جیسے «اَلْمَدَدْ يَا رَسُوْلَ الله» کہنا، یا اللہ کو چھوڑ کر کسی صحابیٔ رسول کو مدد کیلئے پکارنا، جیسے «اَلْمَدَدْ يَا عَلِي» کہنا، یا اللہ کو چھوڑ کر کسی اللہ کے ولی اور نیک بندے کو مدد کیلئے پکارنا، جیسے «اَلْمَدَدْ يَا غَوْثُ أَعْظَمْ» کہنا، کیسے درست ہوگا؟

ظاہر ہے کہ کوئی بھی ذی شعور اور سمجھ دار شخص جو قرآنی تعلیمات پر ایمان رکھتا ہے اس کو درست قرار نہیں دے سکتا، لہذا مدد طلب کرنی ہو تو صرف ایک اللہ سے مدد طلب کی جائے، غیر اللہ کو تو جب پکارا جائے جب اللہ تعالیٰ مدد سے عاجز ہو، جبکہ اللہ کی ذات عجز سے پاک ہے۔

مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے

... قرآن کریم کے واضح ارشادات جن میں مشکل کشا اور حاجت روا صرف ایک اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہی کے ہونے کا ذکر ہے

... ﴿وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِۦ ۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ﴾ (یونس: 107)

ترجمہ:... اور اگر تمہیں اللہ کوئی تکلیف پہنچادے، تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اسے دور کردے، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے، تو کوئی نہیں ہے جو اس کے فضل کا رخ پھیر دے، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچادیتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

... ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ (النمل: 62)

ترجمہ:... بھلاوہ کون ہے کہ جب کوئی بے قرار اسے پکارتا ہے، تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے، اور تکلیف دور کردیتا ہے، اور جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا (پھر بھی تم کہتے ہو) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے، نہیں بلکہ تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

... ﴿قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ﴾

(الأعراف: 188)

ترجمہ:... کہو کہ جب اللہ نہ چاہے میں خود اپنے آپ کو بھی کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔

... ﴿قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ تَدْعُونَهُۥ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَىٰنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ ٱللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ﴾ (الأنعام:64)

ترجمہ:... کہو! خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت کون تمہیں نجات دیتا ہے، جب تم اسے گڑگڑا کر، اور چپکے چپکے پکارتے ہو، (اور یہ کہتے ہو) اگر اس نے ہمیں اس مصیبت سے بچالیا، تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جائیں گے کہو! اللہ ہی تمہیں اس مصیبت سے بھی بچاتا ہے، اور ہر دوسری تکلیف سے بھی پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

... ﴿قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾ (الإسراء: 56)

ترجمہ:... (جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کو مانتے ہیں ان سے) کہہ دو کہ جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، انہیں پکار کر دیکھو، ہوگا یہ کہ نہ وہ تم سے کوئی تکلیف دور کر سکیں گے، اور نہ اسے تبدیل کر سکیں گے۔

... ﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْـَٔرُونَ ۝٥٣ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ ٱلضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ﴾ (النحل: 54)

ترجمہ:... اور تم کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے، اسی سے فریادیں کرتے ہو، اس کے بعد جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے، تو تم میں سے ایک گروہ اچانک اپنے پروردگار کے ساتھ شرک شروع کر دیتا ہے۔

... ﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّى مَسَّنِىَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ۝٨٣ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَكَشَفْنَا مَا بِهِۦ مِن ضُرٍّ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ أَهْلَهُۥ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَٰبِدِينَ﴾ (الأنبياء:84)

ترجمہ:... اور ایوب کو دیکھو! جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے، اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے، پھر ہم نے ان کی دعا قبول کی، اور انہیں جو تکلیف لاحق تھی اسے دور کر دیا۔ اور ہم سے ان کو ان سے گھر والے اور اس کے مثل اور دیتے یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور نصیحت

عبادت گزاروں کے لیے۔

❁ ... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرمان جسے قرآن نے ذکر کیا

﴿وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝٧٩ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعراء:80)

ترجمہ:...اور جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔

غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد طلب کرنے کے جواز پر ایک باطل استدلال

غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد طلب کرنے کے جواز پر بعض حضرات سورۃ تحریم کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں، وہ آیت یہ ہے

❁ ... ﴿وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ﴾ (التحریم: 4)

ترجمہ:... اور اگر نبی کے مقابلے میں تم نے ایک دوسرے کی مدد کی، تو (یاد رکھو) ان کا ساتھی اللہ ہے، اور جبریل (علیہ السلام) ہے اور نیک مسلمان ہیں، اور اس کے علاوہ فرشتے ان کے مددگار ہیں۔

طریقہ استدلال

ان حضرات کا طریقہ استدلال یوں ہے کہ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے کہ اگر ازواج مطہرات (یعنی عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، تو یاد رکھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار تو اللہ جل جلالہ ہے، اور جبریل علیہ السلام ہے، اور نیک مسلمان اور فرشتے ہیں۔ اس آیت میں "صالح المؤمنین" یعنی نیک مؤمنین کو بھی مددگار قرار دیا گیا ہے، لہذا نیک لوگوں سے مدد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ وہ دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔

جواب: سب سے پہلے آیت کا شان نزول ذکر کرتے ہیں تاکہ آیت کی مراد معلوم ہو سکے۔

شان نزول

"بخاری شریف" میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ عصر کی نماز کے بعد سب بیویوں کے پاس کھڑے کھڑے تشریف لاتے تھے (خبر گیری کیلئے)، ایک روز حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے، اور شہد پیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رشک آیا، اور میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کے پاس تشریف لائیں، تو وہ یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے، (یہ ایک قسم کا گوند ہے، جس میں کچھ بدبو ہوتی ہے۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تو شہد پیا ہے، ان بی بی نے کہا: شاید مکھی مغافیر کے درخت پر بیٹھی ہو اور اس کا رس چوسا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدبودار چیز سے بہت پرہیز فرماتے تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ پھر

میں شہد نہ پیوں گا، اور اس خیال سے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا جی برا نہ ہو، اس بات کو چھپانے کا حکم دیا، لیکن ان بی بی نے دوسری بی بی یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار گزری۔ قرآن کریم نے ان دونوں بیویوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا، اور یہ بتادیا کہ اگر تم نبی کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کرو، تو نبی کا مددگار اللہ جل جلالہ ہے، جبرئیل علیہ السلام ہے، نیک مؤمنین ہیں، اور فرشتے ہیں۔

چند غور طلب باتیں

۞ ... آیت سے یہ بات کہیں ثابت نہیں ہوتی ہے کہ نیک لوگ جو دنیا میں نہیں ہیں، انہیں پکاریں، تو وہ تمہاری مدد کریں گے۔

۞ ... "صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ" کے متعلق قاضی ثناءاللہ "تفسیر مظہری" (جلد نہم، ص: ۳۴۳) میں فرماتے ہیں کہ: "صالح" لفظ مفرد ہے، لیکن اس سے مراد جنس ہے، یعنی کوئی بھی نیک ایمان والا۔ دوسری بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ "صالح المؤمنین" سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آیت کا وہ مطلب نہیں، جو بعض لوگوں نے غلط سمجھا، اور اللہ جل جلالہ کے علاوہ نیک لوگوں سے مدد طلب کرنے کا دروازہ کھول دیا۔

اشکال: اگر کوئی یہ کہے کہ مدد کیلئے تو صرف اللہ کی ہی کافی ہے، تو پھر جبرئیل علیہ السلام، نیک ایمان والے، اور فرشتوں کی مدد کا کیوں ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: اس کا جواب صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ نے یوں دیا ہے

«وَإِنَّمَا ذُكِرَ جِبْرَئِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ جُمْلَةِ مَا يَنْصُرُهُ إِلَيْهِ بِهِ تَعْظِيْمًا لِهٰؤُلَاءِ، وَخُصَّ جِبْرَئِيْلُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ لِتَعْظِيْمِهِ». (تفسیر مظہری:343/9)

یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور نیک ایمان والوں، اور فرشتوں کا جو ذکر آیا ہے مدد کرنے کے حوالے سے، یہ صرف ان کی تعظیم کرنے کیلئے ذکر کیا ہے، اسی طرح جبرئیل علیہ السلام کو دوسرے فرشتوں سے علیحدہ کرنا، یہ ان کی تعظیم کی خاطر ہے۔ایک سمجھدار آدمی کیلئے اتنی بات سمجھنے کیلئے کافی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اصطلاحات کے فرق سے مفہوم میں فرق ہو جاتا ہے۔ "مشکل کشا" فارسی زبان کا لفظ ہے، اور اس کے معنی ہیں "مشکل مسائل کو حل کرنے والا" اور یہ لقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، عربی میں اس کا ترجمہ «حل العویضات» ہے۔ حل عویضات کا معنی، مشکل سے مشکل مقدمہ آسانی سے حل کر دینا، اور اردو میں آج کل "مشکل کشا" کے معنی سمجھے جاتے ہیں، "لوگوں کے مشکل کام کرنے والا"، حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کے شعر میں مشکل مسائل کو حل کرنے والا معنی نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو "مشکل کشا" بعضوں نے کہہ دیا ہے، وہ "حل

العویضات" کا ترجمہ ہے، جو ان کی شان میں وارد ہے، اور اس کا مفہوم یہ نہیں ہے جو عام طور پر عوام میں مشہور ہو گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مشکل کشا اور حاجت روا ہیں، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مشکل سے مشکل مقدمات و معاملات کا فیصلہ نہایت آسانی سے فرما دیتے تھے، اور یہ معنی صحیح اور درست ہیں۔

غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کا قیامت کے دن بُرا انجام

یہود و نصاریٰ میں جنہوں نے خدا کے ساتھ شریک ٹھہرایا، قیامت کے دن ان کے ساتھ جو ذلت آمیز سلوک ہوگا، اس کا بیان

۞ ... «عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلاَ يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا تَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ وَغُبَرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ، فَقَالَ لَهُمْ: «مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟»، قَالُوْا: «كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ بْنِ اللهِ»، فَقَالَ لَهُمْ: «كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ، فَمَاذَا تَبْغُوْنَ؟»، فَقَالُوْا: «عَطِشْنَا رَبَّنَا! فَاسْقِنَا، فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُوْنَ؟»، فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ

بَعْضُهابَعْضًا،فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ،ثُمَّ تُدْعَى النَّصَارٰى، فَيُقَالُ لَهُمْ: «مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟»،قَالُوْا:« كُنَّانَعْبُدُالْمَسِيْحَ ابْنَ اللهِ»،فَيُقَالُ لَهُمْ: «كَذَبْتُمْ،مَااتَّخَذَاللهُ مِنْ صَاحِبَةٍوَلَاوَلَدٍ»،فَيُقَالُ لَهُمْ:«مَا تَبْغُوْنَ؟» فَكَذَالِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ».(صحيح البخاري659/2)

ترجمہ:... حضرت ابو سعید خادری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہ ہر امت اپنے معبود کے پیچھے لگ جائے (یعنی ساتھ ہو جائے)، چنانچہ جو لوگ اللہ جل جلالہ کے سوا بتوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے، سب کے سب جہنم میں داخل ہوں گے، اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا یہاں تک کہ جب صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے، جو اللہ جل جلالہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گناہ گار، اور بقایا اہل کتاب پھر یہودی بلائے جائیں گے، اور ان سے پوچھا جائے گا کہ: تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے حضرت عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا: تم نے جھوٹ کہا، اللہ جل جلالہ نے نہ کسی کو بیوی بنایا نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟، وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم پیاسے ہیں، پانی پلا دیجیے، انہیں اشارہ کیا جائے گا: کیا ادھر نہیں چلتے، پھر سب جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے، وہ سراب کی طرح نظر آئے گا، بعض بعض کے ٹکڑے کر رہی ہوگی، چنانچہ سب کے سب آگ میں گر جائیں گے۔ پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ: تم کس کی عبادت کیا

کرتے تھے؟، وہ کہیں گے: ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ: تم نے جھوٹ کہا، اللہ جَلَّ جَلَالُهُ نے کسی کو نہ بیوی بنایا، نہ بیٹا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ پھر ان سے یہودیوں کا سا معاملہ کیا جائیگا (یعنی انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا)۔

صرف اللہ کی عبادت کرنے والوں کا قیامت کے دن اعزاز واکرام

وہ مسلمان جو دنیا میں توحید پر قائم رہے، قیامت کے دن خدا کا ان سے مکالمہ اور ان کے اعزاز واکرام کا ذکر

... «حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فِيْ أَدْنٰى صُوْرَةٍ مِنَ الَّتِيْ رَأَوْهُ فِيْهَا، فَيُقَالُ: «مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ يَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، قَالُوْا: «فَارَقْنَا النَّاسَ عَلٰى أَفْقَرِ مَا كُنَّا عَلَيْهِمْ، وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِيْ كُنَّا نَعْبُدُ، فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا»

(صحيح البخاري 2/659)

ترجمہ:... حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ: (قیامت کے دن) یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا، جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گناہ گار تو ان کے پاس سارے جہاں کا مالک آئے گا۔ ایسی صورت میں جو کمتر

ہوگی، اس صورت سے جس میں انہوں رب العالمین کو (بالقلب) دیکھا (یعنی جانا ہے)، (مطلب یہ ہے کہ اس صورت کے مشابہ نہ ہوگی، جو ان کے ذہنوں میں تھی)۔اب ان سے کہا جایئگا کہ: تم لوگ کس بات کے منتظر ہو؟ہر اُمت اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ لگ چکی ہے۔،وہ جواب دیں گے: جب ہم دنیا میں تھے،تو اس وقت ان مشرکین کی طرف محتاج ہونے کے باوجود ہم ان سے دور رہے، اور ان کی صحبت اختیار نہیں کی، توآج ہم ان کی صحبت کیسے اختیار کرسکتے ہیں؟ ہم تو آج اپنے رب کے منتظر ہیں، جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔ پھر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے: ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہی کہیں گے۔

عبادت کی ایک قسم نذر ہے

نذر کا لغوی معنی

نذر ماننا: غیر لازم چیز کو اپنے اوپر لازم کرنا۔(مصباح اللغات، ص: 865)

❁ ... قرآن کریم میں نذر پوری کرنے کا حکم ہے: ﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ﴾ (الحج:29)

ترجمہ:... اللہ کے لئے تم اپنی نذریں پوری کرو۔

حقیقتِ نذر و منت

اس کی حقیقت یہ ہے کہ جو کام شرعاً کسی شخص پر واجب اور لازم نہ ہو، اگر وہ

زبان سے نذر کر لے، اور منت مان لے، کہ میرا یہ کام ہو جائے تو میں اللہ کے لیے چند نوافل پڑھوں گا یا صدقہ دوں گا تو وہ اس پر لازم اور واجب ہو جائے گا۔

نذر کا حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کی نذر مانی جاتی ہے اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے، اگرچہ شرع سے واجب نہیں تھا۔ اور اس کے واجب ہونے کے لئے اس شرط پر امت کا اتفاق ہے کہ وہ کام شرعاً گناہ اور ناجائز نہ ہو۔

نذر کی اقسام

نذر کی دو قسمیں ہیں: (۱) نذرِ مطلق (۲) نذرِ مقید

نذرِ مطلق

نذرِ مطلق یہ ہے کہ کسی خاص مصیبت کے علاوہ اپنے اوپر ہر مہینہ یا ہر ہفتہ میں کوئی چیز لازم کر لینا کہ میں اتنی چیز اللہ جل جلالہٗ کے نام پر دیا کروں گا تاکہ اللہ جل جلالہٗ کی رضا شامل حال رہے اور اللہ جل جلالہٗ مصائب سے محفوظ رکھے۔

نذرِ مقید

نذرِ مقید یہ ہے کہ کوئی شخص مصیبت وغیرہ میں یوں کہے کہ اگر یہ مصیبت مجھ سے دور ہو جائے، تو میں اللہ کے نام پر فلاں چیز دوں گا، خواہ جانور ہو، یا کوئی دوسری چیز، تو یہ اللہ جل جلالہٗ کی نذر ہو گی۔

مذکورہ صورتوں میں نذر ماننے والے کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ غیب دان ہے، اور مافوق الاسباب نفع ونقصان کا مالک بھی ہے، اگر میں نے اس کے دینے میں مخالفت کی، تو وہ مجھے نقصان دینے پر قدرت رکھتا ہے۔

اس اعتقاد کے ساتھ نذر خواہ گھر پر دے، خواہ بیت اللہ پر، یا کسی اور جگہ پر، یہ جائز ہے۔ اور یہ سب اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی نذر میں داخل ہوگا۔

غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز

جس طرح اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نام کی نذر میں دو صورتیں ذکر کی گئی ہیں، وہی دو صورتیں اگر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا کسی پیر، ولی، پیغمبر کے لئے مانی جائیں، تو وہ غیر اللہ کی نذر دینا کہلائے گی، یہ صورت ناجائز ہے۔

اس قسم کی نذر میں اگرچہ نذر و نیاز کرنے والے کا یہ عقیدہ نہ ہو، لیکن اس کے عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس پیر، فقیر، ولی کو عالم الغیب اور مافوق الاسباب متصرف فی الامور سمجھتا ہے۔ اس قسم کی نذر دینا شرک ہے، اس کا کھانا حرام ہے، خواہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ أکبر پڑھا جائے، یا نہ پڑھا جائے۔

جن چیزوں پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ حرام ہو جاتی ہیں

❁ ... جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، قرآن کریم میں اسے حرام کہا گیا ہے

❁ ... ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ

أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ﴾ (المائدة: 3)

ترجمہ:... تم پر مردار، دم مسفوح (یعنی وہ خون جو ذبح کے وقت نکلے)، خنزیر کا گوشت، اور وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے۔

... ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةَ وَٱلدَّمَ وَلَحْمَ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهِۦ لِغَيْرِ ٱللَّهِ﴾ (البقرة: 173)

ترجمہ:... اُس نے تو تمہارے لئے بس مردار جانور، خون، اور سُوَر حرام کیا ہے، نیز وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

... ﴿أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ﴾ (الأنعام: 145)

ترجمہ:... یا بری چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، خواہ بتوں کے نام پر ہو، یا اللہ کے کسی برگزیدہ انسان کے نام پر، سب حرام ہیں۔

اور اللہ کے نام پر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، یا کسی مصیبت سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے، یا شفایابی کے لئے نذر و نیاز دی جائے، تو یہ بالکل جائز ہے۔

نذر ونیاز کا ناجائز طریقہ

نذر و نیاز چوں کہ عبادت ہے، اس لئے غیر اللہ جل جلالہ کے نام پر جائز نہیں ہے، مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی نیاز دیتا ہوں، یا کسی اور ولی،

پیر کی تو ناجائز ہو گی، صرف مُردوں کے لئے ایصال ثواب کی اجازت ہے۔

عبادت کی ایک قسم سجدہ

سجدہ بھی عبادت ہے، لہذا صرف اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کیلئے خاص ہو گا۔

۞ ... قرآن کریم میں اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کیلئے سجدہ کرنے کا حکم: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱرْكَعُوا۟ وَٱسْجُدُوا۟ وَٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمْ﴾ (الحج: 77)

ترجمہ:... اے مؤمنو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی۔

۞ ... ﴿لَا تَسْجُدُوا۟ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ﴾ (حمٓ السجدة: 37)

ترجمہ:... تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔

۞ ... ﴿فَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ وَٱعْبُدُوا۟﴾ (النجم: 62)

ترجمہ:... پس تم اللہ کے آگے سجدہ کرو اور (اسی کی) عبادت کرو۔

۞ ... ﴿وَمِنَ ٱلَّيْلِ فَٱسْجُدْ لَهُۥ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا﴾ (الدھر: 26)

ترجمہ:... اور کسی وقت رات کو سجدہ کر اس کو اور پاکی بیان کر بڑی رات تک۔

۞ ... ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ ٱلسَّـٰجِدِينَ﴾ (الحجر: 98)

ترجمہ:... سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو سجدہ کرنے والوں سے۔

سجدہ کی اقسام

سجدہ کی دو قسمیں ہے: (۱) سجدۂ عبادت (۲) سجدۂ تعظیم و تکریم

سجدۂ عبادت

سجدۂ عبادت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ جل جلالہ کے علاوہ کسی دوسرے کیلئے کرنا کبھی بھی جائز نہیں رہا۔

سجدۂ تعظیم و تکریم

یہ پہلی امتوں میں جائز تھا، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا، اور فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا، یہ سجدہ تعظیمی تھا جو کہ پچھلی امتوں میں جائز تھا۔

سجدۂ تعظیمی کے متعلق بعض مفسرین کی بہترین توجیہ

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ جہت اور سمت کے اعتبار سے تھا، جیسے ﴿اَسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ یعنی آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرو۔ اصل سجدہ تو اللہ جل جلالہ کیلئے تھا، آدم محض بمنزلہ سمت کے تھے، جیسے کعبہ سمت ہے، سجدہ تو اللہ کیلئے ہوتا ہے۔ یہی صورت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے کی تھی کہ جہت یوسف علیہ السلام کی تھی، اور سجدہ اللہ کیلئے تھا۔

۞ ... شریعتِ محمدیہ میں سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم دونوں ناجائز ہیں۔

۞ ... «لَوْ كُنْتُ آمُرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا» (سنن الترمذي:1/219)

ترجمہ:... اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے آگے سجدہ کرے (کہ اللہ جَلَّ جَلَالُهُ نے خاوند کا بڑا حق رکھا ہے)۔

حدیث میں غیر اللہ کو سجدے کی ممانعت

۞ ... «لَا يَصْلَحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ» (مسند أحمد)

ترجمہ:... کسی انسان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ: حضرت ہم باہر جا کر دیکھتے ہیں کہ وہاں کے لوگ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں، حالانکہ وہ تو باطل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں، تو ہم آپ کے سامنے سجدہ کیوں نہ کریں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، اور کہا کہ: دیکھو! جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، تو کیا تم میری قبر پر سجدہ کروگے؟ تو اس شخص نے کہا کہ: حضور ہم ایسا نہیں کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح میری قبر پر سجدہ حرام ہے، اسی طرح میرے سامنے سجدہ کرنا بھی حرام ہے، خواہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہو۔

سجدۂ قبور سے متعلق حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا فرمان

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر کسی نے قبر کو سجدہ کیا، تو اس کو کفر اور شرک تو نہیں کہیں گے، مگر اس کے حرام ہونے میں سب کا اتفاق ہے، اور اگر اس سجدہ سے مراد وہی سجدہ ہے، جو بندے اپنے رب کے سامنے کرتے ہیں، تو ایسا کرنے والا کافر اور مرتد ہو جائے گا، اور اگر محض تعظیم کیلئے قبر، یا بادشاہ، یا استاد کے سامنے سجدہ کیا ہے، تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمۂ دین، علماء کرام، اور سلف صالحین رحمہم اللہ کا متفقہ فتویٰ ہے کہ یہ حرام ہے، اس کی حرمت میں کوئی شبہ نہیں، اگرچہ کفر کے درجے تک نہیں پہنچا۔

یہود و نصاریٰ پر انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے پر لعنت

❁ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدًا» (مشکاۃ المصابیح: 1/ 73)

ترجمہ: ... اللہ کی لعنت یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

❁ ... "تفسیر خازن" و "معالم" میں ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ کے تحت سعید ابن جبیر رحمہ اللہ سے منقول ہے: «لَا تَسْجُدُوْا لِغَيْرِ اللّٰهِ» (تفسیر الخازن والمعالم ج: 7)

ترجمہ: ... یعنی تم غیر اللہ کو سجدہ نہ کرو۔

… شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا "تفسیر عزیزی" میں سجدۂ تعظیمی سے متعلق فتویٰ "باحادیث متواترہ سجدۂ تعظیم منع است"۔ (تفسیر عزیزی: 120)

ترجمہ:… احادیث متواترہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سجدۂ تعظیمی ممنوع ہے۔

… حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ، جواز سجدۂ تعظیم در ہیچ کتاب فقہ از مذہب اربعہ و در ہیچ کتاب حدیث نیآمدہ"۔ (مکتوبات، دفتر اول: 771)

ترجمہ:… (غیر اللہ کو) سجدہ کرنا ممنوع ہے، اور سجدہ تعظیمی کا جواز مذاہب اربعہ کی کتب فقہ میں سے کسی کتاب میں اور احادیث کی کتب میں سے کسی کتاب میں نہیں ملتا ہے۔

سجدہ کے شبہ سے سلام کرتے وقت جھکنے کی ممانعت

کسی انسان کو بطور سلام کے سجدہ کرنا حرام ہے، کیونکہ اس میں بھی غیر اللہ کے سامنے جھکنا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھکنے سے منع فرمادیا۔ "ترمذی شریف" کی روایت ہے:

… «عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»» (الترمذي: 101/2)

ترجمہ:... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی اپنے کسی بھائی یا دوست کو ملے، تو کیا اس کے لئے جھکے؟، حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، عرض کیا: کیا اس سے گلے مل کر بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا اس کا ہاتھ پکڑے، اور مصافحہ کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

فائدہ: بہت سے لوگ سلام کرتے وقت جھک کر سلام کرتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے، بلکہ سیدھے ہو کر سلام کرنا چاہئے، ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دینا بھی اگر کوئی بوڑھا یا بزرگ ہو تو جائز ہے، کسی نوجوان کے ہاتھ اور پیشانی پر بوسہ دینا جائز نہیں۔

عقیدۂ توحید سمجھانے کیلئے دو عام فہم مثالیں

مثال نمبر ۱: کوئی بھی شخص یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کا غلام اس کی املاک میں اس کے برابر ہو جائے، اور کوئی کام کرتے وقت اس کا اسی طرح لحاظ کرنا پڑے، جیسے دو آزاد آدمی جب کاروبار میں شریک ہوں تو وہ دونوں ایک دوسرے کا لحاظ کرتے ہیں، اگر یہ بات مشرک لوگ اپنے لئے گوارا نہیں کرتے، تو اللہ جل جلالہ کے لیے کیسے گوارا کرتے ہیں کہ اس کے بندے اور غلام کو اس کی خدائی میں شریک ٹھہرا دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں

...﴿ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ

أَيْمَـٰنُكُم مِّن شُرَكَآءَ فِى مَا رَزَقْنَـٰكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَآءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْـَٔايَـٰتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾

(الروم: 28)

ترجمہ:... وہ تمہیں خود تمہارے اندر سے ایک مثال دیتا ہے، ہم نے جو رزق تمہیں دیا ہے، کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمہارا شریک ہے کہ اس رزق میں تمہارا درجہ ان کے برابر ہو، (اور) تم ان غلاموں سے ویسے ہی ڈرتے ہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو؟ ہم اس طرح دلائل ان لوگوں کیلئے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو عقل سے کام لیں۔

مثال نمبر ۲: اگر ایک غلام کے کئی مالکان ہوں اور وہ مالکان بھی آپس میں جھگڑتے رہتے ہوں، تو غلام ہمیشہ پریشانی کا شکار رہے گا کہ کس کا کہنا مانوں، اور کس کا نہ مانوں۔

اس کے برخلاف اگر کسی غلام کا ایک ہی مالک ہو تو اسے یہ پریشانی پیش نہیں آتی، وہ یکسو ہو کر اپنے آقا کی اطاعت کر سکتا ہے، اسی طرح جو شخص توحید کا قائل ہے، وہ ہمیشہ یکسو ہو کر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہی کو پکارتا ہے، اور اسی کی عبادت کرتا ہے، اس کے برخلاف جن لوگوں نے کئی کئی خدا گھڑ رکھے ہیں، وہ کبھی ایک دیوتا کا سہارا لیتے ہیں، کبھی دوسرے کا، اور انہیں یکسوئی میسر نہیں آتی، اس طرح یہ مثال توحید کی دلیل بھی ہے، اور اس کی حکمت بھی۔

۞ ...﴿ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشَـٰكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

يَعْلَمُوْنَ﴾(الزمر: 29)

ترجمہ:... اللہ نے ایک مثال دی ہے کہ ایک (غلام) شخص ہے جس کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں، جن کے درمیان کھینچ تان بھی ہے، اور دوسرا (غلام) شخص وہ ہے، جو پورے کا پورا ایک ہی آدمی کی ملکیت ہے، کیا ان دونوں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ الحمدللہ، تمام تعریفیں اللہ کے لیے (اس مثال سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی)، لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔(از آسان ترجمہ قرآن)

توحید پر مشتمل خوبصورت دعا پر انعام

... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی کے پاس سے گزرے وہ اپنی نماز میں دعا مانگ رہا تھا اور اللہ سے مناجات کر رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ذمہ لگایا کہ جب یہ دیہاتی نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا چنانچہ وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کان سے کچھ سونا ہدیہ میں آیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا اسے ہدیہ میں دے دیا، پھر اس سے پوچھا کہ: تم کون سے قبیلے سے ہو؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بنی عامر بن صعصعہ قبیلہ سے ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو یہ سونا کیوں ہدیہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یارسول اللہ! ہماری آپ کی رشتہ داری ہے، اس وجہ سے دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشتہ داری کا بھی حق ہوتا ہے، لیکن میں نے تمہیں یہ سونا اس وجہ سے ہدیہ کیا ہے کہ تم نے بہت عمدہ طریقہ سے اللہ کی ثناء بیان کی ہے۔

وہ دعا یہ ہے: «يَا مَنْ لَا تَرَاهُ الْعُيُوْنُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ وَلَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُوْنَ وَلَا تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلَا يَخْشَى الدَّوَائِرُ يَعْلَمُ مَثَاقِيْلَ الْجِبَالِ وَمَكَائِيْلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَأَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ وَمَا تُوَارِيْ مِنْ سَمَاءٍ سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ أَرْضًا وَلَا بَحْرٌ مَا فِيْ قَعْرِهِ وَلَا جَبَلٌ مَّا فِيْ وَعْرِهِ، اِجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ آخِرَهُ وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِيْمَهُ وَخَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ فِيْهِ» (حیاۃ الصحابۃ:134/4)

ترجمہ:... اے وہ ذات جس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، اور کسی کا خیال و گمان اس تک نہیں پہنچ سکتا ہے، اور نہ اوصاف بیان کرنے والے اس کے اوصاف بیان کر سکتے ہیں، اور نہ حوادث زمانہ اس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، اور نہ اسے گردش زمانہ سے کوئی اندیشہ ہے، جو پہاڑوں کے وزن اور سمندروں کے پیمانے اور بارش کے قطروں کی تعداد اور درختوں کے پتوں کی تعداد کو جانتا ہے، اور وہ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جن پر رات کی تاریکی چھاتی ہے، اور جن پر دن روشنی ڈالتا ہے، اور نہ اس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو چھپا سکتا ہے، اور نہ ایک زمین دوسری زمین کو، اور نہ سمندر ان چیزوں کو چھپا سکتا ہے، جو اس کی تہہ میں ہیں، اور نہ کوئی پہاڑ ان چیزوں کو چھپا سکتا ہے، جو اس کی سخت چٹانوں میں ہیں، (اے اللہ!) تو میری عمر کے آخری حصہ کو سب سے بہترین حصہ بنا دے، اور میرے آخری عمل کو سب سے بہترین عمل بنا دے، اور میرا بہترین دن وہ بنا،

جس دن میری تجھ سے ملاقات ہو۔

توحید پر مشتمل ایک اور خوبصورت دعا

حضور ﷺ کی مسنون دعاؤں میں سے وہ دعا جس کے ہر ہر کلمے سے توحید واضح ہوتی ہے، اگر اس کو غور سے پڑھ لیا جائے تو توحید آسانی سے سمجھ میں آجائے گی

۞ ... «اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اَحَقُّ مَنْ ذُكِرَ، وَأَحَقُّ مَنْ عُبِدَ، وَأَنْصَرُ مَنِ ابْتُغِيَ، وَأَرْأَفُ مَنْ مَلِكَ، وَأَجْوَدُ مَنْ سُئِلَ، وَأَوْسَعُ مَنْ أَعْطٰى، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَاشَرِيْكَ لَكَ،وَالْفَرْدُلَا نِدَّلَكَ،كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَكَ، لَنْ تُطَاعَ إِلَّا بِإِذْنِكَ،وَلَنْ تُعْصٰى إِلَّا بِعِلْمِكَ، تُطَاعُ فَتَشْكُرُ، وَتُعْصٰى فَتَغْفِرُ، وَأَقْرَبُ شَهِيْدٌ وَأَدْنٰى حَفِيْظٌ، حُلْتَ دُوْنَ النُّفُوْسِ، وَأَخَذْتَ بِالنَّوَاصِيْ، وَكَتَبْتَ الْآثَارَ،وَنَسَخْتَ الْآجَالَ،اَلْقُلُوْبُ لَكَ مُفْضِيَةٌ، وَالسِّرُّعِنْدَكَ عَلَانِيَةٌ،اَلْحَلَالُ مَاأَحْلَلْتَ،وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمْتَ، وَالدِّيْنُ مَاشَرَعْتَ،وَالْأَمْرُمَاقَضَيْتَ،اَلْخَلْقُ خَلْقُكَ،وَالْعَبْدُعَبْدُكَ، وَأَنْتَ اللهُ الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ» (المعجم الكبير للطبراني،الحزب الأعظم:29مكتبة البشرىٰ)

ترجمہ:... اے اللہ! جن کی یاد کی جاتی ہے، تُو ان میں سب سے زیادہ یاد کا مستحق ہے، اور جن کی عبادت کی جاتی ہے، تو ان میں سب سے زیادہ عبادت کا حق دار ہے، اور جن سے مدد مانگی جاتی ہے، تو ان سب میں بڑھ کر مدد کرنے والا ہے۔ اور جو مالک کہلاتے ہیں، تو ان سب سے بڑھ کر نرمی کرنے والا ہے، اور جن سے مانگا جاتا ہے، تو ان

سب میں زیادہ سخی ہے، اور جو دیتے ہیں، تو ان سب سے زیادہ فراغت والا ہے، اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرا شریک کوئی نہیں، تو یکتا ہے تیرا مثل کوئی نہیں، تیری ذات کے سوا جو چیز بھی ہے، سب نیست و نابود ہونے والی ہے، تیرے حکم کے بغیر تیری فرمانبرداری نہیں کی جاسکتی، اور نہ تیرے علم کے بغیر تیری نافرمانی ہوسکتی ہے، تیری اطاعت کی جائے تو تو خوش ہوتا ہے، اور تیری نافرمانی کی جائے تو تو بخش دیتا ہے، ہر حاضر سے نزدیک تر ہے، اور ہر نگہبان سے زیادہ قریب ہے، حائل ہوا اور آڑے آیا تو جانوں اور ان کی خواہشات کے درمیان (یعنی تو دلوں کا مالک ہے جدھر چاہے پھیر دے کفر کی طرف یا اسلام کی طرف)، پکڑ رکھے ہیں تو نے پیشانیوں کے بال (یعنی سب تیرے قبضہ میں ہیں)، اور لکھدیا تو نے لوگوں کے سب عملوں کو (لوح محفوظ میں)، اور لکھ دی ہیں سب کی عمریں، اور مخلوق کے دل تیرے لیے کشادہ ہیں، اور بھید تیرے سامنے سب کھلے ہوئے ہیں، حلال بس وہ چیز ہے جو تو نے حلال فرمائی، اور حرام وہ ہی ہے جس کو تو نے حرام فرمایا، اور دین وہی ہے جو تو نے جاری کیا، اور حکم وہی ہے جو تو نے مقدر فرمادیا، سب مخلوق تیری پیدا فرمودہ ہے، اور سب بندے تیرے ہی بندے ہیں، اور تو ہی وہ اللہ ہے جو بڑا مہربان ہے اور بڑی رحمت والا ہے۔

توحید پر چند دلائل

پہلی دلیل: اہل اسلام کا یہ دعوی ہے کہ اگر عالم کے لیے دو یا دو سے زائد بنانے والے ہوں تو کارخانہ عالم بالکل درہم برہم ہو جائے گا اور کوئی شئے بھی وجود میں نہ آئے

گی کیونکہ اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ اللہ کے لیے کامل الذات والصفات ہونا ضروری ہے خداوند ہی ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے نقص سے پاک ہو ورنہ خالق اور مخلوق میں کیا فرق ہے اس لیے کہ بندے خدا بننے سے اس وجہ سے محروم ہیں کہ ان میں طرح طرح کے نقصانات موجود ہیں وجود ان کا ناقص، قدرت ان کی ناقص، علم ان کا ناقص پس اگر (عیاذ باللہ) اللہ بھی ہماری طرح ناقص ہو، ہماری ہی طرح مجبور ہو تو اس کو ہم پر خدا بن جانے کا کیا حق ہے۔

پس جب ہر خدا کامل اور مستقل ٹھہرا تو ہر ایک کی تاثیر بھی کامل اور مستقل ہو گی، اس لیے کہ خالق کی مثال آفتاب اور ماہتاب اور مخلوق کی مثال زمین کی سی ہے، زمین آفتاب سے بقدر آفتاب منور ہوتا ہے اور ماہتاب سے بقدر ماہتاب روشن چمکتا ہوا ہوتا ہے۔ پس جب دو بنانے والے ہوں گے اور ہر ایک کی تاثیر کامل ہو گی، تو ہر خدا کی طرف سے دو کامل وجود ہر مخلوق کے پیمانہ میں آئیں گے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایک سانچہ میں دو چیزیں اور ایک نیام میں دو تلواریں اور سیر بھر پیمانہ میں دو سیر چیز اور ایک جوتے میں دو قدم اور ایک لباس میں دو بدن اور ایک مکان میں اس کی مقدار سے دو چند اسباب نہیں سما سکتے اور اگر زبردستی کر کے اس میں ڈال ہی دیا جائے تو وہ سانچہ اور وہ نیام اور وہ لباس ایک لمحہ بھی کسی طرح سالم نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح اگر دو خداؤں کی طرف سے پورا پورا وجود ایک مخلوق میں سمانے لگے تو بے شک وہ مخلوق نیست اور نابود ہو جائے گی، اور اگر یہ کہا جائے کہ دونوں خداؤں سے

مل کر ایک ہی وجود آیا تو پھر حقیقت میں ہر ایک خدا مستقل علت اور مستقل مؤثر نہ ہو گا بلکہ دو خداؤں کا مجموعہ مل کر مؤثر ہو گا جس سے ہر ایک کا ناقص اور ناتمام ہونا لازم آئے گا، ہاں ! اگر یہ احتمال ہوتا کہ خدا ناقص بھی ہو سکتا ہے تو یہ کہنا ممکن ہو جاتا کہ جس طرح دو چراغوں کا نور مل کر کامل ہو جاتا ہے اسی طرح دو خدا کے عطا کئے ہوئے وجود بھی مل کر کامل ہو جائیں گے، مگر اس کا کیا علاج کہ تمام اہلِ عقل اس پر متفق ہیں کہ بارگاہِ خداوندی میں نقص کا کسی طرح گزر نہیں۔

الحاصل اگر دو خدا کامل الذات اور تام الصفات ہوتے تو یہ کارخانہ عالم بالکل صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہوتا، پس معلوم ہوا کہ تمام عالم کے لیے ایک ہی خدا ہے۔ اور اس آیت میں اسی دلیل کی طرف اشارہ ہے، قال تعالیٰ: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ (الأنبیاء: 22) یعنی اگر زمین و آسمان میں سوائے خدا کے چند معبود ہوتے تو یقیناً یہ سب کے سب فنا ہو جاتے۔

(تقریر دل پذیر: 21، والحصون الحمیدیۃ: 22 و رسالہ حمیدیہ: 140)

دوسری دلیل: عالم کے موجودہ نظام پر نظر ڈالنے سے ہر سمجھ دار شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس عالم کے جس سلسلہ پر نظر ڈالتے ہیں وہ ایک ہی اصل پر جا کر تمام ہو جاتا ہے روشنی کے سلسلہ کو دیکھ لیجئے کہ وہ آفتاب پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے، گرمی کے سلسلہ پر نظر ڈالئے کہ آثار آتش پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔

عدد کے سلسلہ کو دیکھ لیجئے کہ ایسا پھیلا ہوا ہے جس کی کوئی حد نہیں، مگر تمام

سلسلہ کا اختتام ایک پر ہو جاتا ہے، کیونکہ ایک سب کے لیے اصل ہے جیسا کہ آفتاب تمام روشنیوں کے لیے اور آتش تمام حرارتوں کے لیے اصل ہے۔ موجوں کا سلسلہ پانی پر ختم ہو جاتا ہے۔ خطوط دائرہ کا سلسلہ مرکز پر ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ مرکز تمام خطوط کے لیے اصل ہے، حکام کا سلسلہ بادشاہ پر تمام ہو جاتا ہے۔

الحاصل عالم میں کوئی ایسا سلسلہ نہیں کہ جو کسی ایک اصل پر ختم نہ ہوتا ہو، پس یہ ناممکن ہے کہ کسی ایک موجود اصلی پر ان موجودات عالم کا سلسلہ تمام نہ ہو، ضرور ہے کہ کوئی ایسا موجود ہو کہ جس کا وجود اصلی اور ذاتی ہو اور ان تمام موجودات کا وجود اس کا فیض ہو جیسے ایک آفتاب تمام روشنیوں کی اصل ہے اور باقی سب اسی کی فرع ہیں حتیٰ کہ چاند تارے بھی اسی سے روشن ہیں۔ (تقریر دل پذیر: 23)

تیسری دلیل: اگر دو خدا فرض کئے جاویں اور ہر ایک کامل قدرت اور کامل اختیار کے ساتھ موصوف ہو اور ایک کا ارادہ کسی شئے کے ایجاد کے متعلق ہو تو سوال یہ ہے کہ دوسرا خدا پہلے خدا کی مخالفت پر قادر ہے یا اس کی موافقت پر مجبور ہے۔

پس اگر دوسرا خدا پہلے کی مخالفت کر سکتا ہے اور پہلے خدا کی تدبیر کو روک سکتا ہے تو یہ دوسرا خدا قادر اور قاہر ہو گا اور پہلا خدا یقیناً عاجز اور قاصر ہو گا اور ظاہر ہے کہ عاجز اور قاصر تو خدا نہیں ہو سکتا لہٰذا خدا وہی ہو سکتا ہے جو ہر طرح سے کامل ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ دوسرا خدا پہلے خدا کی کسی قسم کی مخالفت نہیں کر سکتا بلکہ اس کی موافقت پر مجبور اور مضطر ہے تو یہ دوسرا خدا عاجز اور مجبور ہونے کی وجہ سے خدا نہیں رہ سکتا، خدا وہی رہے

گا جس کی شان ﴿فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾ ہو اور کوئی ذرہ برابر بھی اس کی مخالفت نہ کر سکتا ہو۔

چوتھی دلیل: اگر دو خدا مانے جائیں تو ظاہر ہے کہ اُلوہیت میں دونوں مشترک اور مساوی ہوں گے، اب اس الوہیت کے علاوہ ہر ایک خدا میں کوئی ایسی خاص صفت ہونی چاہئے کہ جس کو صفت کمال کے ذریعہ امتیاز حاصل ہے (یعنی پہلے خدا میں وہ صفت کمال پائی جاتی ہے اور دوسرے خدا میں نہیں پائی جاتی) تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں دوسرا خدا خدا نہیں رہ سکتا، کیونکہ صفت کمال سے خالی ہونا ایک عیب ہے جو کہ الوہیت کے سراسر منافی ہے۔

اور اگر پہلے خدا کو دوسرے خدا سے صفت نقص کے ذریعہ سے امتیاز حاصل ہے یا غیر صفت کمال کے ذریعہ سے امتیاز ہے تو اس صورت میں پہلا خدا خدا نہیں رہ سکتا، کیونکہ صفت نقص کے ساتھ موصوف ہونا یا صفت کمال سے خالی ہونا شان اُلوہیت کے بالکل منافی ہے۔

پانچویں دلیل: نیز ایک خدا تدبیر عالم کے لیے کافی ہے یا نہیں، اگر کافی ہے تو دوسرا خدا بالکل ضائع اور بے کار ہے یعنی بالکل فالتو ہے جس کی کوئی حاجت نہیں اور جس کی کوئی حاجت نہ ہو، وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے، خدا کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ وہ سب سے مستغنی ہو اور تمام عالم اس کا محتاج ہو، اور اگر ایک خدا کی تدبیر عالم کے لیے کافی نہیں تو یہ خدا عاجز ہو گا اور کسی دوسرے خدا کا تدبیر عالم میں محتاج ہو گا، اور ظاہر ہے کہ عاجز اور محتاج خدا نہیں ہو سکتا۔

چھٹی دلیل: نیز اگر دو خدا فرض کئے جائیں تو یہ بتلایئے کہ ایک خدا اپنے اسرار کو دوسرے خدا سے پوشیدہ رکھ سکتا ہے یا نہیں، اگر رکھ سکتا ہے تو دوسرا خدا بے خبر اور جاہل ہونے کی وجہ سے خدا نہ رہے گا، اور اگر یہ خدا اپنے اسرار کو دوسرے سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا تو یہ خدا عاجز ہونے کی وجہ سے خدا نہ رہے گا۔

ساتویں دلیل: نیز شرکت ایک قسم کا عیب ہے اور یکتائی صفت کمال ہے، چنانچہ جب کسی کی مدح کی جاتی ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ آپ یکتائے زمانہ ہیں، بے مثل اور بے نظیر ہیں اور جب خدا کے لیے ہر قسم کے عیب سے پاک ہونا ضروری ہے تو اس عیب شرکت سے بھی پاک ہونا ضروری ہوگا۔

آٹھویں دلیل: اگر خداوند عالم کو وحدہ لا شریك لہ نہ تسلیم کیا جائے اور اسی کو کل عالم کے تدبیر کے لیے کافی نہ سمجھا جائے تو پھر عقلا دو یا چار کی کوئی تحدید نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ جس دلیل سے آپ دو چار صانع اور خدا مانیں گے اسی دلیل سے دوسرا شخص خدا کو زائد عدد میں مان سکتا ہے، بلکہ اگر کوئی شخص ایک انسان کی ہر حرکت اور سکون کے لیے جدا جدا خدا مان لے تو آپ اس کو عقلاً روک نہیں سکتے، خلاصہ یہ کہ خدا کو ایک نہ ماننا غیر محدود خدا ماننے کے لیے ایک دروازہ کھولنا ہے، ایک عابد کے لیے غیر محدود معبودوں کا ماننا حقیقت میں ایک ذات کو غیر محدود ذوات کی اطاعت کا حکم دینا اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم ہے۔ (قالہ أبو منصور التمیمي، کذا في الإتحاف: 129/2)

نویں دلیل: اگر دو یا دو سے زائد خدا تسلیم کئے جائیں تو ہر خدا کا اپنے وجود خاص پر دلیل قائم کرنے سے عاجز ہونا لازم آتا ہے اس لیے کہ حدوث عالم مطلق بنانے والے کے وجود پر دلالت کرتا ہے کئی بنانے والوں پر کسی قسم کی دلالت نہیں کرتا اور اگر بالفرض متعدد بنانے والوں پر دلالت کرے تو وہ کسی خاص خدا پر دلالت نہیں کرتا، جو دلیل ایک خدا پیش کر سکتا ہے وہی دلیل بعینہ دوسرے خدا کے وجود پر پیش ہو سکتی ہے لٰہذا تعددِ صانع کی تقدیر پر ہر خدا کا اپنی ذات پر ایسی دلیل قائم کرنے سے کہ جو فقط اسی کی ذات پر دلالت کرے اور دوسرے پر ہرگز دلالت نہ کرے، عاجز ہونا لازم آتا ہے۔

دسویں دلیل: اگر بالفرض دو خدا فرض کئے جائیں تو اس صورت میں یا تو ہر ایک دوسرے کا محتاج ہوگا یا فقط ایک محتاج ہوگا اور دوسرا مستغنی، یا یہ کہ ہر ایک دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز ہوگا۔

پہلی صورت میں کوئی بھی خدا نہ رہے گا اس لیے کہ احتیاج اور نیاز مندی خدا کی خدائی کے منافی ہے۔ اور دوسری صورت میں جو محتاج ہوگا وہ خدا نہ رہے گا، خدا وہی رہے گا کہ جو سب سے مستغنی اور بے نیاز ہو اور وہ ایک ہی ہے۔

اور تیسری صورت میں بھی کوئی خدا نہ رہے گا، اس لئے کہ خدا کی شان یہ ہونی چاہئے کہ کوئی اس سے بے نیاز نہ ہو، سب اسی کے محتاج اور دست نگر ہوں اس لیے کہ استغناء اور بے نیازی غیر ضروری شئے سے ہوا کرتی ہے۔ پس اگر معاذ اللہ خدا سے بھی استغناء اور بے نیاز مندی ممکن ہو تو معاذ اللہ خدا کا غیر ضروری ہونا لازم آتا ہے جو کہ

ایک کھلا ہوا عیب ہے۔ اور خدا کی ذات سب عیبوں سے پاک ہوتی ہے۔ پس اگر دو خدا ہوں اور ہر خدا دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز ہو تو پھر ہر خدا کا غیر ضروری ہونا لازم آتا ہے، جو کہ سراسر شان الوہیت کے خلاف ہے۔

سبحانہ وتعالیٰ عمّا یقولون علوًّا کبیرًا

(ماخوذ از "علم الکلام" شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ: 49)

توحید پر مشتمل چند ایمان افروز قرآنی واقعات

(۱) اصحابِ کہف کا تین سو نو سال غار میں بغیر کھانے پینے کے زندہ رہنا

اصحابِ کہف یعنی غار والے یہ کچھ نوجوان تھے، جو ایک مشرک بادشاہ کے عہدِ حکومت میں توحید کے قائل تھے۔ بادشاہ نے ان کو توحید پر ایمان رکھنے کی بنا پر پریشان کیا تو یہ حضرات شہر سے نکل کر ایک غار میں چھپ گئے تھے۔ وہاں اللہ جل جلالہٗ نے ان پر گہری نیند طاری فرما دی، اور یہ تین سو نو سال اسی غار میں پڑے رہے۔

اللہ جل جلالہٗ نے اس نیند کے دوران اپنی قدرت کاملہ سے ان کی زندگی کو بھی سلامت رکھا اور ان کے جسم کو بھی گلنے سڑنے سے محفوظ رکھا، تین سو نو سال بعد ان کی آنکھ کھلی تو انہیں اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی لمبی مدت تک سوتے رہے ہیں۔

(آسان ترجمہ قرآن: 894/2)

سورۂ کہف میں ارشاد ربانی ہے

... ﴿نَّحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ ءَامَنُوا

بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَٰهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا۟ فَقَالُوا۟ رَبُّنَا رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَا۟ مِن دُونِهِۦٓ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَآ إِذًا شَطَطًا﴾ (الکہف:14)

ترجمہ :... ہم تمہارے سامنے ان کا واقعہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں۔ یہ کچھ نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے، اور ہم نے ان کو ہدایت میں خوب ترقی دی تھی۔ اور ہم نے ان کے دل خوب مضبوط کردیئے تھے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب وہ اٹھے، اور انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ ہم اس کے سوا کسی کو معبود بنا کر ہرگز نہیں پکاریں گے، اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم یقیناً انتہائی لغو بات کہیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے

... ﴿وَلَبِثُوا۟ فِى كَهْفِهِمْ ثَلَٰثَ مِا۟ئَةٍ سِنِينَ وَٱزْدَادُوا۟ تِسْعًا﴾ (الکہف:25)

ترجمہ :... اور وہ (اصحاب کہف) اپنے غار میں تین سو سال اور مزید نو سال (سوتے) رہے۔

فائدہ: اس واقعہ کے ذریعہ اللہ رب العزت نے انسانیت کو پیغام دیا ہے کہ وہ زندہ رکھنے میں مادی چیزوں کے محتاج نہیں، بغیر کھلائے پلائے بھی زندہ رکھنے پر قادر ہیں۔ پس اسی پر ایمان لاؤ اور اسی کو رازق تسلیم کرو۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر پر لاٹھی مارنے سے بارہ چشمے جاری ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک پتھر بصورت مربع تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکم خداوندی اس پر لکڑی ماری تو چاروں طرف سے تین تین نہریں بہہ نکلیں۔ یہ پتھر بیل کے سر جتنا تھا جو بیل پر لاد دیا جاتا۔ جہاں اترتے رکھ دیتے اور لکڑی لگتے ہی اس میں سے نہریں بہہ نکلتیں۔ جب کوچ کرتے تو اٹھا لیتے اور نہریں بند ہو جاتیں اور پتھر کو ساتھ رکھ لیتے۔

یہ پتھر طور پہاڑ کا تھا جو ایک ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا تھا۔ بعض حضرات کہتے ہیں یہ جنّتی پتھر تھا، دس دس ہاتھ لمبا چوڑا تھا، دو شاخیں تھیں چمکتی رہتی تھیں۔

ایک اور قول میں ہے کہ یہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آیا تھا، اور یوں ہاتھوں ہاتھ پہنچتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا تھا، انہوں لکڑی اور یہ پتھر دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر: 415/1 مکتبہ قدیمی)

۞ ... ﴿وَإِذِ ٱسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦ فَقُلْنَا ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْحَجَرَ ۖ فَٱنفَجَرَتْ مِنْهُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ﴾ (البقرۃ: 60)

ترجمہ: ... اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا: اپنی لاٹھی پتھر پر مارو، چنانچہ اس (پتھر) سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر ایک قبیلے نے اپنے پانی لینے کی جگہ معلوم کرلی۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لیے دریائے نیل میں راستے بنانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ہمراہ دریائے نیل کے پاس پہنچے تو فرعون بمع لشکر کے پیچھا کرتے ہوئے وہاں پہنچا تو بنی اسرائیلوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے، رب کی مدد کہاں ہے؟

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اپنی لکڑی دریا پر مارو۔ لکڑی دریا پر لگتے ہی پانی نے راستہ دے دیا اور پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ماننے والے ان راستوں سے گزر گئے۔

انہیں اس طرح پار ہوتے دیکھ کر، فرعونیوں نے بھی اپنے گھوڑے اسی راستہ پر ڈال دیئے، جب سارے کے سارے اس میں آ گئے، تو پانی کو مل جانے کا حکم ہوا، اور چاروں طرف ریل پیل ہو گئی، اور سارے کے سارے ڈوب کر مر گئے۔

(تفسیر ابن کثیر :34/4 مکتبہ قدیمی)

اللہ رب العزت کا فرمان ہے

۞ ... ﴿فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلۡجَمۡعَانِ قَالَ أَصۡحَٰبُ مُوسَىٰٓ إِنَّا لَمُدۡرَكُونَ ۝٦١ قَالَ كَلَّآۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهۡدِينِ ۝٦٢ فَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضۡرِب بِّعَصَاكَ ٱلۡبَحۡرَۖ فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرۡقٖ كَٱلطَّوۡدِ ٱلۡعَظِيمِ﴾ (الشعراء: 63)

ترجمہ:... پھر جب دونوں جتھے ایک دوسرے کو نظر آنے لگے تو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تو یکی بات ہے کہ ہم پکڑ ہی لیے گئے۔ موسیٰ نے کہا: ہر گز

نہیں، میرے ساتھ یقینی طور سے میرا پروردگار ہے، وہ مجھے راستہ بتائے گا۔ چنانچہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مارو، بس پھر سمندر پھٹ گیا ،اور ہر حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا۔

فائدہ: اللہ رب العزت اگر کسی کو بچانا چاہیں تو کوئی اسے نہیں مار سکتا۔ موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیلوں کو دریائے نیل سے صحیح سالم پار کرا کے یہ ثابت کیا کہ وہ بچانا چاہے تو دریا ڈبو نہیں سکتا، اس لیے کہ دریا بھی اسی کے حکم کا پابند ہے۔

(۴) حضرت صالح علیہ السلام کے لیے پتھر سے اونٹنی کا نکلنا

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے جب ان سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ یہ سامنے کی بڑی چٹان ہے یہ ہمارے دیکھتے ہوئے پھٹے اور اس میں سے ایک گابن اونٹنی نکلے، تو ہم آپ پر ایمان لے آئینگے۔

چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز شروع کر دی، اور پھر اللہ رب العزت سے دعا کی، اسی وقت وہ پتھر پھٹا اور گابن اونٹنی ان کے دیکھتے ہوئے اس میں سے نکلی، پس کچھ لوگ تو مؤمن ہو گئے اکثر لوگ کفر پر ہی رہے۔ (تفسیر ابن کثیر: 44/4 مکتبہ قدیمی)

ارشادِ ربانی ہے

۞ ...﴿قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا

فَأَصۡبَحُواْ نَٰدِمِينَ ﴾ (الشعراء:157)

ترجمہ :... (حضرت صالح علیہ السلام نے) کہا: (لو) یہ اونٹنی ہے۔پانی پینے کے لیے ایک باری اس کی ہوگی، اور ایک معین دن میں ایک باری تمہاری ہوگی۔اور اس کو بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا، ورنہ ایک زبردست دن کا عذاب تمہیں آپکڑے گا۔پھر ہوا یہ کہ انہوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور آخر کار پشیمان ہوئے۔

فائدہ: اللہ رب العزت اسباب بنانے والے ہیں، لیکن اسباب کے محتاج نہیں ہیں، وہ بغیر ظاہری سبب کے سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔اونٹنی جیسی عجیب الخلقت جانور کو پہاڑ پھاڑ کر نکالنا یہ اسی وحدہ لاشریک لہ ذات کا کمال ہے۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچپنے میں دریائے نیل میں بچانا

نجومیوں نے فرعون سے یہ کہا تھا کہ تیری رعایا میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے لیے خطرہ ہوگا، تو فرعون ایک سال نرینہ اولاد کو قتل کر دیتا تھا، دوسرے سال زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی سال پیدا ہوئے جو سال بچوں کو قتل کرنے کا تھا، اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جب لڑکے کی پیدائش کی اطلاع کا اندیشہ ہو تو اسے ایک تابوت میں بند کر کے دریا میں پھینک دینا۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، ادھر فرعون اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ دریا کے کنارہ کھڑا تھا کہ ایک تابوت دریا میں آتا دیکھا تو اسے وہاں سے نکال دیا۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے

﴿... وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ (القصص: 7)

ترجمہ:... اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو الہام کیا کہ تم اس (بچے) کو دودھ پلاؤ، پھر جب تمہیں اس کے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا، اور ڈرنا نہیں، اور نہ صدمہ کرنا، یقین رکھو ہم اسے واپس تمہارے پاس پہنچا کر رہیں گے، اور اس کو پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر بنائیں گے۔

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش دشمن کے گھر کرانا

اطباء اور جادوگروں نے فرعون سے یہ کہا تھا تجھے جو برص کی بیماری ہے اس کا علاج یہ ہے کہ فلاں وقت سمندر کے کنارے ایک چیز آئے گی جس کے اندر انسان نما کوئی چیز ہوگی، اس کا لعاب اپنے جسم میں لگاؤ تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔

چنانچہ ایک دن وہ اپنی بیوی اور بیٹی کے ہمراہ دریا کے کنارے کھڑا تھا کہ ایک تابوت کنارے آتے دیکھا اس کو باہر نکلوایا، تو دیکھا ایک بچہ ہے اور جس کے انگھوٹھے سے دودھ جاری ہو رہا تھا وہی اس کی غذا تھی، فرعون نے اس بچے کا لعاب اپنے جسم پر ملا تو ٹھیک ہو گیا، پس اس بچے کو اپنے سینے سے لگالیا۔

بعض شیاطین قسم کے لوگوں نے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جو تمہاری حکومت ختم کرے

گا۔ تو فرعون نے اس کو دریا میں پھینکنے کا ارادہ کیا تو اس کی بیوی نے اسے منع کیا، اور کہا شاید اس سے ہمیں فائدہ پہنچے یا اس کو ہم بیٹا بنالیں۔ فرعون نے اس کی فرمائش پوری کردی۔

ارشادِ ربانی ہے

۞ ... ﴿وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (القصص: 9)

ترجمہ:... اور فرعون کی بیوی نے (فرعون سے) کہا کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے، یا ہم اسے بیٹا بنالیں، اور (یہ فیصلہ کرتے وقت) انہیں انجام کا پتہ نہیں تھا۔

فائدہ: اللہ رب العزت نے حضرت موسی علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر پر کرا کے یہ ثابت فرمادیا کہ جو اللہ جل جلالہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اور اللہ کی تدبیر کامل ہے اور انسان کی تدبیر ناقص ہے۔

(۸) حضرت موسی علیہ السلام کی لاٹھی کا اژدھا بننا

۞ ... ﴿وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ﴾ (القصص: 31)

ترجمہ:... اور یہ کہ اپنی لاٹھی نیچے ڈال دو۔ پھر ہوا یہ کہ جب انہوں نے اس لاٹھی کو دیکھا کہ وہ اس طرح حرکت کر رہی ہے جیسے وہ سانپ ہو، تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے، اور مڑ کر نہ دیکھا۔ (ان سے کہا گیا) موسیٰ سامنے آؤ، اور ڈرو نہیں، تم بالکل

محفوظ ہو۔

فائدہ: جو ذات لاٹھی کو اژدہا بنا سکتی ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس کے ارادے کا نام وجود ہے اور اس کی قدرت کامل ہے۔

(۹) حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال موت دے کر زندہ کرنا

مشہور قول یہ ہے کہ یہ بستی بیت المقدس تھی، بخت نصر نے جب اسے اجاڑا اور مکانات گرادیے اور آبادی کو بالکل ویران کردیا۔ پس ایک مرتبہ حضرت عزیر علیہ السلام یا ارمیہ علیہ السلام کا گزر یہاں سے ہوا تو انہوں نے دیکھا ساری بستی تہہ و بالا ہو گئی ہے، نہ مکان ہے نہ مکین، وہ وہاں ٹھہر کر سوچنے لگے پس جب ایسا بڑا پر رونق شہر ایسا اجڑا ہے، پھر یہ کیسے آباد ہو گا، پس اللہ جل جلالہ نے خود ان پر موت نازل فرمائی۔

یہ تو اسی حالت میں رہے وہاں ستر سال بعد بیت المقدس پھر آباد ہو گیا، اب سو سال کے بعد اللہ جل جلالہ نے انہیں زندہ کیا اور فرشتہ کے ذریعہ سے ان سے پوچھا کہ کتنی مدت تک تم مردہ رہے؟ جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ابھی ایک دن بھی پورا نہیں ہوا، اُدھر کھانا اس عرصہ میں تازہ ہی تھا اور گدھے کی ہڈیاں جدا ہو گئی تھیں، پھر اللہ نے اپنی قدرت سے ان کے سامنے گدھے کو زندہ کردیا۔

(تفسیر ابن کثیر: 357/1 مکتبہ قدیمی)

اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

...﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ

كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (البقرة: 259)

ترجمہ:... یا (تم نے) اس جیسے شخص (کے واقعے) پر (غور کیا) جس کا ایک بستی پر ایسے وقت گذر ہوا جب وہ چھتوں کے بل گری پڑی تھی؟ اس نے کہا کہ اللہ اس بستی کو اس کے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ نے اس شخص کو سو سال تک کے لیے موت دی، اور اس کے بعد زندہ کر دیا۔ (اور پھر) پوچھا کہ تم کتنے عرصے تک (اس حالت میں) رہے ہو؟ اس نے کہا: ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ، اللہ نے کہا: نہیں! بلکہ تم سو سال اسی طرح رہے ہو۔ اب اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ وہ ذرا نہیں سڑیں۔ اور (دوسری طرف) اپنے گدھے کو دیکھو (کہ گل سڑ کر اس کا کیا حال ہو گیا ہے) اور یہ ہم نے اس لیے کیا تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کا) نشان بنا دیں، اور (اب اپنے گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح انہیں اٹھاتے ہیں، پھر ان کو گوشت کا لباس پہناتے ہیں۔ چنانچہ جب حقیقت کھل کر اس کے سامنے آگئی تو وہ بول اٹھے کہ مجھے یقین ہے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۱۰) چار مختلف پرندوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں ٹکڑے کروا کے زندہ کرنا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حق جل جلالہ سے یہ درخواست کی کہ مجھے اس کا

مشاہدہ کرا دیجئے کہ آپ مُردوں کو کس طرح زندہ کریں گے؟ حق جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا کہ درخواست کی کیا وجہ ہے؟ کیا آپ کو ہماری قدرت کاملہ پر یقین نہیں کہ وہ ہر چیز پر حاوی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں میں یقین کرتا ہوں، بس صرف اطمینان قلب کے لیے مشاہدہ چاہتا ہوں۔

حق جل جلالہٗ نے ان کی درخواست پوری فرما کر ان کو مشاہدہ کرایا اور اس کی صورت یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ چار پرندے اپنے پاس جمع کر لیں، پھر ان کو اپنے پاس رکھ کر مانوس کر لیں کہ وہ ایسے مانوس ہو جائیں کہ آپ کے بلانے سے آجایا کریں، اور ان کی پوری طرح شناخت ہو جائے، یہ شبہ نہ رہے کہ کوئی دوسرا پرندہ آگیا ہو، پھر ان چاروں کو ذبح کر کے اور ہڈیوں اور پروں سمیت ان کا خوب قیمہ سا کر کے اس کے کئی حصہ کر دیں اور پھر اپنی تجویز سے مختلف پہاڑوں پر اس قیمہ کا ایک ایک حصہ رکھ دیں پھر ان کو بلائیں تو وہ اللہ جل جلالہٗ کی قدرت کاملہ سے زندہ ہو کر دوڑ دوڑ کر آپ کے پاس آجائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (معارف القرآن: 261/1)

اللہ رب العزت کا فرمان ہے

۞ ... ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِـۧمُ رَبِّ أَرِنِى كَيْفَ تُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَـٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِى ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ ٱلطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ ٱجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ٱدْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَٱعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (البقرة: 260)

ترجمہ:... اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرے پروردگار! مجھے دکھایئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ اللہ نے کہا: کیا تمہیں یقین نہیں؟ کہنے لگے: یقین کیوں نہ ہوتا؟ مگر (یہ خواہش اس لیے کی ہے) تاکہ میرے دل کو پورا اطمینان حاصل ہو جائے۔ اللہ نے فرمایا: اچھا! تو چار پرندے لو، اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کرلو، پھر (ان کو ذبح کرکے) ان کا ایک ایک حصہ ہر پہاڑ پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ، وہ چاروں تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔ اور جان رکھو کہ اللہ پوری طرح صاحب اقتدار بھی ہے، اعلیٰ درجے کی حکمت والا بھی۔

(۱۱) حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسم پھل کھلانا

حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کا کفیل بنا دیا گیا تھا، پس ان کی کفالت کا بوجھ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے ذمہ لے لیا تھا، اور حضرت زکریا علیہ السلام ان کے خالو بھی تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب کبھی ان کے پاس ان کے حجرے میں جاتے تو بے موسمی میوے ان کے پاس پاتے، مثلاً جاڑوں میں گرمیوں کے میوے اور گرمیوں میں جاڑوں کے میوے۔

ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ یہ روزیاں کہاں سے آتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: خدا کے پاس سے، وہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔
(تفسیر ابن کثیر: 405/1 مکتبہ قدیمی)

اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

... ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا

قَالَ يَـٰمَرۡيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَـٰذَاۖ قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِندِ ٱللَّهِۖ إِنَّ ٱللَّهَ يَرۡزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ﴾ (آل عمران: 37)

ترجمہ: ... جب بھی زکریا (علیہ السلام) ان کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے، ان کے پاس کوئی رزق پاتے۔ انہوں نے پوچھا: مریم! تمہارے پاس یہ چیزیں کہاں سے آئیں؟ بولیں: اللہ کے پاس سے! اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

(۱۰) حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو بغیر ایندھن ہوا میں چلانا

اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا تابع کردی تھی، آپ اپنے تخت پر بمع اپنے لاؤ لشکر اور سامان، اسباب کے بیٹھ جاتے تھے۔ تخت پر پرندے اپنے پَر کھول کر سایہ کرتے تھے۔

حضرت سعید ابن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چھ ہزار کرسیاں لگائی جاتی تھیں، آپ کے قریب مؤمن انسان بیٹھتے تھے، ان کے پیچھے مؤمن جن بیٹھتے تھے۔ پھر ہوا کو حکم دیتے تو وہ اس تخت کو لے کر چلتی، اور اس کی رفتار اتنی تیز ہوتی تھی کہ ایک مہینہ کی مسافت صبح کے وقت میں طے کرلیتی اور ایک مہینہ کی مسافت شام کے وقت طے کر لیتی۔ (تفسیر ابن کثیر: 386/3 مکتبہ قدیمی)

اللہ رب العزت کا فرمان ہے

❁ ... ﴿وَلِسُلَيۡمَـٰنَ ٱلرِّيحَ عَاصِفَةً تَجۡرِى بِأَمۡرِهِۦٓ إِلَى ٱلۡأَرۡضِ

ٱلَّتِي بَٰرَكۡنَا فِيهَاۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيۡءٍ عَٰلِمِينَ﴾ (الأنبياء: 81)

ترجمہ:... اور ہم نے تیز چلتی ہوئی ہوا کو سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دیا تھا جو ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ اور ہمیں ہر ہر بات کا پورا پورا علم ہے۔

۞ ...﴿وَلِسُلَيۡمَٰنَ ٱلرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهۡرٞ وَرَوَاحُهَا شَهۡرٞ﴾ (السبأ:12)

ترجمہ:... اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ہم نے ہوا کو تابع بنا دیا تھا۔ اس کا صبح کا سفر بھی ایک مہینہ کی مسافت کا ہوتا تھا، اور شام کا سفر بھی ایک مہینہ کی مسافت کا۔

(۱۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں زندہ رکھنا

نمرود اور اس کے چیلوں نے جب آپس میں مشورہ کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال کر اس کی جان لے لو تاکہ ہمارے ان خداؤں کی عزت باقی رہے، اس پر سب نے اتفاق کر لیا۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لیے لکڑیاں جمع کی گئیں، اور ایک بہت گہرا گڑھا کھودا گیا اور اس میں لکڑیاں جمع کی گئیں، لکڑیوں کا انبار کھڑا کر کے اس میں آگ لگائی گئی، روئے زمین پر کبھی اتنی بڑی آگ دیکھی نہیں گئی۔ جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو اس کے قریب جانے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی، اور گھبرائے کہ خلیلِ خدا کو آگ میں کیسے ڈالیں؟ آخر کار ایک کُردی فارسی اعرابی جس کا نام ہیزن تھا اس کے مشورے سے ایک منجنیق تیار کی گئی کہ اس میں بٹھا کر دور ہی سے آگ میں پھینک دیا

جائے۔اس کی سزامیں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اس شخص کو زمین میں دھنسادیا۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ جب خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے لگے تو انہوں نے یہ دعا کی «اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ فِي السَّمَاءِ وَاحِدٌ وَأَنَا فِي الْأَرْضِ وَاحِدٌ أَعْبُدُكَ». (اے اللہ! آسمان میں تو اکیلا ہے،اور زمین میں تیری عبادت کرنے والا میں اکیلا ہوں۔)

بعض سلف سے ثابت ہے کہ اسی وقت جبریل علیہ السلام آسمان وزمین کے درمیان ظاہر ہوئے اور فرمایا: آپ کو کوئی حاجت ہے؟ آپ نے جواب دیا: «أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا، وَأَمَّا مِنَ اللهِ فَبَلٰى» (تم سے تو کوئی حاجت نہیں، البتہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے حاجت ہے۔)

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رسی سے باندھ کر آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا، تو آپ کی زبان پر یہ ورد تھا: حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ بارش کا داروغہ فرشتہ کان لگائے ہوئے تیار تھا کہ کب خدا کا حکم ہو،اور میں اس آگ پر بارش برسا کر اسے ٹھنڈا کردوں۔

پس اللہ تعالیٰ نے براہ راست آگ کو حکم دیا کہ تو میرے خلیل کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جا۔ حضرت کعب احبار رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں کہ اس دن دنیا بھر میں آگ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسیاں تو آگ نے جلادیں، لیکن آپ علیہ السلام کے ایک بال

کو بھی آگ نے نہیں چھوا۔ مروی ہے کہ آپ علیہ السلام اس میں چالیس یا پچاس دن رہے۔

ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے اس زمانہ میں جو راحت اور سرور حاصل تھا، ویسا اس سے نکلنے کے بعد حاصل نہ ہوا۔ اور فرماتے تھے: کیا ہی اچھا ہوتا کہ میری ساری زندگی اسی میں گزرتی۔ (تفسیر ابن کثیر: 383/3 مکتبہ قدیمی)

ارشادِ ربانی ہے

... ﴿قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَاهُ﴾ (الأنبياء: 71)

ترجمہ: ... وہ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے آگ میں جلاڈالو اس شخص کو، اور اپنے خداؤں کی مدد کرو، اگر تم میں کچھ کرنے کا دم خم ہے۔ (چنانچہ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا، اور) ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا، اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی والی بن جا۔ ان لوگوں نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے برائی کا منصوبہ بنا دیا تھا، مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے انہی کو بری طرح ناکام کر دیا۔ اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو نجات دی۔

(۱۴) حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھنا

حضرت یونس علیہ السلام عراق کے شہر نینوا میں بھیجے گئے تھے، انہوں نے ایک عرصہ تک اپنی قوم کو ایمان لانے کی دعوت دی، جب وہ نہ مانی تو انہیں متنبہ کر دیا کہ تم

پر تین دن کے اندر اندر عذاب آکر رہے گا۔ قوم نے آپس میں طے کر لیا کہ حضرت یونس علیہ السلام کبھی جھوٹ نہیں بولتے اس لیے اگر وہ بستی سے چلے جاتے ہیں، تو ہم سمجھیں گے کہ اللہ جل جلالہ کا عذاب ضرور آنے والا ہے۔

چنانچہ تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام بستی سے نکل چکے ہیں، اور قوم نے کچھ عذاب کے نشانات کا مشاہدہ بھی کیا تو سب جمع ہو گئے اور اللہ جل جلالہ کے آگے فریاد رسی کی اور توبہ تائب ہوئے، جس کی وجہ سے عذاب ٹل گیا۔ ادھر حضرت یونس علیہ السلام نے تین دن تک انتظار کیا مگر عذاب نہیں آیا، تو وہ سمجھے کہ اب اگر اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں تو وہ مجھے جھٹلائیں گے، اور قتل کا اندیشہ بھی ہے۔

چنانچہ اللہ جل جلالہ کے حکم کا انتظار کیے بغیر انہوں نے سفر شروع کر دیا اور ایک کشتی پر سوار ہوئے، پس کشتی بھنور میں پھنس گئی، ملاح نے کہا: لگتا ہے کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر سوار ہوا ہے۔

چنانچہ قرعہ اندازی ہوئی اور قرعہ اندازی میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، تو یونس علیہ السلام خود کھڑے ہو گئے اور سمندر میں کود پڑے، بحر اخضر سے بحکم خدا ایک مچھلی آئی اور آپ علیہ السلام کو لقمہ کر گئی، لیکن بحکم خدا نہ آپ کی ہڈی توڑی، نہ جسم کو کوئی نقصان پہنچا، آپ علیہ السلام اس کے لئے غذا نہ تھے، بلکہ اس کا پیٹ آپ علیہ السلام کے لیے قید خانہ تھا۔ ان اندھیریوں میں پھنس کر یونس علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا: ﴿لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ نے ان کی دعا قبول فرمائی، اور صحیح سالم مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ (تفسیر ابن کثیر: 381/4 مکتبہ قدیمی)

اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ﴾ (الصافات: 146)

ترجمہ:... اور یقیناً یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے، جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے، پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور قرعے میں مغلوب ہوئے، پھر مچھلی نے انہیں نگل لیا، جبکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے۔ چنانچہ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو وہ اس دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن مردوں کو زندہ کیا جائے گا۔ پھر ہم نے انہیں ایسی حالت میں ایک کھلے میدان میں لا کر ڈال دیا کہ وہ بیمار تھے، اور ان کے اوپر ایک بیل دار درخت اگا دیا۔

(۱۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پنگوڑے میں بات کرانا

جب حضرت مریم علیہا السلام اپنے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر قوم کے پاس آئیں تو

لوگوں نے الزام لگایا کہ یہ تو تُو نے برا کام کیا ہے تو حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ جواب اس سے پوچھو، انہوں نے کہا یہ تو بچہ ہے اس سے ہم کیسے بات کریں۔ بس اللہ جل جلالہ نے ان کو گویائی عطا فرمائی، یوں اللہ نے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا کہ

۞ ... ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝٢٩ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝٣٠ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝٣١ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝٣٢ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾ (مریم:33)

ترجمہ:... اس پر مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ بھلا ہم اس سے کیسے بات کریں جو ابھی پالنے میں پڑا ہوا بچہ ہو؟ (اس پر) بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے، اور نبی بنایا ہے، اور جہاں بھی میں رہوں، مجھے بابرکت بنایا ہے، اور جب تک زندہ رہوں، مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، اور مجھے اپنی والدہ کا فرماں بردار بنایا ہے، اور مجھے سرکش اور سنگ دل نہیں بنایا۔ اور (اللہ کی طرف سے) سلامتی ہے مجھ پر اس دن بھی جب میں پیدا ہوا، اور اس دن بھی جس دن میں مروں گا، اور اس دن بھی جب مجھے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اللہ رب العزت کی ذات ہی ہے جو ان تمام کاموں پر قدرت رکھتی

ہے، ورنہ یہ کسی مخلوق کے بس میں نہیں۔ پس چاہیے کہ اسی پر ایمان لایا جائے، اسی کو وحدہ لا شریک لہ تسلیم کیا جائے۔

جو اللہ ان تمام کاموں پر قادر ہے کیا وہ انسان کی ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا کہ اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف رجوع کیا جائے! ارشادِ ربانی ہے: ﴿أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُۥ﴾ کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ کیوں نہیں، وہی ہے جو نظامِ عالم چلاتا ہے، وہی نفع و نقصان کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تعارف قرآن کے آئینہ میں

اب یہاں سے چند ایسی آیات ذکر کی جاتی ہیں جن میں خود خلاقِ عالم نے اپنا تعارف بہت خوبصورت انداز میں کرایا ہے، ان پر غور کرنے سے عقیدۂ توحید مضبوط تر ہو جاتا ہے۔

❁ ...﴿هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا۟ فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ﴾ (یونس: 67)

ترجمہ:... اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی، تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو ایسا بنایا جو تمہیں دیکھنے کی صلاحیت دے۔ اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور سے سنتے ہیں۔

❁ ...﴿هُوَ ٱلَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ﴾ (یونس: 22)

ترجمہ:... وہ اللہ ہی تو ہے جو تمہیں خشکی میں بھی اور سمندر میں بھی سفر کراتا ہے۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ وَٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسۡبَحُونَ﴾ (الأنبياء: 33)

ترجمہ:... اور وہی (اللہ) ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند پیدا کیے، سب کسی نہ کسی مدار میں تیر رہے ہیں۔

... ﴿هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ إِلَيۡهَاۖ﴾ (الأعراف: 189)

ترجمہ:... اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی بنائی، تاکہ وہ اس کے پاس آکر تسکین حاصل کرے۔

... ﴿هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۖ عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ وَٱلشَّهَٰدَةِۖ هُوَ ٱلرَّحۡمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ﴾ (الحشر: 22)

ترجمہ:... وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت رحم کرنے والا ہے۔

... ﴿هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلۡمُؤۡمِنُ ٱلۡمُهَيۡمِنُ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡجَبَّارُ ٱلۡمُتَكَبِّرُۚ سُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشۡرِكُونَ﴾ (الحشر: 23)

ترجمہ:... وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو بادشاہ ہے، تقدس کا مالک ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن بخشنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، بڑے اقتدار والا

ہے، خرابی کی اصلاح کرنے والا ہے، بڑائی کا مالک ہے۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

❁ ... ﴿هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾ (الحشر: 24)

ترجمہ:... وہ اللہ ہی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود میں لانے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، اسی کے سب اچھے نام ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں، وہ اس کی تسبیح کرتی ہیں، اور وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

❁ ... ﴿ٱللَّهُ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ (المؤمن: 64)

ترجمہ:... اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرار کی جگہ بنایا، اور آسمان کو ایک گنبد، اور تمہاری صورت گری کی، اور تمہاری صورتوں کو اچھا بنایا، اور پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق عطا کیا۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔ غرض بڑی برکت والا ہے اللہ، سارے جہانوں کا پروردگار!

❁ ... ﴿هُوَ ٱلْحَىُّ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَٱدْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ۗ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ (المؤمن: 65)

ترجمہ:... وہی سدا زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لیے اس کو اس

طرح پکارو کہ تمہاری تابع داری خالص اسی کے لیے ہو۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

... ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (المؤمن:67)

ترجمہ:... وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر تمہیں بچے کی شکل میں باہر لاتا ہے، پھر (وہ تمہاری پرورش کرتا ہے) تاکہ تم اپنی بھرپور طاقت کو پہنچ جاؤ، اور پھر بوڑھے ہو جاؤ۔ اور تم میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اس سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں۔ اور تاکہ تم ایک مقرر میعاد تک پہنچو، اور تاکہ تم عقل سے کام لو۔

... ﴿هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ (المؤمن: 68)

ترجمہ:... وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے۔ اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہتا ہے کہ: "ہو جا" بس وہ ہو جاتا ہے۔

... ﴿هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ﴾ (النحل: 10)

ترجمہ:... وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہیں پینے کی چیزیں

حاصل ہوتی ہیں، اور اسی سے وہ درخت اُگتے ہیں جن میں تم مویشیوں کو چراتے ہو۔

❁ ... ﴿هُوَ ٱلَّذِى يُرِيكُمُ ٱلْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنشِئُ ٱلسَّحَابَ ٱلثِّقَالَ ﴾ (الرعد: 12)

ترجمہ:... وہی ہے جو تمہیں بجلی کی چمک دکھلاتا ہے جس سے تمہیں (اس کے گرنے کا) ڈر بھی لگتا ہے، اور (بارش کی) امید بھی بندھتی ہے، اور وہی (پانی سے) لدے بادل اٹھاتا ہے۔

❁ ... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنشَأَ جَنَّٰتٍ مَّعْرُوشَٰتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَٰتٍ وَٱلنَّخْلَ وَٱلزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُۥ وَٱلزَّيْتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُتَشَٰبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَٰبِهٍ ۚ كُلُوا۟ مِن ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثْمَرَ وَءَاتُوا۟ حَقَّهُۥ يَوْمَ حَصَادِهِۦ ۖ وَلَا تُسْرِفُوٓا۟ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُسْرِفِينَ﴾ (الأنعام: 141)

ترجمہ:... اللہ وہ ہے جس نے باغات پیدا کئے جن میں سے کچھ (بیل دار ہیں جو) سہاروں سے اوپر چڑھائے جاتے ہیں، اور کچھ بغیر سہارے کے اوپر چڑھتے ہیں اور نخلستان اور کھیتیاں، جن کے ذائقے الگ الگ ہیں، اور زیتون اور انار، جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیں تو ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو، اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو اللہ کا حق ادا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو، وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

❁ ... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلنُّجُومَ لِتَهْتَدُوا۟ بِهَا فِى

﴿ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (الأنعام: 97)

ترجمہ:... اور اسی نے تمہارے لیے ستارے بنائے ہیں، تاکہ تم ان کے ذریعے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستے معلوم کر سکو۔ ہم نے ساری نشانیاں ایک ایک کر کے کھول دی ہیں، (مگر) ان لوگوں کے لیے جو علم سے کام لیں۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنشَأَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ﴾ (الأنعام: 98)

ترجمہ:... وہی ہے جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر ہر شخص کا ایک مستقر ہے، اور ایک امانت رکھنے کی جگہ۔ ہم نے ساری نشانیاں ایک ایک کر کے کھول دی ہیں، (مگر) ان لوگوں کے لیے جو سمجھ سے کام لیں۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجْنَا بِهِۦ نَبَاتَ كُلِّ شَىْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ ٱلنَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّٰتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَٱلزَّيْتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَٰبِهٍ ۗ ٱنظُرُوٓا۟ إِلَىٰ ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثْمَرَ وَيَنْعِهِۦٓ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكُمْ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (الأنعام: 99)

ترجمہ:... اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس کے ذریعے ہر قسم کی کونپلیں اگائیں۔ ان (کونپلوں) سے ہم نے سبزیاں پیدا کیں جن سے ہم تہہ بر تہہ دانے نکالتے ہیں، اور کھجور کے گابھوں سے پھلوں کے وہ

گچھے نکلتے ہیں جو (پھل کے بوجھ سے) جھکے جاتے ہیں، اور ہم نے انگوروں کے باغ اگائے، اور زیتون اور انار! جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیتے ہیں تو ان کے پھلوں اور ان کے پکنے کی کیفیت کو غور سے دیکھو۔ لوگو! ان سب چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں۔ (مگر) ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى سَخَّرَ ٱلْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا۟ مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا۟ مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى ٱلْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (النحل: 14)

ترجمہ:... اور وہی ہے جس نے سمندر کو کام پر لگایا، تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ، اور اس سے وہ زیورات نکالو جو تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اس میں کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں، تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تاکہ شکر گزار بنو۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ ٱلْمَثَلُ ٱلْأَعْلَىٰ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾ (الروم: 27)

ترجمہ:... اور وہی ہے جو مخلوق کی ابتدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا، او ریہ کام اس کے لیے زیادہ آسان ہے۔ اور اسی کی سب سے اونچی شان ہے، آسمان میں بھی اور زمین میں بھی، اور وہی ہے جو اقتدار والا بھی ہے، حکمت والا بھی۔

... ﴿وَهُوَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ ٱلْحَمْدُ فِى ٱلْأُولَىٰ وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ

وَلَهُ ٱلْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (القصص: 70)

ترجمہ:... اللہ وہی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تعریف اسی کی ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور حکم اسی کا چلتا ہے، اور اسی کی طرف تم سب واپس بھیجے جاؤ گے۔

۞ ...﴿وَهُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِبَاسًا وَٱلنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ ٱلنَّهَارَ نُشُورًا﴾ (الفرقان: 47)

ترجمہ:... اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو لباس بنایا، اور نیند کو سراپا سکون، اور دن کو دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے کا ذریعہ بنا دیا۔

۞ ...﴿وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ ٱلرِّيَٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهِۦ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْـِۧىَ بِهِۦ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُۥ مِمَّا خَلَقْنَآ أَنْعَٰمًا وَأَنَاسِىَّ كَثِيرًا﴾ (الفرقان:49)

ترجمہ:... اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت (یعنی بارش) سے پہلے ہوائیں بھیجیں جو (بارش) خوشخبری لے کر آتی ہیں، اور ہم نے ہی آسمان سے پاکیزہ پانی اتارا ہے۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندگی بخشیں، اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے مویشیوں اور انسانوں کو اس سے سیراب کریں۔

۞ ...﴿وَهُوَ ٱلَّذِى مَرَجَ ٱلْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا﴾ (الفرقان: 53)

ترجمہ:... وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو اس طرح ملا کر چلایا ہے کہ ایک میٹھا ہے جس سے تسکین ملتی ہے، اور ایک نمکین ہے، سخت کڑوا، اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ اور ایسی رکاوٹ حائل کر دی ہے، جس کو (دونوں میں سے) کوئی عبور نہیں کر سکتا۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ مِنَ ٱلْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُۥ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾ (الفرقان: 54)

ترجمہ:... اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کو نسبی اور سسرالی رشتے عطا کئے، اور تمہارا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا﴾ (الفرقان: 62)

ترجمہ:... اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایسا بنایا کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلے آتے ہیں، (مگر یہ ساری باتیں) اس شخص کے لیے (کارآمد ہیں) جو نصیحت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا شکر بجالانا چاہتا ہو۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنشَأَ لَكُمُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَـٰرَ وَٱلْأَفْـِٔدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ﴾ (المؤمنون: 78)

ترجمہ:... وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے۔ (مگر) تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى ذَرَأَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ (المؤمنون: 79)

ترجمہ:... اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا، اور اسی کی طرف تمہیں اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِي يُحْيِۦ وَيُمِيتُ وَلَهُ ٱخْتِلَٰفُ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (المؤمنون: 78)

ترجمہ:... اور وہی ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے، اور اسی کے قبضے میں رات اور دن کی تبدیلیاں ہیں۔ کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

... ﴿ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَٰلِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَٱعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ (الأنعام: 102)

ترجمہ:... لوگو! وہ ہے اللہ جو تمہارا پالنے والا ہے! اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ لہٰذا اس کی عبادت کرو۔ وہ ہر چیز کی نگرانی کرنے والا ہے۔

... ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۞ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۞ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۞﴾ (الاخلاص)

ترجمہ:... کہہ دو: بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں۔

فائدہ: جو خدا ان تمام کاموں پر قدرت رکھتا ہے کیا کسی کو زیب دیتا ہے کہ وہ ان صفات کے حامل ربّ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت و اطاعت کرے۔

توحید کی تیسری قسم: اسماء وصفات

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا مسئلہ علم الٰہیات کے ان مسائل میں سے ہے جس سے نہ صرف عرب کے جاہل ناآشنا تھے، بلکہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں کے پیروکار بھی ان کے متعلق غلطیوں میں مبتلا تھے۔ یہودیوں کے اسفار اور صحیفوں میں خدائے برحق کا اصلی نام "یہود" تھا، مگر کبھی عام یہودیوں کو اس مقدس نام کو زبان پر لانے کی اجازت نہ تھی، دوسرا عام نام "اہیم" ہے، جو ہر موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ ان دو کے علاوہ خدا کے بیسیوں نام اور اسماء ہیں جو در حقیقت اس کے اوصاف ذاتی اور اعمالِ ربانی کے ترجمان ہیں، تورات اس کے ذکر سے بالکل خالی ہے۔ صفات الٰہی میں سے جو صفت یہودی صحیفوں میں سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ فوجوں والا خدا ہے، جو صرف خدا کی صفاتِ جلالی کا مظہر ہے۔

عیسائیوں کی انجیل اور مذہبی کتابوں میں "باپ" کا لفظ خدا کے لئے استعمال ہوا ہے، اس لفظ کی حقیقت اور خدا پر اس کے اطلاق سے مقصود کیا ہے، گوشت پوست اور مادیت سے بھرے ہوئے لفظ کا خدا پر مجازاً اطلاق بھی کہاں تک جائز ہے، اور اس سے اس مذہب میں کہاں تک غلطیاں پھیلیں؟ ان باتوں کو چھوڑ کر بھی دیکھئے تو یہ خدا کے صرف جمالی صفات کی ناقص اور مادی تعبیر ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے انسانوں کے اس فاسد خیال کو باطل ٹھہرایا، آپ نے فرمایا کہ اللہ کی صفات کاملہ گنتی اور شمار سے باہر ہیں، اور اس کی باتوں کی کوئی انتہا نہیں، آپ نے

یہ دعا سکھلائی: اے خداوند! تیرے ہر اس نام کے وسیلہ سے جو تو نے اپنا رکھا، یا اپنی کتاب میں اتارا، یا کسی مخلوق کو سکھایا، یا اپنے لئے اپنے علم غیب میں اس کو چھپا رکھا، میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ الہامی دعا تعلیم ہوئی: خداوند! تیرے سب اچھے ناموں کے وسیلہ سے جن میں سے کچھ کو ہم نے جانا، اور جن کو نہیں جانا تجھ سے درخواست کرتی ہوں۔

الغرض تمام اچھے اور کمالی نام اسی کے لئے ہیں، اور اسی کو زیبا ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات تین طرح کی ہیں

(۱) صفات جلالی (۲) صفات جمالی (۳) صفات کمالی۔

(۱) صفات جلالی

وہ اسماء وصفات جن سے خدا کی بڑائی، کبریائی، شہنشاہی کا اظہار ہوتا ہے، جیسے "الملك" بادشاہ، "الغالب" غالب جس پر کوئی دسترس نہ پائے، "القاهر" جس کے حکم سے کوئی باہر نہیں جاسکتا، سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا، "المتكبر" اپنی بڑائی دکھانے والا وغیرہ۔ یہ صفات جلالی ہیں۔

(۲) صفات جمالی

وہ اسماء وصفات جن سے خدا کے رحم وکرم اور شفقت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے، جیسے لفظ "اللہ" اسی طرح لفظ "الرحمٰن" (مہربان) اور "الرحيم" (رحم کرنے

والا)، "اللطیف" (باریک بین)، "العفوّ" (معاف کرنے والا)، "الودود" (محبت کرنے والا) وغیرہ۔ یہ صفات جمالی ہیں۔

(۳) صفات کمالی

وہ اسماء وصفات جن سے خدا کی خوبی، بڑائی، بزرگی اور ہر وصف میں اس کا کامل ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

اس طرح کے اسماء وصفات پانچ قسم کے ہیں

(۱) صفاتِ وحدانیت

وہ صفات جو اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کی وحدانیت سے متعلق ہیں، جیسے "الواحد"، "الأحد"، "الوتر" وغیرہ۔

(۲) صفاتِ وجودی

وہ صفتیں جن سے اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کا وجود بقاء ودوام ثابت ہوتا ہے، جیسے "الموجود"، ہمیشہ رہنے والا، "الحيّ" ہمیشہ زندہ رہنے والا، "القیوم" جو اپنے سہارے تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، وغیرہ۔

(۳) صفاتِ علم

وہ صفتیں جو اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کے ہر چیز سے باخبر اور آگاہ ہونے کو ظاہر کرتی ہیں، جیسے

"الخبیر" خبر رکھنے والا، "العلیم" جاننے والا، "علام الغیوب" جو باتیں سب سے پوشیدہ ہیں ان کو جاننے والا، "علیم بذات الصدور" دلوں کے چھپے ہوئے بھید کو جاننے والا، "السمیع" سننے والا، "البصیر" دیکھنے والا، وغیرہ۔

(۴) صفاتِ قدرت

وہ صفتیں جن سے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی قدرت کا اظہار ہوتا ہے، جیسے "الفاتح" ہر مشکل کو کھولنے والا، "القدیر" قدرت والا، "المقتدر" اقتدار والا، "القوي" زبردست جس کے سامنے کسی کا زور نہیں چل سکتا، "المتین" مضبوط، جس میں کوئی کمزوری نہیں، وغیرہ۔

(۵) صفاتِ تنزیہ

وہ صفات جو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی بڑائی، کبریائی، پاکی اور نیکی، اور عیب و نقصان سے اس کی براءت کو ظاہر کرتی ہیں، جیسے "العليّ" (مرتبہ والا)، "العظیم" عظمت والا، "الکبیر" بڑا، "الرفیع" بلند، "الجلیل" بزرگ، "الکریم" شریف، وغیرہ۔

(ماخوذ از سیرۃ النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ: 269/4)

توحید اسماء وصفات کا مفہوم یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول میں وارد ہونے والے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے جملہ اسماء الحسنیٰ اور اس کی تمام صفات کو تسلیم کیا جائے، اور ان میں کسی کو بھی شریک تصور نہ کیا جائے، جیسے رحمن، رحیم، غفّار، وھّاب، قھّار،

سمیع، بصیر، ید، وجہ اور استواء علی العرش وغیرہ (کَمَا یَلِیْقُ بِشَأْنِهٖ)، ان جملہ صفات کی اصل حقیقت و کیفیت کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حوالے کر دیا جائے۔

اسماء و صفات کی ایک اور تقسیم

ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو قسمیں ذکر کرتے ہیں

(۱) صفات ذاتیہ (۲) صفات فعلیہ

(۱) صفات ذاتیہ

ان صفات کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذات ان کی ضد کے ساتھ موصوف نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ "حیاۃ"، "علم"، "قدرت"، "ارادہ"، "سمع" اور "بصر" اور "کلام" ہیں کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ان کے ساتھ تو متصف ہے ان کی ضد یعنی "موت"، "جہل"، "عجز" وغیرہ کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ اُمہات الصفات یعنی بنیادی صفات بھی کہلاتی ہیں، کیونکہ یہ صفات فعلیہ اور دیگر صفات کے لیے بمنزلہ بنیاد کے ہیں، اس لیے کہ اگر "حیات" ہی نہ ہو تو خدا ہی نہ رہے، اور "علم" و "ارادہ" نہ ہو تو کوئی فعل وجود میں نہ آئے۔

(۲) صفات فعلیہ

ان صفات کو کہتے ہیں کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات ان کی ضد کے ساتھ موصوف ہو سکے، اور ان کا تعلق غیر کے ساتھ ہو، جیسے مارنا اور جلانا، عزت دینا اور ذلت دینا، رزق دینا اور نہ دینا وغیرہ۔ امام اشعری رحمہ اللہ سب صفاتِ فعلیہ کو بنیادی صفت

"قدرت" کے ماتحت اور اس سے متعلق مانتے ہیں۔

امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ صفات کی تقسیم اس طرح سے نہیں کرتے، اور وہ آٹھ صفات کو بنیادی قرار دیتے ہیں، جن میں سات وہ ہیں جو اوپر صفاتِ ذاتیہ میں مذکور ہوئیں اور آٹھویں صفت "تکوین" ہے۔

امام ماتریدی رحمہ اللہ کے نزدیک اوپر مذکور صفاتِ فعلیہ کی بنیاد صفتِ تکوین ہے۔ تکوین کا مطلب ہے: وجود میں لانا، تو اللہ جل جلالہ وجود میں لانے والے بھی ہیں، اشیاء کو وجود میں لانے کے اعتبار سے وہ خالق ہیں، اور عطائے رزق کو وجود میں لانے کے اعتبار سے وہ رازق ہیں۔ (اسلامی عقائد)

جیسے اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

... ﴿إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾ (یس: 82)

یعنی وہ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے کلمۂ "کن" سے پیدا کرتا ہے، کسی سامان اور اسباب کا محتاج نہیں۔ "کن" سے پیدا کرنے کا نام تکوین ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات قدیم ہیں

اللہ جل جلالہ کی تمام صفات قدیم ہیں، یعنی ازلی اور ہمیشہ سے ہیں۔ جب مخلوق ابھی پیدا بھی نہیں کی گئی تھی اللہ جل جلالہ اس وقت بھی خالق تھے، کیونکہ تخلیق کی بنیاد (جو کہ امام اشعری رحمہ اللہ کے نزدیک صفتِ قدرت ہے اور امام ماتریدی رحمہ اللہ کے نزدیک صفتِ

تکوین ہے) ازل سے موجود ہے، اس وجہ سے خالق اس کی صفتِ قدیم ہے اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا خالق ہونا مخلوق کے پیدا ہونے پر موقوف نہیں، بلکہ مخلوق کا پیدا ہونا اس کے خالق ہونے پر موقوف ہے، اگر اس میں پیدا کرنے کی صفت نہ ہوتی تو یہ مخلوق کیسے پیدا ہوتی۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی صفات میں ترتیب نہیں ہے

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی صفات میں ترتیبِ زمانی نہیں ہے، یعنی یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی فلاں صفت پہلے اور فلاں صفت بعد میں ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی اور قدیم ہیں، یہ کہنا درست نہیں کہ اس کا علم اس کی قدرت سے پہلے ہے، یا اس کی قدرت اس کے علم کے بعد ہے، یا اس کی حیات اس کے علم سے پہلے ہے۔ وہ ہمیشہ سے حیّ اور علیم اور قدیر ہے۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات ہیں

ایک دوسرے کے عین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں مفہوموں کا مصداق ہر اعتبار سے ایک ہی ہو۔ اور ایک دوسرے کے غیر ہونے کا مطلب ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بغیر موجود ہو سکتا ہے۔

اس تفسیر کے مطابق ذات حق اور صفات میں نہ عینیت ہوئی نہ غیریت ہوئی، عینیت تو اس لیے نہ ہوئی کہ اس کے معنی ہیں: دو چیزوں کا بالکل ایک ہونا اور چونکہ صفات ذات پر زائد ہوتی ہیں تو دونوں کا مصداق تمام اعتبار سے ایک نہ ہوا، لہٰذا صفاتِ الٰہی ذاتِ الٰہی کا عین نہ ہوئیں۔

اور غیریت اس لیے نہ ہوئی کہ یہاں ذات اور صفات دونوں میں سے ایک چیز بھی ایسی نہیں کہ دوسرے کے بغیر اس کا پایا جانا ممکن ہو، صفات تو ذات کے بغیر اس لیے موجود نہیں ہو سکتی کہ صفات تابع ہوتی ہیں اور ذات متبوع ہوتی ہے، اور تابع کا وجود متبوع کے بغیر محال ہے، اور ذات صفات کے بغیر اس لیے نہیں پائی جا سکتی کہ ذاتِ الٰہی کا صفاتِ کمال سے خالی ہونا لازم آتا ہے، اور وہ محال ہے، لہٰذا ہر ایک دوسرے کے لیے لازم ہوا، اس لیے غیریت بھی نہ ہوئی۔ (اسلامی عقائد)

صفت علم میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا کوئی شریک نہیں

اللہ کی صفات میں "العلیم" بھی ہے، یعنی خوب علم رکھنے والا۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا علم کامل، اور مخلوق کا علم ناقص ہے، ارشاد ربانی ہے

... ﴿وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (الإسراء: 85)

ترجمہ:... اور تمہیں علم کا تھوڑا حصہ دیا گیا ہے۔

اب کسی مخلوق کے علم کو خدا کے علم کے مساوی قرار دینا، اور اسے بھی اسی طرح غیب دان تصور کرنا جس طرح اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات ہے، پس یہ اس کی صفت علم میں شریک ٹھہرانا ہے۔

اللہ کے علم کی وسعت کا ذکر

... ﴿إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (المجادلة: 7)

ترجمہ:... بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

۞ ...﴿وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۚ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ﴾(الحجرات: 16)

ترجمہ:... اور اللہ تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے، اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۞ ...﴿يَعۡلَمُ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَيَعۡلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعۡلِنُونَۚ وَٱللَّهُ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ﴾(الأحزاب: 54)

ترجمہ:... جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، وہ سب جانتا ہے، اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو، اور جو کھلم کھلا کرتے ہو، اس سے بھی آگاہ ہے، اور اللہ دل کے بھیدوں سے واقف ہے۔

۞ ...﴿إِن تُبۡدُواْ شَيۡـًٔا أَوۡ تُخۡفُوهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٗا﴾ (التغابن: 4)

ترجمہ:... اور اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو، یا اس کو مخفی رکھو، (یاد رکھو کہ) اللہ تعالی ہر چیز سے باخبر ہے۔

۞ ...﴿وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدۡ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عِلۡمَۢا﴾(الطلاق: 12)

ترجمہ:... اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۞ ...﴿يَعۡلَمُ مَا يَلِجُ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَمَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيهَاۖ﴾ (الحديد: 4)

ترجمہ:... جو چیز زمین میں داخل ہوتی، اور جو اس سے نکلتی ہے، اور جو آسمان سے اترتی، اور جو اس کی طرف چڑھتی ہے، سب اس کو معلوم ہے۔

... ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ﴾ (السبأ: 2)

ترجمہ:... جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے، اور جو اس میں سے نکلتا ہے، اور آسمان سے اترتا ہے، اور جو اس پر چڑھتا ہے، سب اس کو معلوم ہے، اور وہ مہربان ہے، اور بخشنے والا ہے۔

... ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (لقمان: 34)

ترجمہ:... بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے، اور وہی مینہ برساتا ہے، اور وہ (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا، اور کوئی نفس نہیں جانتا ہے کہ کس زمین پر اس کی موت آئے گی، بیشک اللہ ہی جاننے والا (اور) خبردار ہے۔

غیب دان ہونا خاصۂ خداوندی ہے

... ﴿إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ (فاطر: 38)

ترجمہ:... بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے، وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔

... ﴿عَٰلِمِ ٱلْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ وَلَآ أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْبَرُ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ﴾ (السبأ: 3)

ترجمہ:... وہ غیب کا جاننے والا ہے، ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں، (نہ) آسمانوں میں، اور نہ زمین میں، اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی نہیں، مگر روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔

... ﴿فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ﴾ (یونس: 20)

ترجمہ:... کہہ دو کہ غیب (کا علم) تو اللہ ہی کو ہے، سو تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

... ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ﴾ (الأنعام: 59)

ترجمہ:... اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے، اور کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اس

کو جانتا ہے، اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں، مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔

... ﴿لَهُۥ غَيْبُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِۦ وَأَسْمِعْ﴾ (الکهف: 26)

ترجمہ:... اسی کو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں معلوم ہیں، وہ کیا خوب دیکھنے والا، اور کیا خوب سننے والا ہے۔

... ﴿هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ۖ هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ﴾ (الحشر: 22)

ترجمہ:... وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، وہ بڑا مہربان، رحم والا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، بغیر کسب کے حاصل ہے، اس کے علاوہ دیگر مخلوقات کا علم عطائی (یعنی دیا ہوا) ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ دیا گیا تھا وہ بھی عطائی تھا، انبیاء علیہم السلام کا علم مخلوق میں سب سے زیادہ ہوتا ہے، حضور اکرم ﷺ کا علم بھی عطائی ہے، اور مخلوقات میں سب سے زیادہ اعلیٰ علم والے ہمارے نبی محترم ﷺ تھے، یعنی آپ کو جوامع الکلم کی خصوصیت حاصل تھی، یعنی مختصر کلام میں وسیع مضمون سمویا ہوا ہو، اس کے باوجود بھی آپ ﷺ غیب دان نہ تھے، بلکہ غیب کی باتوں کی خبریں دیتے تھے، جو کہ فرشتے کے ذریعہ ہوں یا الہام کے ذریعے۔

قرآن کریم کی روشنی میں آپ ﷺ کے غیب دان ہونے کی نفی

انبیاء علیہم السلام غیب کا علم نہیں جانتے تھے، بلکہ غیب کی خبروں پر مطلع کیے جاتے تھے۔

❁ ... سورۂ یوسف میں اللہ تعالی اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ آپ غیب دان نہیں ہیں

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ ٱلْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلْغَٰفِلِينَ﴾ (یوسف: 3)

ترجمہ:... (اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ذریعہ سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے، تمہیں ایک نہایت اچھا قصہ سناتے ہیں، اور تم اس سے پہلے بے خبر تھے۔

اس آیت میں اللہ جل جلالہ خود فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ اس قصہ سے بے خبر تھے، ہم نے آپ کو خبر دی اور قصہ سنایا۔

❁ ... ﴿تِلْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَآ أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا ۖ فَٱصْبِرْ ۖ إِنَّ ٱلْعَٰقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (ھود: 49)

ترجمہ:... یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم نے وحی کے ذریعہ آپ پر نازل کیا ہے نہ آپ ان واقعات کو اس سے پہلے جانتے تھے، نہ آپ کی قوم (اس سے پہلے واقف تھی)۔

❁ ... ﴿وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُ﴾ (الأعراف: 188)

ترجمہ:... اگر میں غیب کی باتیں جانتا، تو بہت فائدے جمع کر لیتا، اور مجھ کو کوئی

تکلیف نہ پہنچتی۔

مذکورہ آیت میں حضور اکرم ﷺ خود اپنے عالم الغیب ہونے کی نفی فرما رہے ہیں۔

۞ ... ﴿قُل لَّآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ ۚ﴾ (الأنعام: 50)

ترجمہ:... (حضور اکرم ﷺ سے اللہ تعالی کہلوا رہے ہیں) کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ جل جلالہ کے خزانے ہیں، اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں، اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں صرف اس حکم پر چلتا ہوں، جو مجھے (اللہ تعالی کی طرف سے) آتا ہے۔

۞ ... ﴿عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ۝٢٦ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ﴾ (الجن: 27)

ترجمہ:... وہ (اللہ) غیب کا جاننے والا ہے، ایسا نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کرے، مگر وہ منتخب فرماتا ہے، جس کو چاہے اپنے رسولوں میں سے۔

فائدہ: بعض لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے حضور ﷺ اور رسولوں کیلئے غیب دان ہونا ثابت کرتے ہیں، جبکہ اس آیت میں اس کی وضاحت ہے کہ اللہ تعالی جس کو چاہتے ہیں، اپنے رسولوں میں سے غیب کی خبروں پر مطلع فرماتے ہیں، اس سے ان کا غیب دان ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔

آیت مذکورہ کی تشریح تفاسیر کی روشنی میں

یعنی اللہ جل جلالہ پے یہ لازم نہیں کہ ہر ایمان دار کو غیب پر مطلع کرے کہ فلاں

مؤمن ہے، اور فلاں منافق ہے، بلکہ اللہ جَلّ جَلالُہٗ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے، منتخب فرماتا ہے اور غیب کی خبروں سے آگاہ کرتا ہے، پھر وہ آگے اپنی امتوں کو بتاتے ہیں۔

صاحب مظہری رحمہ اللہ کی تفسیر

❁ ... «فَيُطْلِعُهُ عَلَى الْبَعْضِ مِنْ عُلُوْمِ الْغَيْبِ أَحْيَانًا»

(تفسیر مظہری: 185/2)

ترجمہ:... پس اللہ جَلّ جَلالُہٗ اپنے رسولوں کو بعض علوم غیبیہ پر مطلع کرتا ہے کبھی کبھی۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ کی تفسیر

❁ ... «وَلٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ، فَيُطْلِعُهُ عَلٰى بَعْضِ عِلْمِ الْغَيْبِ». (معالم التنزيل: 382/1)

ترجمہ:... لیکن اللہ جَلّ جَلالُہٗ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے، منتخب فرمالیتا ہے، تو اسے بعض علم غیب پر مطلع فرمادیتا ہے۔

علامہ ابن صفی رحمہ اللہ کی تفسیر

❁ ... «وَلٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ، فَيُخْبِرُهٗ بِبَعْضِ الْمُغَيَّبَاتِ» (جامع البیان: 66)

ترجمہ:... اور لیکن اللہ جَلّ جَلالُہٗ جسے چاہتا ہے، اپنے رسولوں میں سے منتخب فرماتا

ہے، پس اسے بعض مغیبات کی خبر دیتا ہے۔

صاحب بیضاوی رحمہ اللہ کی تفسیر

... «وَلٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ، فَيُوْحِيْ إِلَيْهِ وَيُخْبِرُهُ بِبَعْضِ الْمُغِيْبَاتِ» (تفسير البيضاوي:56/1)

ترجمہ:... لیکن اللہ جل جلالہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے، چن لیتا ہے، تو اس کی طرف وحی کرتا ہے، اور اسے بعض پوشیدہ باتوں کی خبر دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام غیب دان نہ تھے، بلکہ غیب کی خبروں پر ان کو مطلع کیا جاتا تھا۔ اللہ کے سوا کسی کو غیب کا علم نہیں، نہ کسی نبی کو، نہ انس و جن کو، نہ ملائکہ کو۔

علم غیب اور اطلاعِ غیب میں فرق

علم غیب

علم غیب دو باتوں کے مجموعے کا نام ہے: ایک یہ کہ وہ علم ذاتی ہو، عطائی نہ ہو، یعنی کسی سے حاصل کیا ہوا نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ وہ علم کل کائنات کو محیط ہو، یعنی کائنات کی تمام چیزوں کے ذرّہ ذرّہ کا علم ہو، یہ علم خاصۂ خداوندی ہے۔

... علم غیب سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان

وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ (ﷺ) يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ (ﷺ) يَقُوْلُ: «لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ» (صحيح البخاري:109/2)

ترجمہ:... جو شخص تم سے یوں کہے کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے تھے، تو وہ جھوٹا ہے، حالانکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

... حضرت پیر پیران صاحب بغداد سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ

«مَنْ يَعْتَقِدُ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يَعْلَمُ الْغَيْبَ، فَهُوَ كَافِرٌ؛ لِأَنَّ الْغَيْبَ صِفَةٌ مُخْتَصَّةٌ بِاللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى» (مرآة الحقيقة: 18 مطبوعه مصر)

ترجمہ:... جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ حضرت محمد ﷺ غیب جانتے تھے، پس وہ کافر ہے، اس لیے کہ علم غیب ایسی صفت ہے، جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔

... علامہ نسفی رحمہ اللہ "تفسیر مدارک" میں علم غیب کی تعریف یہ کرتے ہیں

«وَالْغَيْبُ هُوَ مَا لَمْ يَقُمْ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ وَلَا اِطَّلَعَ عَلَيْهِ مَخْلُوْقٌ».

ترجمہ:... یعنی غیب ان چیزوں کو کہا جاتا ہے، جن پر کوئی دلیل قائم نہیں، اور نہ کسی مخلوق کو ان کی اطلاع ہے۔

پس جن امور کا علم انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی عطا کیا جاتا ہے یا جو چیزیں اولیائے کرام رحمہم اللہ کو بذریعہ الہام یا کشف معلوم ہو جاتی ہیں ان پر علم غیب کا اطلاق نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ کے غیب دان نہ ہونے پر چند دلائل

- اگر آپ ﷺ غیب دان ہوتے تو وحی نازل کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔
- اگر آپ ﷺ غیب دان ہوتے تو قیامت کے دن سے متعلق حضرت

جبرئیل علیہ السلام سے یہ نہ فرماتے کہ جس طرح سائل ناواقف ہے اسی طرح مسؤول بھی اس کے علم سے ناواقف ہے۔

- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو واقعۂ افک میں پریشان نہ ہوتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع نہ فرماتے۔
- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو چند دن وحی کے منقطع ہونے پر پریشان نہ ہوتے۔
- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو غزوۂ تبوک میں پیچھے رہنے والے منافقین کے جھوٹے عذروں کو قبول نہ فرماتے۔
- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو زہر ملا ہوا کھانا تناول نہ فرماتے۔
- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو جہاد کے موقع پر جاسوسی کے لئے صحابی نہ بھیجتے۔
- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو آپ کو جادو کرنے کا علم بغیر خواب کے ہو جاتا۔
- اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار تلاش کرنا نہ پڑتا۔

علم غیب سے متعلق علامہ رومی رحمہ اللہ کے اشعار

علم غیبے کس نمی داند بجز پروردگار   ہر کسے گوید کہ من ندانم از و باور مدار

مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل   جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

ترجمہ:... علم غیب سوائے پروردگارِ عالم کے کوئی نہیں جانتا ہے، پس جو علم غیب

جاننے کا دعویٰ کرے اس پر یقین نہ کر۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنی طرف سے کوئی بات نہ فرماتے، جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ فرماتے، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اپنی طرف سے کوئی بات نہ فرماتے جب تک کہ پروردگارِ عالم نہ فرماتے۔ معلوم ہوا غیب کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے، یہ اسی کے ساتھ خاص ہے۔

صفت «الشہید» میں کسی کو شریک ٹھہرانا

لغت میں "شہید" کے معنی ہیں: حاضر۔ وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ (مصباح اللغات: 450)

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے صفاتی ناموں میں سے ایک «الشہید» بھی ہے، یعنی حاضر اور ہر چیز سے واقف۔ اب مخلوق میں سے کسی کو اس طرح شہید اور حاضر، ناظر کہنا کہ ہر چیز اس کے سامنے کھلی ہوئی ہے، کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں، اور ہر زمانہ میں ہر چیز کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے، یہ صفتِ شہید میں شریک ٹھہرانا ہے، کیونکہ یہ صفت صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہی کے شایانِ نشان ہے۔

قرآن میں لفظ «الشہید» کا استعمال

- ... قرآن کریم میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ فرماتے ہیں
- ... ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (الحج: 17)

ترجمہ: ... بے شک اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔

❁ ... ﴿وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا﴾ (النساء: 79)

ترجمہ:... اور اللہ کافی ہے گواہ ہونے کے اعتبار سے۔

❁ ... ﴿ثُمَّ ٱللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ﴾ (یونس: 46)

ترجمہ:... پھر اللہ گواہ ہے ان کاموں پر جو یہ کرتے ہیں۔

اسی طرح ہر شخص کے ساتھ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا علم کامل ہے، اس سے چھپا ہوا نہیں۔

❁ ... ﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا۟﴾ (المجادلة: 7)

ترجمہ:... کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چوتھا، اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چھٹا، اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا ان کے ساتھ جہاں کہیں بھی وہ ہوں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا علم ہر چیز کو حاوی ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

❁ ... حضور اکرم ﷺ کے لئے بھی لفظ "شہید" اور "شاہد" استعمال ہوا ہے۔

جیسے اللہ کا فرمان ہے

❁ ... ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرة: 143)

ترجمہ:... اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور پیغمبر (آخرالزماں) تم پر گواہ بنیں۔

... ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (النساء: 41)

ترجمہ:... پھر کیا حال ہوگا جب بلائیں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا، اور بلائیں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا۔

مذکورہ آیات میں حضور اکرم ﷺ کے لئے لفظ "شہید" استعمال ہوا ہے (یعنی گواہ)، اس سے بعض لوگ حضور اکرم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں کہ گواہ وہ ہوتا ہے جو موقع پر حاضر ہو، لہٰذا جب آپ ﷺ اُمت پر گواہ ہوں گے تو آپ ﷺ اُمت کے حالات کو دیکھتے بھی ہوں گے، اور ہر جگہ حاضر بھی ہوتے ہوں گے، اس لئے آپ کو امت کا حال معلوم ہوگا، اور امت پر گواہی دیں گے۔

پس یہ یاد رہے کہ کسی مفسر نے لفظ "شہید" سے آپ کے حاضر وناظر ہونے پر استدلال نہیں کیا ہے۔

مذکورہ آیات کی تشریح

علامہ نسفی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "مدارک" میں ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ والی آیت کی تشریح یوں فرماتے ہیں

... «رُوِيَ: أَنَّ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَجْحَدُوْنَ تَبْلِيْغَ الْأَنْبِيَاءِ

فَيُطَالِبُ اللهُ الْأَنْبِيَاءَ الْبَيِّنَةَ عَلٰى أَنَّهُمْ قَدْ بَلَغُوْا، وَهُوَ أَعْلَمُ، فَيُؤْتٰى بِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَشْهَدُوْنَ، فَيَقُوْلُ الْأُمَمُ: مِنْ أَيْنَ عَرَفْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: عَلِمْنَا ذٰلِكَ بِإِخْبَارِ اللهِ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ النَّاطِقِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ الصَّادِقِ، فَيُؤْتٰى بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَيُسْأَلُ عَنْ حَالِ أُمَّتِهِ فَيُزَكِّيْهِمْ وَيَشْهَدُ بِعَدَالَتِهِمْ وَالشَّهَادَةُ قَدْ تَكُوْنُ بِلَا مُشَاهَدَةٍ كَالشَّهَادَةِ بِالتَّسَامُعِ فِي الْأَشْيَاءِ الْمَعْرُوْفَةِ»

(تفسیر المدارك للنسفي 137/1)

ترجمہ:... مروی ہے کہ سابقہ امتیں اپنے نبیوں کی دعوتِ توحید پہنچانے کا انکار کریں گی کہ ہمیں کسی نے دعوت نہیں دی، تو انبیاء علیہم السلام سے گواہ طلب کیا جائے گا کہ تم نے دعوت اپنی قوم کو پہنچادی، تو انبیا علیہم السلام گواہ کے طور پر امت محمدیہ ﷺ کو پیش کریں گے، پس امت محمدیہ انبیاء علیہم السلام کی تائید میں گواہی دے گی، اس پر امم سابقہ اعتراض کریں گی کہ تم اس وقت موجود نہ تھے، گواہی کیسے دے رہے ہو؟ امت محمدیہ کہے گی: یہ بات اللہ نے اپنی مقدس کتاب میں اپنے سچے نبی ﷺ کے زبانی بیان کی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے فریضۂ تبلیغ ادا کردیا، پس محمد ﷺ کو لایا جائے گا، جو اپنی امت کی تصدیق کریں گے، اور ان کی عدالت کی گواہی دیں گے کہ یہ سچ کہہ رہے ہیں۔

(علامہ نسفی رحمہ اللہ آگے فرماتے ہیں کہ): اور گواہی کبھی بن دیکھے بھی دی جاتی ہے، جیسے بعض مشہور چیزوں کی گواہی دینا، جس کے متعلق سنا ہے، لیکن دیکھا نہیں۔

"شہید" کے معنی نگہبان کے بھی آتے ہیں

... "بخاری شریف" کی روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز میری امت میں سے کچھ لوگوں کو حوضِ کوثر پر پہنچنے سے پہلے جہنم کی طرف پھیر دیا جائے گا، میں کہوں گا: یہ میری امت کے افراد ہیں، جواب ملے گا: آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے دین کو بدل ڈالا ہے، اور مرتد ہوئے ہیں، تو اس موقع پر میں وہی کچھ کہوں گا جو عبد صالح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے اپنی امت کے بارے میں کہا تھا: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ (صحیح البخاري)

ترجمہ:... کہ جب تک میں ان میں موجود تھا، ان پر نگہبان رہا، اور جب تو نے مجھے اٹھالیا، تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔

آپ ﷺ کے دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد آپ ﷺ کو اگر امت کا حال معلوم ہوتا، تو فرشتے آپ ﷺ سے یہ نہ فرماتے کہ آپ کو کیا خبر کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں کیا تبدیلیاں کی ہیں۔

گواہ ہونے کا ایک اور مطلب

... ایک روایت میں آتا ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو امت کے اعمال حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کا گواہ ہونا اس اعتبار سے ہوا کہ

آپ ﷺ پر امت کے احوال پیش کیے جاتے ہیں۔ واللہ أعلم

اسی طرح ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا﴾ والی آیت کی تشریح میں لفظ "شاہد" سے اکثر مفسرین رحمہم اللہ نے وحدانیت بیان کرنے والا مراد لیا ہے۔

... اس آیت کی تشریح میں علامہ ابن صفی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

«إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدَ اللهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ» (الجامع: 364)

یعنی ہم نے آپ کو وحدانیت بیان کرنے والا بنا کر بھیجا۔

... صاحب تفسیر کبیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں

«أَنَّهُ شَاهِدٌ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ».

ترجمہ:... بیشک آپ ﷺ گواہی دینے والے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

گواہ کے لیے موقع پر حاضر ہونا شرط نہیں

... سورۂ یوسف میں ہے: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَآ إِن كَانَ قَمِيصُهُۥ قُدَّ مِن قُبُلٍ﴾ (یوسف: 26)

ترجمہ:... ان کے خاندان کے ایک لڑکے نے گواہی دی، اگر قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے، تو زلیخا سچی ہے اور اگر پیچھے کی جانب سے پھٹی ہے تو یوسف (علیہ السلام) سچے ہیں۔

چنانچہ قمیص پیچھے کی جانب سے پھٹی ہوئی تھی۔ لڑکے نے بِن دیکھے گواہی دی تھی جو مقبول ہوئی۔ معلوم ہوا کہ گواہی کے لیے موقع پر حاضر ہونا شرط نہیں ہے۔

... فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الہدایہ" کی عبارت ہے

«إِنَّمَا يَجُوْزُ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَّشْهَدَ بِالْإِشْتِهَارِ» (الهداية: 158/3)

ترجمہ:... گواہ کے لیے جائز ہے کہ بن دیکھے کسی مشہور چیز کی گواہی دے۔

... علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وَالشَّهَادَةُ قَدْ تَكُوْنُ بِلَا مُشَاهِدَةٍ»

ترجمہ:... گواہی بعض اوقات بغیر دیکھے بھی دی جاسکتی ہے۔

نکتہ: اگر لفظ شہید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر ثابت کیا جائے، تو لفظ "شہداء" جو کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال ہوا ہے، اس سے ان کا حاضر ناظر ہونا بھی ثابت ہو جائے گا، اس طرح تو ساری امت کو یہ صفت حاصل ہو گی، حالانکہ ایسا نہیں، جیسے:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ﴾ (البقرة:143)

قرآن مجید کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کی نفی

... ﴿ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوٓا۟ أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ﴾ (یوسف: 102)

ترجمہ:... یہ بعض غیب کی خبریں ہیں، جو ہم آپ کی طرف بھیجتے ہیں، اور آپ ان کے پاس موجود نہ تھے، جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کیا، اور وہ تدبیر کر رہے تھے۔

فائدہ: یعنی برادران یوسف علیہ السلام جب منصوبہ بندی کر رہے تھے، کہ یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیں تو اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ تھے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر نہ تھے۔

❁ ... ﴿وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ ٱلطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا﴾ (القصص: 46)

ترجمہ:... اور آپ اس وقت طور کے کنارے نہیں کھڑے تھے، جب ہم نے اس کو پکارا۔

❁ ... ﴿وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ ٱلْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَى ٱلْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ ٱلشَّٰهِدِينَ﴾ (القصص: 44)

ترجمہ:... اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مغربی جانب موجود نہ تھے، جبکہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے والوں میں نہیں تھے۔

❁ ... ﴿وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾ (آل عمران: 44)

ترجمہ:... اور آپ اس وقت وہاں موجود نہ تھے، جب مریم (علیہا السلام) کی کفالت کے لیے قرعہ اندازی ہو رہی تھی۔ (یعنی آپ اس واقعہ کے چشم دید گواہ نہیں ہیں)۔

فائدہ: مذکورہ آیات میں غور کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں۔

حضور ﷺ کے حاضر ناظر نہ ہونے پر چند عقلی دلائل

- اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے، تو آپ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہ فرماتے۔
- اگر آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہوتے، تو معراج والی رات مسجد حرام سے بیت المقدس کا سفر براق کے ذریعے نہ فرماتے۔
- اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے، تو آپ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ تم جہاں پر بھی درود پڑھو فرشتے مجھ تک پہنچاتے ہیں۔
- اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ہوتے، تو آپ طائف کا سفر نہ فرماتے۔
- اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ہوتے، تو کسی نہ کسی حدیث میں اس کا ذکر ہوتا۔
- اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ہوتے، تو آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے آخری وقت میں یہ نہ فرماتے کہ پہلے اللہ سے پوچھو کہ میرے بعد میری اُمت کا کیا ہوگا۔

صفت «النُّور» میں اس کا کوئی شریک نہیں

لغت میں نور کے معنیٰ: وہ جو چیزوں کو ظاہر کردے۔ (مصباح اللغات: 919)

اللہ جل جلالہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام "النور" بھی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں بھی ہے: ﴿ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾: اللہ زمین اور آسمان کے نور ہیں۔

اب اس صفت میں کسی کو اللہ جل جلالہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، اور یہ کہنا کہ فلاں اللہ جل جلالہ کے نور میں سے نور ہے، حالانکہ اللہ جل جلالہ کے مثل کوئی چیز نہیں، ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو «نور من نور اللہ» کہنا درست نہیں، اس لیے کہ کوئی اللہ جل جلالہ کے نور کے مثل نہیں ہو سکتا، خالق اور مخلوق میں بہت بڑا فرق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات کے اعتبار سے نور کہنا درست نہیں، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نسلِ آدم علیہ السلام سے ہیں، جو کہ خاکی ہیں اور انسان ہیں، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالذات نور کہنا، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نسل آدم علیہ السلام سے خارج کر دینے کے مترادف ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت آدم علیہ السلام تک جاملتا ہے، آدم علیہ السلام چونکہ خاکی ہیں تو اولاد آدم علیہ السلام بھی خاکی ہوں گے۔

مخلوقات کی اقسام

مخلوقات تین طرح کی ہیں: خاکی، نوری، ناری۔

خاکی: آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم علیہ السلام۔

نوری: فرشتے۔

ناری: شیاطین اور جنات۔

حضرت آدم علیہ السلام خاکی تھے اور ان کی اولاد بھی خاکی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی اولاد میں سے ہیں، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاکی ہوئے نہ کہ نوری۔

انبیاء علیہم السلام کی بشریت کا ثبوت قرآن کریم کی روشنی میں

بشر کے معنی لغت میں انسان کے ہیں۔

... ﴿لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (آل عمران: 164)

ترجمہ:... اللہ نے مؤمنین پر احسان کیا کہ انہیں میں سے ایک رسول ان کی طرف بھیجا۔

معلوم ہوا کہ رسول بھی انسان تھے اور بشر تھے۔اس سے مراد آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔

... ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ﴾ (الکھف: 110)

ترجمہ:... آپ فرمادیجیے کہ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں، میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔

... ﴿هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا﴾ (الإسراء: 93)

ترجمہ:... میں تو بشر رسول ہوں۔

... ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (ابراھیم: 11)

ترجمہ:... ان کے رسولوں نے کہا کہ ہم کچھ نہیں مگر تمہارے جیسے انسان ہیں۔

... ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ ٱلْخُلْدَ ۖ أَفَإِي۟ن مِّتَّ فَهُمُ ٱلْخَٰلِدُونَ﴾ (الأنبياء: 34)

ترجمہ:... ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو بقا اور دوام نہیں بخشا، اگر آپ مر جائیں تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

غور کریں! آپ ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ سے پہلے کسی انسان کے لیے دوام نہیں بخشا۔ معلوم ہوا کہ آپ بھی انسان اور بشر ہیں۔

... ﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا﴾ (الإسراء: 1)

ترجمہ:... پاک ہے وہ ذات جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا۔

اس آیت میں لفظ "عبد" استعمال ہوا ہے اور "عبد" کے معنی ہیں: انسان۔ اور انسان بشر ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کی بشریت کا ثبوت احادیث کی روشنی میں

... "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ، فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا» (سنن الترمذي: 248/1)

ترجمہ:... ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میرے پاس اپنے تنازعات اور جھگڑے لے کر آتے ہو، اور میں ایک بشر (یعنی انسان) ہوں،

ہوسکتا ہے کہ تم میں سے ایک اپنی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے زیادہ تیز ہو، پس اگر میں تم میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دوں، تمہارے بھائی کے حق میں سے، تو یاد رکھو کہ میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹتا ہوں، پس وہ نہ لے۔

فائدہ: اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آپ ﷺ انسان تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی گھریلو زندگی کے متعلق پوچھا گیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: «كَانَ بَشَرٌ مِنَ الْبَشَرِ» (شمائل الترمذي: 23)

ترجمہ:... آپ ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔

"بخاری شریف" کی روایت ہے جب آپ ﷺ کو نماز میں بھول ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا

... «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي» (صحيح البخاري 58/1).

ترجمہ:... میں تم جیسا انسان ہی ہوں، میں بھول جاتا ہوں، جس طرح تم بھول جاتے ہو، پس اگر میں بھول جاؤں، تو یاددہانی کرادو۔

آپ ﷺ بھولنے کی وجہ بشر ہونا بتارہے ہیں کہ میں بھی بشر ہوں، بھول سکتا ہوں۔

قرآن کریم کیلئے بھی نور کا لفظ استعمال ہوا ہے

... ﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾﴾ (النساء: 174)

ترجمہ:... اور ہم نے آپ کی طرف نور مبین نازل کیا (یعنی قرآن کریم)۔

۞ ... ﴿وَٱتَّبَعُواْ ٱلنُّورَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ﴾ (الأعراف: 157)

ترجمہ:... اور اس نور کی اتباع کرو، جو اس نبی کے ساتھ اتارا گیا ہے یعنی (قرآن کریم)۔

مذکورہ آیات میں جس طرح قرآن کریم کیلئے نور کا لفظ استعمال ہوا جس سے نور ہدایت مراد ہے، اسی طرح حضور ﷺ بھی نور ہدایت ہیں۔

۞ ... ﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ (المائدة: 15)

ترجمہ:... تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آئی ہے۔

اس آیت میں لفظ نور سے مراد کتاب ہے (یعنی قرآن کریم)، اور یہاں واؤ عطف تفسیر کے لیے ہے، دلیل یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت میں ﴿يَهْدِي بِهِ ٱللَّهُ﴾ ہے، اگر ﴿نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ میں واؤ مغایرت کیلئے ہوتا، تو اگلی آیت میں «یهدي بهما» یعنی ان دونوں (قرآن اور رسول) کے ذریعہ ہدایت دیتے ہیں۔ ﴿يَهْدِي بِهِ﴾ یہ واحد کیلئے آتا ہے، یعنی اس کتاب کے ذریعہ ہدایت دیتے ہیں، معلوم ہوا کہ نور اور کتاب مبین دونوں کی مراد ایک ہی ہے۔

نیز اکثر مفسرین رحمہم اللہ نے ﴿نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ میں واؤ عطف تفسیر کیلئے لیا، اور دونوں سے کتاب مراد لیا ہے۔ بعض نے نور سے مراد حضور ﷺ لیا ہے، اگر نور سے مراد حضور ﷺ لیا جائے تو اس سے مراد نور ہدایت ہے۔

خلاصہ: اس ایک آیت کو پیش نظر رکھ کر مذکورہ تمام آیات قرآنیہ جن میں آپ ﷺ کی بشریت کا ذکر ہے، اور احادیث صحیحہ کے باوجود حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرنا، اور آپ ﷺ کو بالذات نور کہنا، خلافِ عقل وفہم اور خلاف شرع ہے۔ آپ ﷺ نورِ ہدایت تھے، یعنی آپ نے کفر وشرک کے اندھیروں کو نورِ ہدایت کے ذریعہ ختم کردیا، اور شمع ہدایت روشن ہوگئی۔

آپ ﷺ کو بشر کہنے سے آپ کی شان کم نہیں ہوتی ہے، بلکہ آپ ﷺ صرف بشر نہ تھے، بلکہ افضل البشر تھے، اور اکمل البشر تھے، ہمارے جیسے بشر نہ تھے۔ جیسے

اَلْحَجَرُ: پتھر کو کہتے ہیں۔ حجر اسود بھی حجر ہے، اور ایک عام پتھر بھی حجر ہے، کیا دونوں میں کوئی فرق نہیں؟

اَلْبِئْرُ: عربی زبان میں کنویں کو کہتے ہیں۔ اب ایک "زمزم کا کنواں" ہے، اور ایک عام کنواں ہے، کیا ان دونوں میں کوئی فرق نہیں؟

اَلسَّاعَةُ: عربی زبان میں گھڑی کو کہتے ہیں۔ کیا دنیا کی سب گھڑیاں ایک طرح کی ہوتی ہیں، ایک عام گھڑی ہے، جس کی معمولی قیمت ہے، اور ایک مہنگی ترین گھڑی جس میں جواہرات جڑے ہوئے ہیں، کیا ان میں کوئی فرق نہیں؟

اَلسَّيَّارَةُ: عربی زبان میں گاڑی کو کہتے ہیں۔ کیا دنیا کی تمام سیارات (گاڑیاں) ایک طرح کی ہیں، ایک خستہ حال ہے، تو دوسری مہنگی ترین اور عمدہ ہے، کیا دونوں میں کوئی فرق نہیں؟

اَلتَّمْرُ: عربی میں کھجور کو کہتے ہیں۔ کھجوروں کی کتنی قسمیں ہیں کیا سب ایک طرح کی ہوتی ہیں؟ عجوہ کھجور سب سے اعلیٰ نسل کی کھجور ہے تمر کا اطلاق عجوہ پر بھی ہوتا ہے اور ایک عام کھجور پر بھی ہوتا ہے کیا عجوہ کو تمر کہنے سے عجوہ کی شان میں کمی آئے گی؟

اسی طرح لفظ بشر کے معنی انسان کے ہیں۔ حضور ﷺ بھی انسان تھے، اور امتی بھی انسان ہیں، لیکن حضور ﷺ اور امتیوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے، آپ ﷺ صرف بشر نہیں تھے، بلکہ سید البشر اور افضل البشر تھے۔

آپ ﷺ کو بشر کہنے سے آپ ﷺ کی شان میں کمی نہیں آتی ہے، بلکہ معراج والی رات جہاں نوری مخلوق یعنی جبریل علیہ السلام کی پرواز ختم ہوئی، وہاں سے بشر کی پرواز کا آغاز ہوا۔

ایک مغالطہ کا ازالہ: بعض ناداں یہ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے مثل کیسے ہوسکتے ہیں جبکہ ہم گناہ گار ہیں۔

جواب: یہ ہے کہ یہاں مماثلت صرف انسان ہونے میں ہے، یعنی حضور ﷺ انسان ہیں، ہم بھی انسان ہیں، لیکن آپ ﷺ سب سے افضل انسان ہیں، اور معصوم عن الخطاء ہیں، مماثلت صرف انسان ہونے میں ہے نہ کہ مرتبہ کے اعتبار سے۔

حضور ﷺ کا ذات کے اعتبار سے نور نہ ہونے پر چند عقلی دلائل

❁ اگر آپ ﷺ نور ہوتے اور بشر نہ ہوتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جو کہ بشر تھیں ان کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوتا۔

- اگر آپ ﷺ بشر نہ ہوتے تو آپ کی اولاد نہ ہوتی۔
- اگر آپ ﷺ بشر نہ ہوتے تو آپ ﷺ کو تھکن، غم، فکر محسوس نہ ہوتی۔
- اگر آپ ﷺ بشر نہ ہوتے تو نماز میں آپ ﷺ کو بھول نہ ہوتی۔
- اگر آپ ﷺ بشر نہ ہوتے تو آپ ﷺ پر جادو کا اثر نہ ہوتا۔
- اگر آپ ﷺ بشر نہ ہوتے تو آپ ﷺ بیمار نہ ہوتے۔

کیونکہ یہ سارے بشری تقاضے ہیں، نہ کہ نوری، ہاں البتہ آپ ﷺ نورِ ہدایت ہیں، جن سے دنیا کے کفر و شرک، ظلم و بدعات کے تمام سائے چھٹ گئے، اور دنیا توحید ورسالت کی روشنی سے منور ہو گئی۔

صفات محکمات و متشابہات کی وضاحت

خدا تعالیٰ کی صفات جو قرآن اور حدیث میں مذکور ہیں، وہ دو طرح کی ہیں۔

(۱) صفات محکمات

جن کے معنی واضح اور ظاہر ہیں، جیسے: العلم، القدرة، الإرادة، الحياة، السمع، البصر، الكلام، الرحمة، الحكمة، العلوّ وغیرہ، ایسی صفات کو صفات محکمات اور واضحات کہتے ہیں۔ اس بارے میں اہل حق کا اتفاق ہے کہ ان صفات کے ظاہری معنی پر ایمان اور اعتقاد رکھنا ضروری اور لازمی ہے اور اس قسم کی صفات میں کسی قسم کی تاویل جائز نہیں۔

(۲) صفات متشابہات

جس کے معنی میں خفا اور ابہام ہو۔ محض مدلولِ لفظی اور معنیٰ لفظی سے کوئی علم قطعی اور یقینی حاصل نہیں ہوتا، رائے اور قیاس کی وہاں مجال نہیں، کشف اور الہام کی وہاں رسائی نہیں۔ جیسے وجہ (منہ)، ید (ہاتھ)، اور نفس اور عین (آنکھ)، اور ساق، اور قدم، اور أصابع، (انگلیاں) اور استواء علی العرش (عرش پر مستوی ہونا)، اس قسم کی صفات کو صفات متشابہات کہتے ہیں۔ (کما یلیق بشأنہ)

استواء علی العرش

استواء علی العرش سے متعلق مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی بے غبار وضاحت

... ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (رحمن عرش پر مستوی ہیں)

علماء اہل سنت وجماعت یہ کہتے ہیں کہ براہین اور دلائلِ عقلیہ ونقلیہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ جل جلالہ مخلوق کی مشابہت اور مماثلت سے اور کمیت اور کیفیت اور مکان اور جہت سے پاک اور منزّہ ہے۔ لہذا جن آیات اور احادیث میں حق جل جلالہ کی ہستی کو آسمان یا عرش کی طرف منسوب کیا ہے، ان کا یہ مطلب نہیں کہ آسمان اور عرش اللہ کا مکان اور مستقر ہے، بلکہ ان سے اللہ جل جلالہ کی شانِ رفعت اور علو اور عظمت اور کبریائی کو بیان کرنا مقصود ہے، اس لئے کہ مخلوقات میں سب سے بلند عرشِ عظیم ہے، ورنہ عرش سے لے کر فرش تک سارا عالم اس کے سامنے ایک ذرّہ بے مقدار ہے، وہ اس ذرّہ

میں کیسے سماسکتا ہے، سب اسی کی مخلوق ہے اور مخلوق اور حادث کی کیا مجال کہ وہ خالق قدیم کا مکان اور جائے قرار بن سکے۔

شعر

پر تو حسنت نہ گنجد در زمین و آسمان　　　در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہ

ترجمہ:... آپ کے حسن کی روشنی نہیں سماسکتی نہ زمین میں نہ آسمان میں، حدودِ سینہ پر حیران ہوں کہ اس نے کیسے جگہ بنالی۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اس سے منزّہ ہے کہ وہ عرش پر یا کسی جسم پر متمکن اور مستقر ہو، جس طرح بادشاہ کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی نسبت ایسا کہنا جائز نہیں اس لئے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی کوئی مقدار نہیں، کیونکہ کسی جسم پر وہی چیز متمکن ہوسکتی ہے کہ جو ذی مقدار ہو اور اس سے بڑی ہو یا چھوٹی ہو یا اس کے برابر ہو۔ اور یہ کمی بیشی بارگاہِ خداوندی میں محال ہے، عقلاً یہ ممکن نہیں کہ کوئی جسم مخلوق ہو، جیسے عرش اور وہ اپنے خالق کو اپنے اوپر اٹھا سکے اور پھر فرشتے اس جسم کو (عرش کو) اپنے کاندھوں پر اٹھائیں۔ کما قال تعالیٰ

... ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾ (الحاقة:17)

ترجمہ:... اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

عقلاً یہ بات ممکن نہیں کہ کوئی مخلوق، چاہے فرشتہ ہو یا جسم، وہ اپنے خالق کو اپنے

کاندھوں پر اٹھا سکے۔ خالق کی قدرت مخلوق کو تھامے ہوئے ہے مخلوق میں یہ قدرت نہیں کہ وہ خالق کو اٹھا سکے اور تھام سکے۔ اور جن آیات میں اللہ تعالیٰ کی شانِ علو اور فوقیت کا ذکر آیا ہے ان سے علوِ مرتبہ اور فوقیتِ قہر مراد ہے، حسی اور مکانی فوقیت اور علو مراد نہیں۔ کما قال تعالیٰ

۞ ... ﴿وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ﴾ (الأنعام: 18)

ترجمہ:... اور وہ اپنے بندوں کے اوپر مکمل اقتدار رکھتا ہے۔

۞ ... ﴿هُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْكَبِيرُ﴾ (الحج: 62)

ترجمہ:... اور اللہ ہی وہ ہے جس کی شان بھی اونچی ہے، رتبہ بھی بڑا۔

۞ ... ﴿وَلَهُ ٱلْمَثَلُ ٱلْأَعْلَىٰ﴾ (الروم: 27)

ترجمہ:... اور اسی کی سب سے اونچی شان ہے۔

۞ ... ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِى عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف: 76)

ترجمہ:... اور جتنے علم والے ہیں، ان سب کے اوپر ایک بڑا علم رکھنے والا موجود ہے۔

۞ ... ﴿وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَٰهِرُونَ﴾ (الأعراف: 127)

ترجمہ:... اور ہمیں ان پر پورا قابو حاصل ہے۔

آیت میں فوقیتِ مرتبہ اور فوقیتِ قہر اور غلبہ مراد ہے۔ اور جن آیات اور احادیث میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے قرب اور بُعد کا ذکر آیا ہے اس سے مسافت کے اعتبار سے قرب اور بُعد مراد نہیں، بلکہ معنوی قرب اور بعد مراد ہے۔ اور نزولِ خداوندی سے نزولِ رحمت

یا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا بندوں کی طرف متوجہ ہونا مراد ہے۔(معاذاللہ) اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا بلندی سے پستی کی طرف اُترنا مراد نہیں۔ اور دعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانا اس لیے نہیں کہ آسمان اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا مکان ہے بلکہ اس لیے ہے کہ آسمان قبلۂ دعا ہے جیسا کہ خانہ کعبہ قبلۂ نماز ہے۔

خانہ کعبہ کو جو بیت اللہ کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی عبادت کا گھر ہے، اور (معاذاللہ) یہ مطلب نہیں کہ خانہ کعبہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا مکان ہے اور اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ سمتِ قبلہ عابدین کی عبادت کے لئے مقرر کی گئی (معاذاللہ) معبود کی سمت نہیں۔ پس جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے ویسے ہی آسمان دعا کا قبلہ ہے اور دونوں صورتوں میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اس سے منزّہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اندر یا آسمان کے اندر متمکن ہو۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ان اوصاف کو اوصافِ تسبیحی کہتے ہیں اور اوصافِ تنزیہی اور اوصافِ جلالی بھی کہتے ہیں اور علم و قدرت اور سمع و بصر جیسے اوصاف کو اوصافِ تحمیدی اور اوصافِ جمالی کہتے ہیں۔

مجسّمہ اور مشبّہہ دو قدیم باطل فرقے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عرش ایک قسم کا تخت ہے اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اس پر مستوی ہے یعنی اس پر مستقر اور متمکن ہے اور فرشتے اس عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور ﴿ٱلرَّحْمَٰنُ عَلَى ٱلْعَرْشِ ٱسْتَوَىٰ﴾ (رحمن عرش پر مستوی ہیں) آیت کے ظاہر لفظ سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ استواء علی العرش سے عرش پر بیٹھنا مراد ہے۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہر مکان میں ہے اور ہر جگہ موجود ہے اور اللہ

کے اس قول سے حجت پکڑتے ہیں

۞ ... ﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ (المجادلة: 7)

ترجمہ:... کبھی تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ (اللہ) نہ ہو۔

اور حق تعالیٰ کے اس قول سے

۞ ... ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ﴾ (الأنعام: 18)

ترجمہ:... اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۞ ... ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ﴾ (الواقعة: 85)

ترجمہ:... اور ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں مگر تمہیں نظر نہیں آتا۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس قسم کی جس قدر آیتیں وارد ہوئی ہیں ان سے حق جل جلالہ کے کمالِ علو اور رفعتِ شان کو اور اس کے احاطۂ علم و قدرت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ جل جلالہ کا علم اور قدرت تمام کائنات کو محیط ہے، جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں آیا ہے: «قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ» یعنی مؤمن کا دل خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔

سو اس سے بالاجماع متعارف اور ظاہری اور حسّی معنی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد "قدرۃ علی التقلیب" بیان کرنا ہے کہ قلب اللہ جل جلالہ کے اختیار میں ہے جدھر چاہے پھیر دے، اور حدیث میں حجر اسود کے متعلق یہ آیا ہے: «إِنَّهُ يَمِينُ اللهِ فِي الْأَرْضِ»

یعنی حجر اسود زمین میں اللہ کا دایاں ہاتھ ہے۔

تو یہاں بھی بالاتفاق ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ معنیٰ مجازی مراد ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا گویا کہ اللہ جَلّ جَلالُہٗ سے مصافحہ کرنا اور اس کے دستِ قدرت کو بوسہ دینا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ ٱللَّهَ﴾

(ق: 16)

کہ جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کرتے ہیں گویا کہ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

یہاں بھی بالاتفاق معنی مجازی مراد ہیں، (معاذ اللہ) یہ مطلب نہیں کہ خدا اور رسول دونوں ایک دوسرے کا عین ہیں۔ اسی طرح سمجھو کہ استواء علی العرش سے ظاہری اور حسی معنی مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے بلکہ اس سے مقصود اللہ کے علوِ شان اور رفعتِ مرتبہ کا بتلانا ہے، کما قال تعالیٰ: ﴿رَفِيعُ ٱلدَّرَجَٰتِ ذُو ٱلْعَرْشِ﴾ یعنی وہ اونچے درجوں والا، عرش کا مالک ہے۔

اور اسی طرح جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ اللہ جَلّ جَلالُہٗ ہر شب آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے (معاذ اللہ) اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کوئی جسم ہے کہ عرش سے اتر کر آسمانِ دنیا پر آتا ہے بلکہ اس خاص وقت میں اس کی رحمت کا نزول یا کسی رحمت کے فرشتے کا آسمانِ دنیا پر اترنا مراد ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا بندہ سے قُرب اور بُعد باعتبار مسافت کے مراد نہیں بلکہ قُرب سے

عزت و کرامت اور بُعد سے ذلت واہانت مراد ہے، مطیع اور فرمانبردار بندہ اللہ تعالیٰ سے بلا کیفیت اور بلا کسی مسافت کے قریب ہے اور نافرمان بندہ بلا کیفیت اور بلا مسافت کے اللہ تعالیٰ سے بعید ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان، جہت اور سمت سے پاک و منزّہ ہے، اس لئے کہ جو چیز کسی مکان میں ہوتی ہے تو وہ محدود ہوتی ہے اور مقداری ہوتی ہے اور مکین مقدار اور مسافت میں مکان سے کم ہوتا ہے۔ اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدار، مساحت، مسافت، اور کمی زیادتی سے پاک ذات ہے۔ اور جو چیز سمت اور جہت میں ہوتی ہے تو وہ اس سمت اور جہت میں قید اور محدود ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک ذات ہے۔

زمان و مکان اور جہت و سمت سب اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی مخلوق ہیں، ازل میں صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ تھا اور اس کے سوا کوئی شئے نہ تھی، مکان نہ زمان، عرش نہ کرسی، زمین نہ آسمان، اس نے اپنی قدرت سے عرش و کرسی اور زمین و آسمان کو پیدا کیا، وہ خداوند قدوس ان چیزوں کے پیدا کرنے کے بعد بھی اسی شان سے ہے کہ جس شان سے وہ مکان و زمان اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے تھا۔

ہم اہل سنت ایمان لائے اس بات پر کہ بلا کسی تشبیہ اور تمثیل کے اور بلا کسی کمیت اور کیفیت کے اور بلا کسی مسافت اور مساحت کے رحمٰن کا استواء علی العرش برحق ہے۔ اس معنی میں جس معنی کا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارادہ فرمایا ہے اور جو اس کی شان کے لائق ہے اور جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (معاذ اللہ) یہ مطلب نہیں کہ جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتا

ہے ایسے ہی اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ بھی عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور عرش پر مستقر اور متمکن ہے، اس لیے کہ تمکن اور استقرار شان حادث اور ممکن کی ہے۔ مکان، مکین کو محیط ہوتا ہے اور عرش تو ایک نورانی جسم عظیم ہے جو اللہ تعالی کی مخلوق ہے، اس کی کیا مجال کہ وہ خداوند ذوالجلال کو اٹھا سکے، (معاذ اللہ) عرش اللہ تعالی کو اٹھائے ہوئے نہیں ہے بلکہ اللہ کا لطف اور قدرت عرش کو اٹھائے ہوئے اور تھامے ہوئے ہے۔

استواء علی العرش کے ذکر سے خداوند ذوالجلال کی علوِّ شان اور بے مثال رفعت کو بیان کرنا مقصود ہے، اور ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى فِى ٱلسَّمَآءِ إِلَـٰهٌ وَفِى ٱلْأَرْضِ إِلَـٰهٌ﴾ (الزخرف: 84) سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ آسمان وزمین میں سب جگہ اسی کی عبادت کی جاتی ہے اور وہی آسمان وزمین میں متصرف ہے اور سب جگہ اسی کا حکم چلتا ہے۔ اور آسمان وزمین اس کی عبادت اور تصرف اور اس کی حکمرانی کی جگہ تو ہے لیکن خود معبود کے اس میں سما جانے کی جگہ نہیں ہے، اور (معاذ اللہ) یہ مطلب نہیں کہ عرش یا آسمان اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا مکان ہے جس میں اللہ تعالی رہتا ہے۔

قدیم فرقے مجسمہ اور مشبہہ نے ان آیات کا یہ مطلب سمجھا کہ عرش عظیم یا آسمان اور زمین اللہ کا مکان اور جائے قرار ہیں اور یہ نہ دیکھا کہ سارا قرآن تنزیہ اور تقدیس سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ مخلوق کی مشابہت سے پاک ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو ایمان تنزیہی کی دعوت دی ہے، ایمان تشبیہی اور تمثیلی کی دعوت نہیں دی۔ (ماخوذ از: عقائد الاسلام، حضرت مولانا حافظ ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ)

استواء علی العرش سے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان

... «عَنْ يَحْيَ بنِ يَحْيَ يَقُوْلُ: كُنَّاعِنْدَ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رَحِمَهُ اللهُ فَجَاءَرَجُلٌ فَقَالَ: يَاأَبَاعَبْدِ اللهِ! اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى، فَكَيْفَ اِسْتَوٰى؟ قَالَ: فَأَطْرَقَ مَالِكٌ رَأْسَهُ حَتّٰى عَلَاهُ الرَّحَضَاءُ، ثُمَّ قَالَ: اَلْاِسْتَوَاءُ غَيْرُ مَجْهُوْلٍ، وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُوْلٍ، وَالْإِيْمَانُ بِهِ وَاجِبٌ، وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ وَمَاأَرَاكَ إِلَّامُبْتَدِعًا. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُخْرَجَ»

(الأسماء والصفات للبيهقي: 516)

ترجمہ:... یحی بن یحی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مالک بن انس رحمہ اللہ کی مجلس میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے ابو عبداللہ (قرآن میں) ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ ہے پس اللہ مستوی علی العرش کیسے ہوئے؟ پس امام مالک رحمہ اللہ نے اپنا سر نیچے کیا اور اسے پسینے چھوٹنے لگے پھر سر اٹھا کر ارشاد فرمایا: استواء مجہول نہیں ہے، اور کیفیت معقول نہیں ہے، اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، میرا خیال ہے کہ تو بدعتی ہے۔ پس اس شخص کو مجلس سے باہر نکلوا دیا۔

اسمائے حسنیٰ سے متعلق کچھ تفصیل

اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾

(الأعراف: 180)

ترجمہ:... اور اللہ (جَلّ جَلالُہٗ) کے لئے اچھے اچھے نام ہیں، ان کے ذریعہ اسے پکارو۔

اسمائے حسنیٰ سے اللہ جَلّ جَلالُہٗ کے نام اور اوصاف مراد ہیں جو اس کی ذات پاک پر یا اس کی کسی صفت پر دلالت کریں۔

لفظ "اللہ" ذات خداوندی کا اسمِ علم اور اسمِ ذات ہے، جو اس کی ذات پر دلالت کرتا ہے اور باقی اوصاف سب اس کے تابع ہیں۔

چنانچہ بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرفِ عرب میں لفظ "اللہ" ذاتِ خداوندی کے لیے بولا جاتا تھا، شریعت نے اسی نام کو بحال رکھا۔

اللہ جَلّ جَلالُہٗ کے اسماء وصفات اور اس کے کمالات کی کوئی حد نہیں، مگر اللہ جَلّ جَلالُہٗ پر صرف ان اسماء کا اطلاق درست ہے، جو شریعت سے ثابت ہیں۔ اور کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ذاتِ خدا کے لیے ایسی صفات ثابت کریں، جو اس کی شان کے لائق نہیں، ہمیں ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے، اور اپنی رائے سے خدا کے ناموں اور اس کی صفتوں میں تغییر و تبدیلی نہیں کرنی چاہیے۔

اللہ جَلّ جَلالُہٗ کے اسماء توقیفی ہیں، (یعنی جن کا ثبوت صرف شریعت سے ہو)۔ شریعت میں جس اسم کا اطلاق حق جَلّ جَلالُہٗ کی ذات پر آیا ہے، وہ تو اللہ جَلّ جَلالُہٗ کے لیے بولنا جائز ہے، اس کے علاوہ کسی اور اسم کا اطلاق نہیں کرنا چاہئے، اگرچہ اس میں معنیٰ کمال کے پائے جاتے ہوں، مثلاً اللہ جَلّ جَلالُہٗ پر "جواد" اور "کریم" کا اطلاق جائز ہے، اس لئے

کہ اس اسم کا اطلاق شریعت میں آیا ہے، لیکن اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو سخی کہنا جائز نہیں اس لئے کہ اس اسم کا اطلاق شریعت میں نہیں آیا، لہذا ہمیں چاہئے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو ان ناموں سے پکاریں، جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں، اپنی رائے اور قیاس سے خدا کے نام تجویز نہ کریں۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِسْمًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ» یعنی اللہ کے ننانوے نام ہیں، جس نے ان کو محفوظ اور یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہوا۔

جاننا چاہئے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے اسماء وصفات بے شمار ہیں، لیکن یہ ننانوے نام تمام اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ عالیہ کی اصل ہیں کہ دنیا میں عقل کے نزدیک جس قدر صفات کمال متصور ہو سکتی ہیں، وہ سب انہی ننانوے اسمائے حسنیٰ کے تحت درج ہیں، اور یہ ننانوے اسمائے حسنیٰ بے شمار صفات کمالیہ کے لئے بمنزلہ اصل کے ہیں، اور تمام صفاتِ کمال کا خلاصہ اور جمال ہیں، اور حدیث میں لفظ «أحصاها» سے محض زبانی یاد کر لینا مراد نہیں، بلکہ ان کو سمجھنا اور اس کے معانی پر اعتقاد رکھنا مراد ہے، یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ان تمام اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ عالیہ کے ساتھ موصوف ہیں، تو جس شخص نے حق تعالیٰ کو تمام صفاتِ کمالیہ کے ساتھ موصوف جانا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(ماخوذ از: عقائد الاسلام: 344 حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ)

﴿وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا﴾ (الأعراف: 180)

اَللّٰہُ	معبود برحق اور موجود مطلق۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیر اللہ پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا، نہ حقیقۃً نہ مجازاً۔
اَلرَّحْمٰنُ	نہایت رحم والا۔
اَلرَّحِيْمُ	بڑا مہربان۔
اَلْمَلِكُ	بادشاہ حقیقی اپنی تدبیر اور تصرف میں مختار مطلق۔
اَلْقُدُّوْسُ	تمام عیبوں اور برائیوں سے پاک اور محاسن کا جامع اور تمام عیبوں اور مخلوقات کی صفات سے معرّا اور مبرّا۔
اَلسَّلَامُ	آفتوں اور عیبوں سے سالم اور سلامتی کا عطا کرنے والا بے عیب۔
اَلْمُؤْمِنُ	مخلوق کو آفتوں سے امن دینے والا اور امن کے سامان پیدا کرنے والا۔
اَلْمُهَيْمِنُ	ہر چیز کا نگہبان اور پاسبان۔
اَلْعَزِيْزُ	عزت والا اور غلبہ والا، کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس پر غلبہ پا سکتا ہے۔
اَلْجَبَّارُ	جبر اور قہر والا۔ ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا اور بگڑے ہوئے کا درست کرنے والا، کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا۔
اَلْمُتَكَبِّرُ	انتہائی بلند اور برتر، یعنی بزرگ اور بے نیاز جس کے سامنے سب حقیر ہیں۔
اَلْخَالِقُ	مشیت اور حکمت کے مطابق ٹھیک اندازہ کرنے والا اور اس کے مطابق پیدا کرنے والا۔ اس نے ہر چیز کی ایک خاص مقدار مقرر

کردی، کسی کو چھوٹا اور کسی کو بڑا اور کسی کو انسان اور کسی کو حیوان، کسی کو پہاڑ اور کسی کو پتھر، اور کسی کو مکھی اور کسی کو مچھر، ہر ایک کی ایک خاص مقدار مقرر کردی۔

اَلْبَارِئُ بلا کسی اصل کے اور بلا کسی خلل کے پیدا کرنے والا۔

اَلْمُصَوِّرُ طرح طرح کی صورتیں بنانے والا کہ ہر صورت دوسری صورت سے جدا اور ممتاز ہے۔

اَلْغَفَّارُ بڑا بخشنے والا اور عیبوں کا چھپانے والا اور پردہ پوشی کرنے والا۔

اَلْقَهَّارُ بڑا قہر اور غلبہ والا، جس کے سوا سب عاجز ہوں۔ ہر موجود اس کی قدرت کے سامنے مقہور اور عاجز ہے۔

اَلْوَهَّابُ بغیر غرض کے اور بغیر عوض کے بخشنے والا۔ بندہ بھی کچھ بخش دیتا ہے مگر اس کی بخشش ناقص اور ناتمام ہے۔ بندہ کسی کو کچھ روپیہ پیسہ دے سکتا ہے مگر صحت اور عافیت نہیں دے سکتا۔

اَلرَّزَّاقُ روزی دینے والا اور روزی کا پیدا کرنے والا، رزق اور مرزوق سب اسی کی مخلوق ہے۔

اَلْفَتَّاحُ رزق اور صحت کا دروازہ کھولنے والا اور مشکلات کی گرہ کھولنے والا۔

اَلْعَلِیْمُ بہت جاننے والا، جس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہوسکتی اس کا علم تمام کائنات کے ظاہر اور باطن کو محیط ہے۔

اَلْقَابِضُ تنگی کرنے والا۔

اَلْبَاسِطُ فراخی کرنے والا، یعنی رزقِ حسّی اور معنوی کی تنگی اور فراخی سب اس کے ہاتھ میں ہے۔ کسی پر رزق کو فراخ کیا اور کسی پر تنگ کیا۔

اَلْخَافِضُ پست کرنے والا۔

اَلرَّافِعُ بلند کرنے والا۔

المُعِزُّ عزت دینے والا۔

المُذل ذلت دینے والا۔

السمیع بہت سننے والا۔

البصیر بہت دیکھنے والا۔

اَلْحَکَمُ حکم کرنے والا اور فیصلہ کرنے والا، کوئی اس کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس کے فیصلہ پر تبصرہ کر سکتا ہے۔

العدل انصاف کرنے والا، اس کی بارگاہ میں ظلم اور جور و ستم عقلاً محال ہے۔

اللَّطیف باریک بین، نیکی اور نرمی کرنے والا۔ ایسی خفی اور باریک چیزوں کا ادراک کرنے والا جہاں نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں۔

الخبیر بڑا آگاہ اور باخبر ہے، ہر چیز کی حقیقت کو جانتا ہے، ہر چیز کی اس کو خبر ہے، یہ ناممکن ہے کہ کوئی چیز موجود ہو اور خدا کو اس کی خبر نہ ہو۔

الحلیم بڑا ہی بردبار، علانیہ نافرمانی بھی اس کو مجرمین کی فوری سزا پر آمادہ

نہیں کرتی۔ گناہوں کی وجہ سے وہ رزق نہیں روکتا۔

العظیم بڑی ہی عظمت والا، جس کے سامنے سب ہیچ ہیں اور کسی کی اس تک رسائی نہیں۔

الغفور بہت بخشنے والا۔

الشکور بڑا قدر دان، تھوڑے عمل پر بڑا ثواب دینے والا۔

العلیُّ بلند مرتبہ کہ اس سے اوپر کسی کا مرتبہ نہیں۔

الکبیر بہت بڑا کہ اس سے بڑا کوئی متصور نہیں۔

الحفیظ نگہبان، مخلوق کو آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے والا۔

المُقیت مخلوق کو قوت یعنی غذا اور روزی دینے والا۔ روح اور جسم دونوں کو روزی دینے والا۔

الحسیب ہر حال میں کفایت کرنے والا یا قیامت کے دن بندوں سے حساب لینے والا۔

الجلیل بزرگ قدر، یعنی کمالِ استغناء اور کمالِ تنزیہ کے ساتھ موصوف ہے۔

الکریم کرم اور بخشش والا، بغیر سوال کے اور بغیر وسیلہ کے عطا کرنے والا۔

الرقیب نگہبان اور نگران، کسی شئے سے غافل نہیں اور کوئی چیز اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔

المُجیب دعاؤں کا قبول کرنے والا۔ اور بندوں کی پکار کا جواب دینے والا۔

الواسع — فراخ علم اور فراخ نعمت والا، جس کی نعمت تمام اشیاء کو محیط ہے۔

الحکیم — حقائق اور اسرار کا جاننے والا، جس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ حکمت کے معنی ہیں: کمالِ علم کے ساتھ فعل اور عمل کا عمدہ اور پختہ ہونا، یعنی اس کی کاریگری اور گفتار سب درست اور استوار ہیں۔

الودود — نیک بندوں کو دوست رکھنے والا، خیر اور احسان کو پسند کرنے والا۔

المجید — ذات، صفات اور افعال میں بزرگ اور شریف۔

الباعث — مُردوں کو زندہ کرکے قبروں سے اٹھانے والا اور سوتے ہوؤں کو بستروں سے جگانے والا۔

الشہید — حاضر و ناظر اور ظاہر و باطن پر مطلع۔ بعض کہتے ہیں کہ امورِ ظاہرہ کے جاننے والے کو "شہید" کہتے ہیں اور امورِ باطنہ کے جاننے والے کو "خبیر" کہتے ہیں اور مطلق جاننے والے کو "علیم" کہتے ہیں۔

الحق — ثابت اور برحق، یعنی جس کی خدائی اور شہنشاہی حق ہے اور اس کے سوا سب باطل اور ہیچ۔

الوکیل — کارساز جس کی طرف کسی نے اپنا کام سپرد کردیا ہو، وہ اس کا کام بنانے والا ہے۔

القوي — غیر متناہی قوت والا یعنی توانا اور زور والا، جس کو کبھی ضعف لاحق نہیں ہوتا۔

المَتِين	استوار اور شدید القوت، جس میں ضعف اور اضمحلال کا امکان نہیں اور اس کی قوت میں کوئی اس کا مقابل اور شریک نہیں۔
الولي	مددگار اور دوست رکھنے والا، یعنی اہل ایمان کا محب اور ناصر۔
الحميد	حمد و ثنا، ذات و صفات اور افعال کے اعتبار سے ستودہ۔
المُحصي	کائنات عالم کی مقدار اور شمار کو جاننے والا۔ زمین کے ذرّے اور بارش کے قطرے اور درختوں کے پتے اور انسانوں اور حیوانوں کے سانس سب اس کو معلوم ہیں۔
المُبدئ	پہلی بار پیدا کرنے والا اور عدم سے وجود میں لانے والا۔
المُعيد	دوبارہ پیدا کرنا والا۔ پہلی بار بھی اسی نے پیدا کیا اور قیامت کے دن بھی وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور معدومات کو دوبارہ ہستی کا لباس پہنائے گا۔
المُحيي	زندہ کرنے والا۔
المُميت	مارنے والا، جسمانی اور روحانی، ظاہری اور باطنی موت اور حیات کا مالک، جس نے ہر ایک کی موت اور حیات کا وقت اور اس کی مدت مقرر اور مقدّر کر دی ہے۔
الحيُّ	بذاتِ خود زندہ اور قائم بالذات، جس کی حیات کو کبھی زوال نہیں۔
القيُّوم	کائناتِ عالم کی ذات وصفات کا قائم رکھنے والا اور تھامنے والا، یعنی تمام کائنات کا وجود اور ہستی اس کے سہارے سے قائم ہے۔

الواجد غنی اور بے پرواہ کہ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں، یا یہ معنی کہ اپنی مراد کو پانے والا، جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، نہ کوئی اس سے چھوٹ سکتا ہے اور نہ کوئی اس تک پہنچ سکتا ہے۔

المَاجِدُ بڑی بزرگی والا، بزرگ مطلق۔

الواحد ایک، کوئی اس کا شریک نہیں۔

الأحد ذات وصفات میں یکتا اور یگانہ، یعنی بے مثال اور بے نظیر۔

الصَّمد سردار کامل، سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج، یعنی ذات وصفات کے اعتبار سے ایسا کامل مطلق کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔

القادر قدرت والا، اسے اپنے کام میں کسی آلہ کی ضرورت نہیں عجز اور لاچارگی سے پاک اور منزّہ۔

المُقتدر بذات خود کامل القدرت، کسی چیز کے کرنے میں اسے دشواری نہیں، اور کسی میں یہ قدرت نہیں کہ اس کی قدرت میں مزاحمت کرسکے۔

المُقدِّم دوستوں کو آگے کرنے والا۔

المُؤخِّر دشمنوں کو پیچھے کرنے والا۔

الأوّل سب سے پہلے۔ یعنی اس سے پہلے کوئی موجود نہ تھا اور اس کے سوا جو وجود میں آیا اس کو اسی کی بارگاہ سے وجود ملا۔

الآخِرُ سب سے پچھلا۔

الظاهر آشکارہ۔

الباطن پوشیدہ۔

الوالي کارساز اور مالک اور تمام کاموں کا متولی اور منتظم۔

المُتعال عالیشان اور بہت بلند و برتر، جہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے۔

البِرُّ نیکی اور احسان کرنے والا، نیکوکار۔

التوّاب توبہ قبول کرنے والا۔

المُنْتَقِمُ سرکشوں سے بدلہ لینے والا۔

العَفُوُّ گناہوں اور تقصیروں سے بڑا درگزر کرنے والا اور گناہوں کو مٹادینے والا۔

الرَّؤُوْف بڑا ہی مہربان، جس کی رحمت کی غایت اور نہایت نہیں۔

مَالِكُ المُلْكِ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ملک کا مالک، جس طرح چاہے اس کائنات میں تصرف کرے کوئی اس کے حکم اور تصرف کو نہ روک سکے۔

ذُو الجَلَالِ والإكْرَامُ صاحب عظمت وجلال، جس کا حکم جاری اور اس کی اطاعت لازم ہے اور اپنے فرمانبردار بندوں کی تعظیم و تکریم کرنے والا اور ان کو عزت دینے والا اور ان پر کرم کرنے والا، جس کے پاس جو عزت اور کرامت ہے وہ اسی کا عطیہ ہے۔

المُقْسِطُ	عادل اور منصف، مظلوم کا ظالم سے بدلہ لیتا ہے۔
الجامِعُ	تمام متفرق چیزوں کو جمع کرنے والا، جس نے اپنی قدرت وحکمت سے جسمِ انسانی اور حیوانی میں عناصر متضادہ کو جمع کردیا۔
الْغَنِیُّ	بے پرواہ، اسے کسی کی حاجت نہیں اور کوئی اس سے مستغنی نہیں۔
المُغْنِي	مخلوق کو بے پروا کرنے والا، یعنی وہ خود بے نیاز ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے حسب حکمت ومصلحت اس کو بے پرواہ کردیتا ہے اور بقدرِ ضرورت اس کو دے دیتا ہے۔
المَانِعُ	روکنے والا اور بازرکھنے والا، جس چیز کو وہ روک لے کوئی اس کو دے نہیں سکتا۔
اَلضَّارُّ	ضرر پہنچانے والا۔
النَّافِعُ	نفع پہنچانے والا۔
النُّورُ	وہ بذات خود ظاہر اور روشن ہے اور دوسرے کو ظاہر اور روشن کرنے والا ہے۔ نور اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو ظاہر بنفسہٖ ہو اور دوسرے کے لئے مظہر ہے۔ آسمان وزمین سب ظلمتِ عدم میں مستور تھے، اللہ نے ان کو عدم کی ظلمت سے نکال کر نورِ وجود عطا کیا جس سے سب ظاہر ہوگئے، اس لئے وہ نور السماوات والأرض ہے۔
الهَادِي	راہ دکھانے والا اور بتلانے والا اور چلانے والا کہ یہ راہِ سعادت ہے اور یہ راہِ شقاوت ہے۔

البَدِيعُ بے مثال اور بے نمونہ عالَم کا پیدا کرنے والا۔

البَاقِي ہمیشہ رہنے والا یعنی دائم الوجود، جس کو کبھی فنا نہیں اور اس کے وجود کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ واجب الوجود ہے۔ ماضی کے اعتبار سے وہ قدیم ہے اور مستقبل کے لحاظ سے وہ باقی ہے، ورنہ اس کی ذات کے لحاظ سے وہاں نہ ماضی ہے اور نہ مستقبل ہے اور وہ بذات خود باقی ہے اور جنت و جہنم کو جو دوام اور بقاء ہے وہ اس کے باقی رکھنے سے ہے۔ اور بقاء اور ابقاء میں فرق ہے۔

الوَارِثُ تمام موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد سب کا وارث اور مالک، جب سارا عالم فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے گا تو وہ خود ہی فرمائے گا: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ اور خود ہی جواب دے گا: ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

الرَّشِيدُ رہنمائے عالم، یعنی دینی اور دنیوی مصلحتوں میں عالم کا رہنما اور اس کا ہر تصرف عین رشد اور عین صواب اور اس کی ہر تدبیر نہایت درست ہے۔

الصَّبُورُ بڑا صبر کرنے والا کہ نافرمانوں کے پکڑنے اور سزا دینے میں دشمنوں سے انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ان کو مہلت دیتا ہے۔

(ماخوذ از: عقائد الاسلام، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ)

حقیقت شرک

قرآن وحدیث کی روشنی میں

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾(المائدة:72)

حضرت مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ نے موجودہ دور کے شرک کا نقشہ یوں کھینچا ہے

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر

کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مؤمنوں پہ کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(مسدس حالی: 116)

ابحاثِ شرک

شرک کو سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل ابحاث کا جاننا ضروری ہے۔

پہلی بحث : شرک کی لغوی اور اصطلاحی تعریف۔

دوسری بحث: تاریخ میں شرک کی ابتداء کب سے ہوئی۔

تیسری بحث : عربوں میں بت پرستی کی ابتداء۔

چوتھی بحث : جزیرہ عرب کے بتوں کی حقیقت۔

پانچویں بحث: شرک کی ممانعت قرآن وحدیث کی روشنی میں۔

چھٹی بحث : اللہ اور اس کے رسول کا مشرکین سے براءت کا اعلان۔

ساتویں بحث: شرک سے اعمال کا ضیاع۔

آٹھویں بحث: اللہ کی ذات شرک سے پاک ہے۔

نویں بحث : شرک کے اسباب۔

دسویں بحث : شرک کی اقسام۔

پہلی بحث

شرک لغت میں

شرک کا لفظ لغوی طور پر ملاوٹ، حصہ داری اور اختلاط کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ لغت کی مشہور و متداول کتاب "لسان العرب" میں شرک کا معنی اس طرح بیان ہوا ہے

... «شرك: اَلشِّرْكَةُ وَالشَّرِكَةُ سَوَاءٌ: مُخَالَطَةُ الشَّرِيكَيْنِ، وَيُقالُ: اِشْتَرَكْنا بِمَعْنىٰ تَشارَكْنا، وَقَدْ اِشْتَرَكَ الرَّجُلَانِ وَتَشارَكَا وَشارَكَ أَحَدُهُما الْآخَرَ».(لسان العرب)

ترجمہ:... شِرْكٌ، شِرْكَة، شَرِكَة ایک مفہوم رکھتے ہیں،یعنی دو حصہ داروں کا آپس میں مل جانا، اور کہا جاتا ہے: «اِشْتَرَكْنا» یعنی ہم حصہ داری میں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ اسی طرح «اِشْتَرَكَ الرَّجُلَانِ»، «تَشارَكَا» اور «شَارَكَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ» کے الفاظ کا بھی ایک ہی مفہوم ہے، یعنی دو آدمیوں کا کسی شئے میں مشترکہ طور پر حصہ دار ہونا، کہ ایک دوسرے کا ساتھی بن جائے۔

شرک اصطلاح شرع میں

اصطلاحِ شرع کے اعتبار سے شرک کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالیہ میں کسی مخلوق کو حصہ دار اور شریک تصور کرنا، جیسے کائناتِ ارضی و سماوی میں "تدبیر و تصرف کی صفت"، "علم ذاتی کی صفت" اور "شفاء و مرض پیدا کرنے

کی صفت " میں کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک و سہیم (حصہ مشترک) قرار دینا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ شرک کا مفہوم بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

«وَالشِّرْكُ: أَنْ يَثْبُتَ لِغَيرِ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ شَيْئًا مِنَ الصِّفَاتِ الْمُخْتَصَّةِ بِهِ كَالتَّصرفِ فِي الْعَالَمِ بِالْإِرَادَةِ الَّذِيْ يُعَبَّرُ عَنْهُ بِـ«كُنْ فَيَكُوْنُ»، أَوِ الْعِلْمُ الذَّاتِيُّ مِنْ غَيرِ اِكْتِسَابٍ بِالْحَوَاسِ وَدَلِيْلِ الْعَقْلِ وَالْمَنَامِ وَالْإِلْهَامِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، أَوِ الْإِيْجَادُ لِشِفَاءِ الْمَرِيْضِ، أَوِ اللَّعْنُ لِشَخْصٍ وَالسَّخْطُ عَلَيهِ حَتّٰى يُقَدَّرَ عَلَيْهِ الرِّزْقَ أَوْ يَمْرُضَ أَوْ يَشْقٰى لِذٰلِكَ السَّخْطِ، أَوِ الرَّحْمَةُ لِشَخْصٍ حَتّٰى يُبْسِطَ لَهُ الرِّزْقَ وَيَصِحُّ بدنهُ وَ يَسْعَدُ». (الفوز الکبیر: 18)

ترجمہ:... شرک یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی خاص صفات میں کسی کو حصہ دار اور ساجھی قرار دینا، جیسے عالم میں اپنے ارادہ سے تصرف کرنا، جسے «کُنْ فَیَکُوْن» سے تعبیر کیا جاتا ہے، یا حواس ظاہری، عقلی، استدلالی اور خواب یا الہام کے علمی و اکتسابی ذرائع کے بغیر ذاتی علم رکھنا، یا کسی بیمار کو شفا عطا کرنا، یا کسی کو رحمت سے دور کر دینا، اور اس پر ایسا ناراض ہو جانا کہ اس کے رزق میں تنگی پیدا ہو جائے، یا بیمار پڑ جائے، پس اس سے ناراضگی کی وجہ سے بدبختی کا شکار ہو جائے، یا کسی پر رحم کر دینا کہ اس کا رزق وسیع ہو جائے، بدن تندرست ہو جائے اور بخت و سعادت والا بن جائے۔

دوسری بحث

تاریخ شرک

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ایک طویل عرصہ تک دنیا کے انسان صرف ایک ہی امت اور ایک ہی ملت پر رہے، پھر کفر و ایمان اور ہدایت و گمراہی کا اختلاف پیدا ہوا، چنانچہ قرآن کریم میں اس امر کی تصریح میں ارشاد خداوندی ہے

۞ ...﴿كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ﴾ (البقرة: 213)

ترجمہ:... سارے لوگ ایک ہی ملت پر تھے، پس اللہ نے بھیجا انبیاء (علیہم السلام) کو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں سارے لوگ توحید پر قائم تھے، ایک طویل عرصہ تک وہ صحیح اسلامی تعلیمات پر قائم و دائم رہے۔

مؤرخین نے اپنی کتب تاریخ میں اس امر کو ظاہر کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد دس ہزار سال حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت تک گذرے، یہ تمام قرون ایمان و توحید پر قائم تھے، سب سے پہلے رسول جو کفر کے مقابلے کے لیے مبعوث فرمائے گئے، وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور بعثت کو حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت اور وحی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ جس طرح

نوح علیہ السلام شرک اور کفر کے مقابلہ میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، اسی طرح حضور ﷺ بھی کفر اور شرک کے مقابلے میں مبعوث ہوئے۔ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِۦ نُوحًا وَٱلَّذِىٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِۦٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓ﴾ (الشوری: 13)

ترجمہ:... اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا، جس (کے اختیار کرنے) کا نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا، اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے، اور جس کا ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا۔

﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ﴾ (النساء: 163)

ترجمہ:... (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے، جس طرح نوح علیہ السلام اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف وحی بھیجی۔

علامہ ابوالشکور سلمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب «التمہید» میں بیان کیا ہے کہ شرک اور کفر کی ابتدا حضرت اخنوخ علیہ السلام (جن کو ادریس علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے) کے زمانے میں ہوئی، اس سے قبل کل دنیا دین واحد اور توحید پر قائم تھی، جزوی طور پر معصیت اور نافرمانی کا ارتکاب ہوا، جو آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل ہی نے کیا تھا کہ ہابیل کو قتل کیا تھا، لیکن یہ نوعیت کفر و شرک کی نہ تھی۔ بلکہ ارتکابِ معصیت و نافرمانی کی تھی، شرک کا آغاز حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد سے حضرت نوح علیہ السلام تک کے زمانہ میں ہوا۔

حضرت نوح علیہ السلام اس وقت مبعوث ہوئے تھے، جب کہ دنیا شرک میں مبتلا ہوچکی تھی، اسی کے باعث حضرت نوح علیہ السلام کو پہلا رسول کہا گیا کہ شرک کے مقابلے کے لیے دنیا میں پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا نام ادریس اس وجہ سے ہوا کہ وہ کثرت سے کتب سماویہ کا درس دیتے تھے، تو درس وتدریس کی کثرت اور شغف کی وجہ سے ان کا نام یا لقب ادریس ہوگیا۔

اخنوخ علیہ السلام (جن کو ادریس علیہ السلام کہا جاتا ہے) سے علوم حاصل کرنے والے ان کے خاص شاگرد پانچ تھے، جن کے نام یہ ہیں

(۱)۔ وڈ (۲)۔ سواع (۳)۔ یغوث (۴)۔ یعقوق (۵)۔ نسر

جب ادریس علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے، تو ان کے تلامذہ وخدام میں مذکورہ پانچ رہ گئے، جو حضرت ادریس علیہ السلام کے فراق پر انتہائی غمگیں اور رنجیدہ ہوئے، یہ اللہ کی عبادت کرتے رہے، اور لوگوں کو دین اور ایمان وتوحید کی تعلیم دیتے رہے، کچھ عرصہ کے بعد یہ پانچ بزرگ بھی دنیا سے چلے گئے، تو ان سے علمِ دین حاصل کرنے والے لوگ پریشان ہوئے، اور سوچنے لگے کہ اب کیا کریں، اسی دوران کچھ لوگوں کے دلوں میں ایک خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ ان پانچوں بزرگوں کے جو ہمارے ہادی ورہبر تھے، مجسمے بنالیں تاکہ ان کو دیکھ دیکھ کر ان کی باتیں تازہ ہوتی رہے، اور ہم ان تعلیمات کو یاد کرتے رہیں۔

چنانچہ یہ لوگ تو اسی حد تک رہتے ہوئے اپنے دین پر قائم رہے، اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی توحید و عبادت کرتے رہے حتی کہ توحید و ایمان پر ہی یہ لوگ دنیا سے گزر گئے، اب ان کی اولاد اور نئی نسل کے زمانے میں ابلیس لعین آیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوا کہ اس نے مجسموں کے ذریعے یہ آواز لگائی: «أَنَا رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمْ» یعنی میں تمہارا معبود اور رب ہوں اور تمہارے آباء و اجداد کا رب ہوں، ہر ایک مجسمے سے یہ آواز سنائی دی کہ تمارے بزرگ میری عبادت کرتے تھے، ان لڑکوں نے اتنی بات تو دیکھی ہی تھی کہ یہ مجسمے بڑی تعظیم و تکریم سے مخصوص جگہوں پر نصب کئے ہوئے تھے، اور اپنے بزرگوں کو دیکھا تھا کہ وہ ان کی تعظیم بھی کرتے تھے، اس نئی نسل کو یہ فرق نہ معلوم ہوا کہ تعظیم کیا ہے اور عبادت کیا ہے۔

اور ابلیس یہ بات ان کے دماغوں میں رچانے میں کامیاب ہو گیا کہ واقعی تمہارے بزرگ ان کی عبادت کرتے تھے، اس طرح یہ نسل ان مجسموں کو معبود سمجھ کر عبادت کرنے لگی اور پھر ان کے مجسمے پیتل، سونے اور چاندی کے بنانے لگے، اور یہ بات اس حد تک ترقی کرتی چلی گئی کہ شرک و بت پرستی عام ہوئی اور ان بتوں کی سارے عالم میں خوب کثرت ہو گئی، اور پوری قوت اور شدت سے ان کی عبادت پر جم گئے، پھر حضرت نوح علیہ السلام اس شرک کا مقابلہ کرنے کے لیے توحید کا اعلان و دعوت لے کر مبعوث فرمائے گئے، جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی اور فرمایا

﴿أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ﴾ (نوح: 3) یعنی تم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی

عبادت کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو اور میری اطاعت کرو، قوم نے ایک دوسرے سے کہا: ﴿لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ (نوح: 23) یعنی کہنے لگے کہ تم نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو وَدّ اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

اسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک توحید و ایمان کی دعوت دیتے رہے اور عذابِ خداوندی سے ڈراتے رہے، جب ہر طرح کوشش کرتے کرتے تھک گئے اور قوم سے مایوس ہو گئے تو وحی نازل ہوئی

﴿أَنَّهُۥ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ ءَامَنَ﴾ (هود: 36)

یعنی اب تیری قوم میں کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ہیں، اس پر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بد دعا کی: ﴿رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا﴾ (نوح: 26) کہ اے پروردگار! بس اب تو زمین میں کوئی کافر بسنے والا باقی نہ چھوڑ۔ چنانچہ طوفان نوح میں نوح علیہ السلام کی قوم غرق ہو گئی اور وہ بت بھی غرق ہوئے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ (ماخوذ از معارف القرآن، مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ)

تیسری بحث

جزیرۂ عرب میں بت پرستی کی ابتدا

عمرو بن لحیٔ خزاعی وہ پہلا شخص ہے جس نے عربوں کے اندر شرک وبت پرستی کی پہلی اینٹ رکھی، اور توحید کی شاندار عمارت کو منہدم کرنے کی ناپاک جدوجہد کی۔ یہی وہ شخص ہے جس نے ملت ابراہیمی کو مٹانے اور اس کے ماننے والوں کے لیے عرصۂ حیات تنگ کرنے کی تدبیریں اختیار کیں، اسی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے لائے ہوئے دین سے پھیرنے کے لیے لوگوں کو شرکیہ رسوم وعقائد اور کفریہ اعمال اختیار کرنے پر مجبور کیا، اس اعتبار سے عمرو بن لحیٔ جزیرہ عرب میں بت پرستی کا موجدِ اوّل ہے۔

تفصیل اس کی کچھ یوں ہے کہ عمرو بن لحیٔ خزاعی کے قبیلہ خزاعہ نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کرنے کے لیے مکہ کو آباد کرنے والے قبیلہ جرہم سے مقابلہ کیا، لڑائی لڑی گئی، جس کے نتیجے میں خزاعہ نے جرہم قبیلہ کو مغلوب کر لیا، اور مکہ مکرمہ کی قیادت کو اپنے قبضہ میں لے لیا، اپنے قبضہ کو مستحکم کرنے کے بعد خزاعہ کے لیڈر عمرو بن لحیٔ نے قبیلہ جرہم کو مکہ مکرمہ سے نکل جانے پر مجبور کیا، بالآخر جرہم قبیلہ کے لوگ مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر دور دراز کے علاقوں میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد عمرو بن لحیٔ اور اس کے قبیلہ نے بیت اللہ کے امور کا جملہ انتظام بھی اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسی دوران عمرو بن لحیٔ سخت بیمار ہو گیا، شفاو تندرستی کی امید

باقی نہ رہی، کسی نے بتایا کہ شام کے علاقہ "بلقاء" میں ایک گرم چشمہ پایا جاتا ہے، اس کے پانی سے غسل کرنے کے ساتھ ہر قسم کا مرض دور ہو جاتا ہے۔ عمرو بن لحیؒ نے اس چشمہ کی طرف سفر کیا، گرم پانی سے غسل کرتے ہی بحکمِ الٰہی اس کو تندرستی مل گئی، وہاں کے لوگوں کو عمرو بن لحیؒ نے بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو بہت متاثر ہوا، ان لوگوں سے اس نے بتوں کے بارے میں، بہت ساری معلومات حاصل کیں۔

اس نے ان لوگوں سے پوچھا: یہ کیا چیزیں ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ ہمارے معبود ہیں، ہم قحط سالی کا شکار ہوتے ہیں تو ان سے بارش طلب کرتے ہیں، دشمنوں سے لڑائی درپیش ہوتی ہے تو ہم ان سے مدد اور نصرت مانگتے ہیں۔ عمرو بن لحیؒ کو یہ سب باتیں اچھی معلوم ہونے لگیں، اور کہنے لگا کچھ بت مجھے بھی دے دو، تاکہ ہم بھی امن اور جنگ کے حالات میں خوشحالی اور سلامتی حاصل کرتے رہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بت عمرو بن لحیؒ کو دے دیے، جنہیں یہ اپنے ساتھ جزیرۂ عرب لے آیا، اور لوگوں کو ان کی عبادت کی طرف زور و جبر سے مائل کرتا رہا۔

قبیلۂ خزاعہ کے اس حکمران نے عرب معاشرہ میں سائبہ، بحیرہ، وصیلہ، اور حام کی رسوم و خرافات کو پوری قوت سے رواج دیا۔ (أضواء التوحيد:104)

اس طرح سے عربوں میں پھر سے شیطان نے شرکیہ نظریات کو تازہ کیا، اور لوگوں کو ان بتوں کی طرف رغبت دلائی، چنانچہ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی مختلف شکلوں کے بت موجود تھے اور مختلف قبیلوں میں ان کی پوجا ہوتی تھی۔

چوتھی بحث

جزیرہ عرب کے بتوں کی حقیقت

لات: ایک نیک آدمی تھا۔ "بخاری شریف" میں ہے کہ حج کے زمانے میں لوگوں کو ستّو پلایا کرتا تھا،اس کی موت کے کچھ عرصہ بعد اس کا مجسمہ بنایا گیا،اور عبادت شروع ہو گئی۔

عزّیٰ: عزّیٰ کی تفسیر امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

«وَكَذَا الْعُزّٰى مِنَ الْعَزِيْزِ،وَكَانَت شَجَرَةٌ عَلَيْهَا بِنَاءٌ وَإِسْتَارٌ بِنَخْلَةِ وَهِيَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ، كَانَتْ قُرَيْشٌ يُعَظِّمُوْنَها»(تفسير الطبري:27/ 35)

ترجمہ:... اور ایسے ہی عزّیٰ تھی جو عزیز سے مشتق ہے، اور وہ ایک درخت پر عمارت اور پردے لٹکا کر بنائی ہوئی تھی نخلہ مقام پر، جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے، قریش اس کی تعظیم کرتے تھے۔

...اور دوسری روایت میں ہے: «وَكَانِتِ الْعُزّٰى شَيْطَانَةً،تَأْتِي ثَلاث سمراتٍ»

ترجمہ:... اور عزیٰ شیطانہ تھی، وہ کیکر کے تین درختوں پر آتی تھی۔

منات: امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

«وَأَمَّا مَنَاةُ فَكَانَتْ بِالْمَشَلَّلِ عِنْدَ قَدِيْدِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، وَكَانَتْ خُزَاعَةُ وَالْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ فِيْ جَاهِلِيَّتِهَا يُعَظِّمُوْنَها وَيُهِلُّوْنَ مِنْها لِلْحَجِّ إِلَى الْكَعْبَةِ».(تفسير الطبري: 27/ 35)

ترجمہ:... اور رہا منات سو وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان قدید کے پاس مشلل میں تھا، قبیلہ خزاعہ، اوس، اور خزرج جاہلیت کے زمانہ میں اس کی تعظیم اور توقیر کیا کرتے تھے، یہیں سے احرام باندھ کر وہ حج بیت اللہ کے لیے جاتے تھے۔

منات بھی در حقیقت دوسرے بتوں کی طرح ایک انسان تھا، جس کی بُعدِ عہد کی وجہ سے لوگوں نے اس کے بت و مجسمے بنا کر پوجنا شروع کر دیا۔

بعل: قرآن کریم میں بعل کا بھی ذکر آیا ہے، جیسے فرمان ہے

...﴿أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ﴾ (الصافات:125)

ترجمہ:... کیا تم بعل (نامی بت) کو پوجتے ہو، اور اس کو چھوڑ دیتے ہو جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے؟

بعل یہ ایک عورت تھی، جس کی مشرک لوگ عبادت کرتے تھے۔

هُبل: مشرکین عرب کے مشہور و معروف بتوں میں سے ایک هُبل تھا، جو کہ بیت اللہ کے اندر رکھا ہوا تھا، مشرکین عرب بالخصوص قریش کو اس بت پر بہت بڑا ناز تھا۔ اپنے مسائل اور مشکلات میں اس هبل کو مدد کے لیے پکارا کرتے تھے۔

اِساف اور نائلہ: مشرکینِ عرب کے ہاں اِساف اور نائلہ مشہور بت تھے، جن کی مختلف قبائلِ عرب عبادت کرتے تھے۔ یہ دو پتھر تھے جو کہ صفا اور مروہ پہاڑیوں پر رکھے ہوئے تھے، جن کی لوگ مختلف طریقوں سے پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ حقیقت میں یہ پتھر نہیں تھے بلکہ قبیلہ جرہم کے دو آدمی تھے، اِساف مرد تھا اور نائلہ عورت، جنہوں

نے بیت اللہ کے اندر زنا کیا تھا، تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بطور سزا ان دونوں کی شکل وصورت کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا، تو اس دور کے لوگوں نے عبرت کے لیے ان دونوں کو کعبۃ اللہ کے قریب رکھ دیا، بعض روایات کے مطابق اِساف کو صفا اور نائلہ کو مروہ پر رکھ دیا، لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔

(إغاثة اللهفان: 1/ 215)

پانچویں بحث

قرآن وحدیث میں شرک کی ممانعت اور مذمت

قرآن کریم میں شرک سے ممانعت

... سورۂ انعام کی وہ آیات جن میں حرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے، جن کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا وصیت نامہ بھی کہا جاتا ہے، اس میں سب سے پہلی چیز شرک سے ممانعت ہے۔

... ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (الأنعام: 151)

ترجمہ:... کہہ دو کہ لوگو! آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام قرار دی ہیں، وہ یہ ہیں کہ تم نہ شریک ٹھہراؤ اس کے ساتھ کسی کو۔

۞ ... ﴿وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ﴾ (النساء: 36)

ترجمہ:... اور تم عبادت کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

۞ ... حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے کو شرک سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں

۞ ... ﴿وَإِذۡ قَالَ لُقۡمَٰنُ لِٱبۡنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَيَّ لَا تُشۡرِكۡ بِٱللَّهِۖ إِنَّ ٱلشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٞ﴾ (لقمان: 13)

ترجمہ:... اور (اس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا اللہ (جل جلالہ) کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔

۞ ... والدین اگر شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کرنے کا حکم ہے:

۞ ... ﴿وَوَصَّيۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيۡهِ حُسۡنٗاۖ وَإِن جَٰهَدَاكَ لِتُشۡرِكَ بِي مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٞ فَلَا تُطِعۡهُمَآۚ﴾ (العنکبوت: 8)

ترجمہ:... اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، (اے مخاطب) اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت کی تجھے واقفیت نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ مانو۔

۞ ... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں تعمیرِ کعبہ کے بعد اللہ جل جلالہ نے انھیں دو باتوں کا حکم دیا، ایک یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، دوسری بات یہ کہ بیت اللہ کو صاف رکھو۔

۞ ... ﴿وَإِذۡ بَوَّأۡنَا لِإِبۡرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلۡبَيۡتِ أَن لَّا تُشۡرِكۡ بِي شَيۡـٔٗا وَطَهِّرۡ بَيۡتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلۡقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ﴾ (الحج: 26)

ترجمہ:... اور (اس بات کو دھیان میں لاؤ) جب کہ ہم نے واضح کی ابراہیم علیہ السلام کے لیے بیت اللہ شریف کی جگہ اور ان سے کہا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور میرے گھر کو پاک صاف رکھو، طواف کرنے والوں کیلئے، کھڑا ہونے والوں کیلئے اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے۔

... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ جل جلالہ کی عبادت کرنے اور شرک نہ کرنے کا اعلان

... ﴿قُلْ إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ وَلَآ أُشْرِكَ بِهِۦٓ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُوا۟ وَإِلَيْهِ مَـَٔابِ﴾ (الرعد: 36)

ترجمہ:... آپ فرمادیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں۔

قرآن کریم میں شرک کرنے کی مذمت

قرآن کریم میں شرک کرنے کی مذمت جن سخت الفاظ میں بیان کی گئی ہے اس کا اندازہ آنے والی آیات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ شرک کس قدر ناقابل معافی جرم ہے۔ قیامت کے دن کسی مشرک کی بخشش نہیں ہوگی، نہ کسی مشرک کے حق میں سفارش قابل قبول ہوگی۔ اب آیئے ان آیات پر غور کریں جن میں شرک کرنے کا نقصان یا انجام مذکور ہے۔

... ﴿وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ

ٱلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ ٱلرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾(الحج: 31)

ترجمہ:... جو کوئی اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ساتھ شریک مقرر کرے تو گویا وہ ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے پھر اس کو پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا کسی دور جگہ اڑا پھینک دے۔

... ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾(المائدة: 72)

ترجمہ:... اور جان رکھو جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اللہ اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

... ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا﴾(النساء: 48)

ترجمہ:... اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا اس نے بہت بڑا گناہ کمایا۔

... ﴿وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا﴾(النساء: 116)

ترجمہ:... اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا، وہ رستے سے دور جا پڑا۔

... شرک کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے بیٹا ثابت کرنا، جیسا کہ یہود ونصاریٰ اور عرب کے مشرکین اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے لیے بیٹیاں ثابت کرتے تھے۔ قرآن کریم نے نہ صرف اس عقیدے کو رد کیا ہے، بلکہ اس طرح کے بول کو بدترین قرار دیا ہے، ذیل

کی آیت سے اندازہ لگائیں کہ یہ عقیدہ کس قدر اللہ جل جلالہ کی ناراضی کا باعث ہے۔

❁ ... ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا﴾(مریم: 91)

ترجمہ:... اور کہا (کفار و مشرکین نے) کہ بنالیا ہے خدائے رحمان نے بیٹا۔ البتہ تحقیق تم لائے ہو ایک بڑی ناگوار بات۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور گر پڑیں پہاڑ گر کر۔ اس وجہ سے کہ پکارتے ہیں یہ لوگ رحمان کیلئے اولاد۔

❁ ... شرک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مشرکین کے دلوں میں خوف ڈال دیتے ہیں۔

❁ ... ﴿سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ﴾(آل عمران: 151)

ترجمہ:... ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھادیں گے، کیونکہ یہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

❁ ... کفار اور مشرکین کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

❁ ... ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾(البینۃ: 6)

ترجمہ:... جو لوگ کافر ہیں، یعنی اہل کتاب اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں (پڑیں گے) اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں۔

احادیث کی روشنی میں شرک کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے شرک نہ کرنے پر بیعت لینا

۞ ... «عَنْ عُبَادَةَبْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌمِنْ أَصْحَابِهِ: «بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّاتُشْرِكُوْابِاللّٰهِ شَيْئًاوَلَا تَسْرِقُوْاوَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَاتَعْصُوْافِيْ مَعْرُوْفٍ،فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ،وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا،فَعُوْقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًاثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَإِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَفَاعَنْهُ وَإِنْ شَاءَعَاقَبَهُ،فَبَايَعْنَاعَلٰى ذٰلِكَ»(مشکاۃ المصابیح: 1/ 13)

ترجمہ:... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب آپ کے ارد گرد ایک صحابہ کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی: تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو! اس بات پر کہ تم اللہ کے کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، اور تم چوری نہیں کرو گے، اور تم زنا نہیں کرو گے، اور تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، اور تم بہتان تراشی نہیں کرو گے ایسی بات کی جو تمہارے ہاتھوں اور پیروں نے گھڑلی ہو، اور تم نیک کاموں میں نافرمانی نہیں کرو گے، اور جو تم میں سے ان باتوں کو پورا کرے اس کا اجر اللہ پر ہے، اور تم میں سے جو کوئی ان کاموں کو کرے، اور اس کے بدلہ میں اس کو دنیا میں سزا مل گئی

ہو، تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے، اور جو کوئی ان کاموں میں سے کوئی کام کرے اور پھر اللہ اس پر پردہ ڈالے، تو وہ اللہ کے سپرد ہے، خواہ اسے معاف کردے، خواہ اسے سزا دے، پس ہم نے ان باتوں پر بیعت کرلی۔

اللہ کا بندے پر حق شرک نہ کرنا اور بندے کا اللہ پر حق عذاب نہ دینا ہے

... عَنْ مَعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: «يَا مَعَاذُ! هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ»، فَقُلْتُ: اَللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمَ، قَالَ: «فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا»، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: «لَا تُبَشِّرْهُمْ، فَيَتَّكِلُوْا» (مشکاۃ المصابیح: 14/1)

ترجمہ:... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوہ حائل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟، میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں

اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ شریک نہ بنائے اس کو عذاب نہ دے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں لوگوں کو یہ خبر نہ دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو خوش خبری مت دو ورنہ وہ توکل کر بیٹھیں گے۔

اللہ کی ذات شرکتِ غیر سے بے نیاز ہے

۞ ... عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: «أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ» (مشكاة المصابيح:1/ 14)

ترجمہ:... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: میں شرک و شرکت سے بری ہوں۔

تشریح: (یعنی میں شرک اور شراکت سے بے نیاز ہوں)، جس عمل میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا جاتا ہے، تو میں اس عمل کو اسی کے حوالہ کرتا ہوں، جس کو میرے ساتھ شریک کیا گیا۔

دس آیات بینات میں سے پہلی چیز شرک نہ کرنا ہے

۞ ...عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اِذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ فَقَالَ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ نَبِيٌّ، إِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ

لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيْءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهُ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً، وَلَا تُوَلُّوا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُودَ أَنْ لَا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ». قَالَ: فَقَبَّلُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ. فَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ، قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي»؟ قَالُوا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ» (مشکاۃ المصابیح: 1/ 17)

ترجمہ:... صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو! ہم اس نبی کے پاس جاتے ہیں پس اس کے ساتھی نے کہا: تم نبی مت کہو، اگر وہ اسے سن لیں، تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پس وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ، اور نو آیات بینات کے بارے میں سوال کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری نہ کرو، اور تم زنا نہ کرو، اور تم ناحق کسی کو قتل نہ کرو، سوائے وہ جس کا خون بہانا جائز ہو، اور تم کسی بے گناہ کو لے کر بادشاہ کے پاس نہ جاؤ کہ وہ اسے قتل کر دے، اور تم جادو نہ کرو، اور تم سود نہ کھاؤ، اور تم کسی پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ، اور تم جنگ کے دوران پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو، اور اے یہودیو! تمہارے لئے خاص کر کے یہ حکم ہے کہ تم ہفتہ کے دن حد سے تجاوز نہ کرو۔ راوی کہتے

ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا، اور ان دونوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں، پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون سی چیز میری اتباع کرنے سے تم کو مانع ہے؟ انھوں نے کہا: داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ چلتا رہے گا، اور ہمیں خوف ہے اگر ہم آپ کی اتباع کرلیں، تو یہود ہمیں قتل کردیں گے۔

حضور ﷺ کی وصیت کردہ دس باتوں میں سے پہلی بات شرک نہ کرنا ہے

۞ ...عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ: «لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ، وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا؛ فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا؛ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ، وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ؛ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ، وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مُوتَانٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ، وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا وَأَخِفْهُمْ فِي اللهِ» (مشکاۃ المصابیح: 18/1)

ترجمہ:... معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اگرچہ تجھے قتل کردیا جائے یا جلادیا جائے،

اور والدین کی نافرمانی نہ کرنا، اگرچہ وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی بچے چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے، اور فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا، کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے، اللہ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے، اور شراب نہ پینا، کہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے، اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہنا، کیونکہ نافرمانی اللہ کے غضب کا سبب ہے۔ اور تُو لڑائی کے دوران نہ بھاگنا، چاہے سب ساتھی مر جائیں۔ اور کسی جگہ وبا پھیل جائے اور تو وہاں موجود ہو، تو وہیں ٹھہرے رہ۔ اپنے اہل و عیال پر اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرنا، اور ان پر سے لکڑی نہ اٹھانا، اور ان کو اللہ سے ڈراتے رہنا۔

احادیث کی روشنی میں شرک کرنے کی مذمت

سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے پہلی چیز شرک ہے

۞ ... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا هُنَّ؟، قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ».(مشكاة المصابيح: 1/ 17)

ترجمہ:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسی ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور جس جان کا خون بہانا اللہ نے حرام کیا ہے، اس کا خون بہانا سوائے حق کے، اور یتیم کا مال کھانا، اور سود کھانا، اور لڑائی کے دن بھاگنا، اور بھولی بھالی پاک دامن مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔

کبیرہ گناہوں میں سب سے پہلے شرک کا ذکر

❁ ... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

❁ ... «اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ» (مشكاة المصابيح: 1/ 17)

ترجمہ: ... سب سے بڑے گناہ یہ ہیں کہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور ناحق کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی قسمیں اٹھانا۔

تین بڑے گناہوں میں سے ایک شرک ہے

❁ ... حضور ﷺ کا فرمان ہے: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ!» ثَلَاثًا قَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: «اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ»، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: «أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ» (صحيح البخاري)

ترجمہ: ... (آپ ﷺ نے فرمایا) کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ضرور بتادیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ تکیہ لگائے ہوئے

تھے، پس آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبر دار اور جھوٹی بات سے بچو!۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ شرک ہے

۞ ... ایک حدیث میں حضور ﷺ نے شرک کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللهِ أَكْبَرُ؟ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ»(صحيح البخاري)

ترجمہ:... ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

شرک نہ کرنے والوں کے لیے بشارت

جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک عمل

۞ ...عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «دُلَّنِيْ عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ: «تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا،وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَتُؤَدِّ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ»، قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هٰذَا شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ، فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى

رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا (مشكاة المصابيح: 12/1)

ترجمہ:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہنے لگا: مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو میں کروں اور جنت میں جانے کا حق دار بن جاؤں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ جل جلالہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور فرض نماز قائم کرو اور فرض زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس پر اس دیہاتی نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں ان باتوں میں کمی زیادتی نہیں کروں گا۔ جب وہ شخص جانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی جنتی کو دیکھنے کا خواہش مند ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

بخشش والے اعمال میں سے ایک عمل

❁ ... عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا يُصَلِّي الْخَمْسَ، وَيَصُومُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَهُ» قُلْتُ: أَفَلَا أُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «دَعْهُمْ يَعْمَلُوا».

(مشكاة المصابيح: 12/1)

ترجمہ:... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ جل جلالہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور پانچ وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ جل جلالہ اس کے گناہوں کو معاف فرد یتے ہیں، تو میں نے کہا: اے اللہ کے

رسول ﷺ کیا میں لوگوں کو خوشخبری نہ سنادوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو تاکہ وہ عمل کرتے رہیں۔

جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرنے والا ایک اہم عمل

...عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَظِيمًا، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ، تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ»، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ... إلخ» (رواه أحمد والترمذي وابن ماجه)

ترجمہ:... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، پس میں نے ایک دن صبح اس حال میں کی کہ میں آپ ﷺ کے قریب تھا اور ہم چل رہے تھے، پس میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں، جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تحقیق تونے بہت بڑا سوال کیا ہے، اور یہ اس کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ آسان کردے، یہ کہ تو اللہ کی عبادت کر، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، اور تو نماز

قائم کر، اور تو زکوۃ دے، اور تو رمضان کے روزے رکھ، اور تو حج بیت اللہ کر۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کا پتا نہ بتادوں؟ روزہ ڈھال ہے، اور صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور آدھی رات میں آدمی کا نماز پڑھنا...الخ۔

جنت اور جہنم کو واجب کرنے والی دو چیزیں

... عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ؟ فَقَالَ: «مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ». (رواہ مسلم: 1/ 44)

ترجمہ:... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، اور پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول واجب کرنے والی دو چیزیں کیا ہیں؟، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا تھا، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

چھٹی بحث

اللہ اور اس کے رسولوں کا شرک اور مشرکین سے براءت کا اعلان

اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسولوں کا مشرکین سے بے زاری کا اعلان

... ﴿وَأَذَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى ٱلنَّاسِ يَوْمَ ٱلْحَجِّ ٱلْأَكْبَرِ أَنَّ ٱللَّهَ بَرِىٓءٌ مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُۥ﴾ (التوبة: 3)

ترجمہ:... اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی۔

حضور ﷺ کا شرک سے براءت کا اعلان

... ﴿قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ وَإِنَّنِى بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾ (الأنعام: 19)

ترجمہ:... اے محمد ﷺ کہہ دو کہ بیشک صرف وہی ایک معبود ہے۔ اور جن کو تم لوگ شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرک سے اظہارِ براءت پر اللہ اور امتیوں کو گواہ بنانا

... ﴿قَالَ إِنِّىٓ أُشْهِدُ ٱللَّهَ وَٱشْهَدُوٓاْ أَنِّى بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾ (هود: 54)

ترجمہ:... انہوں نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ تم اللہ کے سوا جس جس کو اس کی خدائی میں شریک مانتے ہو میں اس سے بری ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شرک سے براءت کا اعلان

... ﴿قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾ (الأنعام: 78)

ترجمہ:... اور کہنے لگے، لوگو! جن چیزوں کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو، میں اس سے بیزار ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین سے کنارہ کشی کا حکم

... ﴿لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْمُشْرِكِينَ﴾ (الأنعام: 106)

ترجمہ:... اس (پروردگار) کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے کنارہ کشی کرلیں۔

ساتویں بحث

شرک سے اعمال کے ضائع ہو جانے کا ذکر

شرک ایسا گناہ ہے جو تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے، برسوں کی عبادت شرک کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضور محمد ﷺ سے ارشاد فرما رہے ہیں: بالفرض اگر آپ سے بھی شرک صادر ہو جائے تو آپ کے عمل بھی ضائع ہو جائیں گے۔

حالانکہ نبی سے شرک کا صادر ہونا محال ہے۔ اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ جل جلالہ شرک کی قباحت بیان کرنے کے لیے اور لوگوں کو سمجھانے کے لیے کہ شرک کس قدر نقصان دہ ہے، اپنے پیارے نبی ﷺ سے خطاب فرما رہے ہیں کہ اگر (بالفرض) آپ سے بھی شرک صادر ہو جائے تو آپ کے عمل بھی ضائع ہو جائیں گے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

۞ ...﴿وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ﴾ (الزمر: 65)

ترجمہ:... اور یہ حقیقت ہے کہ تم اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

۞ ...﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ (الأنعام: 88)

ترجمہ:... اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے۔

فائدہ: انبیاء علیہم السلام تمام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے ان کو بچایا ہوا ہے، یہ صرف شرک کی قباحت اور سنگینی کو واضح کرنے کیلئے بتایا گیا کہ اگر بالفرض محال ان مقدس ہستیوں سے بھی شرک صادر ہو جائے (جو کہ محال ہے) تو ان کے اعمال بھی ضائع کر دیئے جائیں گے۔ ہر گناہ کی معافی ہو سکتی لیکن شرک کی نہیں، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی شرک سے حفاظت فرمائے۔ آمین

آٹھویں بحث

اللہ تعالیٰ کی ذات کا شرکت غیر سے پاک ہونا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی آیتوں میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ وہ شریک سے پاک ہے۔ اس کا کوئی ہم سر، کوئی مثل، کوئی شریک یا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اب ان آیات قرآنیہ کو ذکر کیا جاتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شریک سے بری اور پاک قرار دیا ہے۔

... ﴿فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الأعراف: 190)

ترجمہ:... جو وہ شرک کرتے ہیں اللہ (کا رتبہ) اس سے بلند ہے۔

... ﴿لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (التوبة: 31)

ترجمہ:... اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے

پاک ہے۔

۞ ...﴿ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(الحشر:23)

ترجمہ:... غالب، زبردست بڑائی والا، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

۞ ...﴿وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطْوِيَّٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(الزمر: 67)

ترجمہ:... اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے (اور) وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور عالی شان ہے۔

۞ ...﴿أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(الطور:43)

ترجمہ:... کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی معبود ہے؟ اللہ ان کے شریک بنانے سے پاک ہے۔

۞ ... ﴿أَتَىٰٓ أَمْرُ ٱللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(النحل: 1)

ترجمہ:... اللہ کا حکم (یعنی عذاب گویا) آ ہی پہنچا تو (کافرو) اس کے لیے جلدی مت کرو۔ یہ لوگ جو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاک اور بالاتر ہے۔

۞ ... ﴿خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ بِٱلْحَقِّ ۚ تَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾
(النحل: 3)

ترجمہ:... اسی نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا، اس کی ذات ان (کافروں) کے شرک سے اونچی ہے۔

... ﴿عَٰلِمِ ٱلۡغَيۡبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ فَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ﴾ (المؤمنون:92)

ترجمہ:... وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے وہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو یہ شریک بتلاتے ہیں۔

... ﴿وَقُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدٗا وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٞ فِي ٱلۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ وَلِيّٞ مِّنَ ٱلذُّلِّۖ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيرَۢا﴾

(الإسراء: 111)

ترجمہ:... اور کہو سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتوان ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔

نویں بحث

اسبابِ شرک

شرک اور بت پرستی کا اصلی زینہ اسباب و مؤثرات کا وجود ہے، خدا نے کائنات میں ایک سلسلۂ اسباب قائم کر دیا ہے، اور کائنات کے واقعات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، لیکن یہ تمام سلسلہ ایک قادر مطلق کے دستِ قدرت میں ہے، اور اس سلسلہ کی کوئی کڑی بھی اس کے اشارہ کے بغیر جنبش نہیں کر سکتی، شرک اس طرح شروع ہوتا ہے کہ پہلے انسان ان اسباب و مؤثرات میں سے بعض نمایاں اور زیادہ اثر والے اسباب سے متاثر ہوتا ہے، اجرامِ فلکی کی عظمت، آفتاب و ماہتاب کی نور افشانی، سمندر کا پُر زور تلاطم، عناصر کی نیرنگ آرائیاں انسان کو مبہوت کر دیتی ہیں، وہ ان کی عظمت وتاثیر سے پہلے پہل متاثر ہوتا ہے اور پھر غلام بن جاتا ہے، اور پہلے مرحلہ میں انسان عقیدے کے اعتبار سے اس قدر امتیاز اور تفریق کرتا ہے کہ اُن چیزوں کو خدا یا معبود نہیں سمجھتا بلکہ صرف قابِل عظمت سمجھتا ہے، لیکن یہ تمیز آخر تک قائم نہیں رہتی، بلکہ رفتہ رفتہ خوش اعتقادی کا اثر غالب آتا جاتا ہے، اور یہ چیزیں خدا کی شریک بنتی جاتی ہیں، یہاں تک کہ اصلی مسبب الاسباب ذاتِ خدا نظر سے بالکل اوجھل ہو جاتا ہے۔

شرک کا پہلا سبب
بزرگوں کی مشرکانہ تعظیم کرنا

شرک کا ایک بڑا ذریعہ کسی خاص شخص، یا خاص شئے کی تعظیم میں زیادتی کرنا ہے، جس کو شخص پرستی یا یادگار پرستی بھی کہہ سکتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رام چندر کرشن کو عیسائیوں اور ہندوؤں کی اسی خوش اعتقادی نے آدمی سے خدا بنادیا، اسی بنا پر قرآن مجید میں نہایت پُر زور اور پُر رعب الفاظ میں شخص پرستی کی تحقیر کی گئی۔ ارشاد فرمایا:

... ﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّۚ إِنَّمَا ٱلۡمَسِيحُ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ﴾ (النساء: 171)

ترجمہ:... اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو محض اللہ کے رسول تھے۔

... ﴿لَّن يَسۡتَنكِفَ ٱلۡمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبۡدًا لِّلَّهِ وَلَا ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ ٱلۡمُقَرَّبُونَۚ وَمَن يَسۡتَنكِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهِۦ وَيَسۡتَكۡبِرۡ فَسَيَحۡشُرُهُمۡ إِلَيۡهِ جَمِيعًا﴾ (النساء: 172)

ترجمہ:... مسیح کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھ سکتے کہ وہ اللہ کے بندے ہوں، اور نہ مقرب فرشتے (اس میں کوئی عار سمجھتے ہیں)۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی بندگی میں عار سمجھے، اور تکبر کا مظاہرہ کرے، تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ ان سب کو اپنے

پاس جمع کرے گا۔

... ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ (المائدة: 17)

ترجمہ:... وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم خدا ہیں، کہہ دو کہ اگر خدا یہ چاہے کہ مسیح بن مریم کو، اور اس کی ماں کو، اور دنیا میں جو کچھ ہے سب کو برباد کردے تو کون ہے جو خدا کو روک لے؟ اور خدا ہی کے لئے آسمان و زمین اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کی حکومت ہے، وہ جو چاہے کرلے، اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

...«لَا تُطْرُونِي، كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ» (صحيح البخاري)

ترجمہ:... میری شان میں اس طرح مبالغہ نہ کرو، جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کی شان میں کیا۔

... ایک دفعہ آپ ﷺ راستہ میں جا رہے تھے، ایک شخص نے دفعۃً آپ ﷺ کو دیکھا، اور اس پر اس قدر رعب طاری ہوا کہ کانپنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ڈرو نہیں! میں ایک قریشی خاتون کا بیٹا ہوں، جو گوشت کو خشک کر کے کھایا کرتی تھی۔

(شمائل الترمذي، ومستدرك: 48/3)

... بنو عامر کا وفد جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو لوگوں

نے عرض کی کہ آپ ﷺ ہمارے سید (آقا) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سید خدا ہے، لوگوں نے عرض کی کہ آپ ہم سب سے افضل اور سب سے برتر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا یہ کہو! دیکھو کہیں تم کو شیطان اپنا وکیل نہ بنائے۔ (الأدب المفرد، للبخاري، باب هل يقول: سيدي، وأبو داود، كتاب الأدب، باب كراهية التمادح)

... ایک دفعہ ایک شخص نے ان الفاظ میں آپ ﷺ کو مخاطب کیا: اے ہمارے آقا! اور ہمارے آقا کے فرزند! اور اے ہم میں سب سے بہتر، اور سب سے بہتر کے فرزند۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو، شیطان تمہیں گرا نہ دے، میں عبد اللہ کا بیٹا محمد ﷺ ہوں، خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا ہے، مجھے پسند نہیں کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔ (مسند أحمد بن حنبل: 153/3)

غور کرو کہ رسول کی شان میں یہ الفاظ ناجائز نہیں، مگر توحید کو شرک کے ہر شائبہ سے بچانے کا خیال ہر خیال پر غالب تھا۔

شرک کا دوسرا سبب

خلافِ عادت کاموں سے متاثر ہونا

شرک کا ایک بڑا ذریعہ خرقِ عادت (یعنی وہ کام جس کے کرنے سے عام طور پر لوگ قاصر ہوں) کی نسبت غلط فہمی ہے، جن اشخاص سے خرقِ عادت کوئی بات ظاہر ہوتی ہے، تو ان کے متعلق لوگوں کا پہلے یہ خیال آتا ہے کہ یہ خود خدا نہیں ہیں، لیکن ان میں خدائی کا شائبہ ضرور ہے ورنہ ایسے افعال کیونکر سرزد ہوتے جو قدرتِ انسانی سے بالاتر ہیں، یہی خیال رفتہ رفتہ دیوتا، اور بالآخر خدائی تک پہنچا دیتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بناء پر آج چالیس کروڑ آدمیوں کے نزدیک خدا یا خدا کے بیٹے ہیں۔

لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام سے معجزات صادر ہوتے ہیں، اور یہ امر خصائصِ نبوت میں سے ہے، تاہم یہ مسئلہ اسلام کے زمانہ تک مشتبہ اور مجمل رہا، قرآن مجید میں اس کے متعلق حسب ذیل امور بیان کئے گئے ہیں

(۱) معجزات صادر ہو سکتے ہیں، اور خدا اپنے مقبول بندوں کو معجزات عطا کرتا ہے۔

۞ ... ﴿وَقَالُواْ لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦۚ قُلْ إِنَّ ٱللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰٓ أَن يُنَزِّلَ ءَايَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الأنعام: 37)

ترجمہ:... اور کفار کہتے ہیں کہ ان (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر کوئی معجزہ خدا کے یہاں سے کیوں نہیں اترا، کہہ دو کہ خدا اس پر قادر ہے کہ معجزہ نازل کرے، لیکن اکثر لوگ

نہیں جانتے۔

(۴) باوجود اس کے کفار کو معجزہ طلبی سے روکا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ نبوت اور رسالت معجزہ پر موقوف نہیں۔ لیکن پھر بھی وہ کہتے تھے کہ اس نبی پر نشانی کیوں نہیں اترتی، جیسے اللہ نے فرمایا

... ﴿وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَوۡلَآ أُنزِلَ عَلَيۡهِ ءَايَةٞ مِّن رَّبِّهِۦٓۗ إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرٞۖ وَلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ﴾ (الرعد: 7)

ترجمہ:... اور جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے وہ کہتے ہیں کہ بھلا ان پر (یعنی آں حضرت ﷺ پر) ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اُتارا گیا؟ (اے پیغمبر!) بات یہ ہے کہ آپ صرف خطرے سے ہوشیار کرنے والے ہیں، اور ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا شخص ہوا ہے جو ہدایت کا راستہ دِکھائے۔

... ﴿وَقَالُواْ لَن نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ ٱلۡأَرۡضِ يَنۢبُوعًا ۝٩٠ أَوۡ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٞ مِّن نَّخِيلٖ وَعِنَبٖ فَتُفَجِّرَ ٱلۡأَنۡهَٰرَ خِلَٰلَهَا تَفۡجِيرًا ۝٩١ أَوۡ تُسۡقِطَ ٱلسَّمَآءَ كَمَا زَعَمۡتَ عَلَيۡنَا كِسَفًا أَوۡ تَأۡتِيَ بِٱللَّهِ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ قَبِيلًا ۝٩٢ أَوۡ يَكُونَ لَكَ بَيۡتٞ مِّن زُخۡرُفٍ أَوۡ تَرۡقَىٰ فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَن نُّؤۡمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيۡنَا كِتَٰبٗا نَّقۡرَؤُهُۥۗ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّي هَلۡ كُنتُ إِلَّا بَشَرٗا رَّسُولٗا﴾ (الإسراء: 93)

ترجمہ:... اور کفار کہتے ہیں کہ ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک تم زمین سے

چشمہ نہ نکال دو، یا تمہارے پاس کھجوروں یا انگوروں کے باغ نہ ہوں کہ جس کے بیچ میں تم نہریں جاری کر دو، یا آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دو، جیسا کہ تمہارا گمان تھا، یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے آمنے سامنے نہ لے آؤ، یا تمہارا گھر سونے کا نہ بن جائے، یا تم آسمان پر نہ چڑھ جاؤ، اور ہم تو اس چڑھنے پر بھی یقین نہ لائیں گے، جب تک ہم پر کوئی کتاب نہ اتارو جس کو ہم خود پڑھیں، کہہ دو کہ سبحان اللہ! میں تو صرف بشر ہوں، اور رسول ہوں۔

۞ ... ﴿وَقَالُوا۟ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَٰتٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ قُلْ إِنَّمَا ٱلْءَايَٰتُ عِندَ ٱللَّهِ وَإِنَّمَآ أَنَا۠ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (العنکبوت: 51)

ترجمہ:... اور کفار کہتے ہیں کہ ان پر ان کے خدا کے یہاں سے معجزے کیوں نہیں اترے، کہہ دو کہ معجزے تو خدا کے ہاں ہیں، اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں، کیا ان (کفار) کیلئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر کتاب (قرآن) اتاری، جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے، اس میں بلاشبہ ایمان والوں کیلئے رحمت اور یاد رکھنے کی چیز ہے۔

چنانچہ معجزات کے ذکر میں ہمیشہ «باذن اللہ» (خدا کی اجازت) جیسے الفاظ استعمال ہوئے۔

شرک کا تیسرا سبب

غیر اللہ کی مشرکانہ تعظیم کرنا

شرک کا ایک بڑا ذریعہ یہ تھا کہ جو اعمال اور آداب خدا کے ساتھ مخصوص ہیں، وہ اوروں کے ساتھ بھی برتے جاتے تھے، یہ اگرچہ شرک فی العبادۃ یا شرک فی الصفات ہے، لیکن رفتہ رفتہ شرک فی الذات تک پہنچا دیتا ہے۔

سجدہ عبادت خدا کے ساتھ مخصوص ہے، لیکن کفار اور دیگر اہل مذاہب بتوں اور دینی رہنماؤں کو بھی سجدہ کرتے تھے، اور سلاطین و امرا کو تو سجدہ کرنا عام طور سے رائج تھا، آنحضرت ﷺ نے نہایت سختی سے اس کو روکا، بنی اسرائیل میں سجدۂ تعظیمی یا سجدۂ محبت جائز تھا، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین نے سجدہ کیا تھا، لیکن چونکہ اسلام نے توحید کو انتہائے کمال تک پہنچانا تھا اس لئے سجدۂ تعظیمی بھی منع کر دیا گیا۔

ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس میں آئے اور عرض کی کہ میں نے اہلِ عجم کو دیکھا ہے، وہ اپنے رئیسوں کو سجدہ کرتے ہیں، آپ ﷺ اجازت دیں تو ہم آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا میری قبر پر گزرو گے تو اس کو سجدہ کرو گے؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: تو اب بھی نہ کرو، اگر میں کسی کو دوسرے کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (سنن أبي داود، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأة)

اسی طرح ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ ملک شام سے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا؟، عرض کی کہ میں نے شام میں رومیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے مذہبی افسروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میرا جی چاہا کہ میں بھی آپ کو سجدہ کروں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایسا نہ کرو، کیونکہ اگر میں کسی کو خدا کے سوا سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(سنن ابن ماجه، باب حق الزوج على المرأة)

شرک کا چوتھا سبب

کفارہ اور شفاعت کے غلط معنی لینا

شرک کے اسباب میں ایک بڑا سبب کفارہ اور شفاعت کے غلط معنی لینا ہے، جو عربوں اور عیسائیوں وغیرہ میں رائج تھے، عربوں نے شفاعت کے جو غلط معنی سمجھ رکھے تھے، اس کا اصلی سبب ان کا وہ خیال تھا، جو خدا اور بندوں کے تعلق کی نسبت ان کے ذہنوں میں قائم تھا، اور وہ خدا اور بندوں کے درمیان وہی نسبت سمجھتے تھے، جو ایک قاہر و جابر بادشاہ اور اس کی رعایا کے درمیان ہے، اور جس طرح بادشاہ کے دربار تک ایک عام اور معمولی رعایا کی رسائی درباریوں سفارشیوں اور مقرّبوں کے بغیر ممکن نہیں،

اسی طرح اس شہنشاہ کے دربار میں بھی وہ اس کے دربار رس سفارشیوں اور مقربوں کے بغیر رسائی ممکن نہیں سمجھتے تھے، اسی لئے وہ ان درمیانی ہستیوں کو خوش رکھنے کی ضرورت کے بھی معتقد تھے، چنانچہ وہ اپنے بتوں، دیوتاؤں اور فرشتوں کو اسی نیت سے پوجتے تھے اور کہتے تھے

۞ ... ﴿وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ﴾ (یونس: 18)

ترجمہ:... یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے جب ان کی اس بت پرستی پر ان کو ملامت کی تو انہوں نے صاف کہا

۞ ... ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾ (الزمر: 3)

ترجمہ:... ہم ان کو اسی لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے تقرب میں نزدیک کردیں۔

یہودیوں میں بھی اسی قسم کی دوسری غلط فہمی تھی، وہ یہ سمجھتے تھے کہ بنی اسرائیل کا گھرانا خدا کا خاص کنبہ اور خاندان ہے، اور ان کے خاندان کے پیغمبر اور نبی چونکہ خدا کے پیارے اور محبوب ہیں، اس لئے ان کی اولاد اور نسل بھی دنیا اور آخرت میں یہی درجہ رکھتی ہے، اگر ان پر کوئی مصیبت بھی پڑے گی، تو بھی ان کے خاندان کے بزرگ جو خدا کے مقرب اور برگزیدہ ہیں، وہ ہر طرح ان کو اس سے بچالیں گے۔

عیسائیوں کا عقیدہ یہ تھا اور ہے کہ باپ (خدا) نے تمام انسانوں (جو موروثی اور

طبعی طور سے گنہگار ہیں) کی طرف سے، اپنے اکلوتے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی قربانی دے کر ان کے گناہوں کا کفارہ دے دیا، اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو گئے، جس سے عیسائیوں میں پوپوں کے سامنے اعترافِ گناہ کا عقیدہ پیدا ہوا، اور ان کو بندوں کے گناہوں کے معاف کرنے کا دنیا میں حق ملا۔

پیغام محمدی ﷺ نے ان کو ملزم قرار دیا اور کہا

﴿ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾ (التوبة: 31)

ترجمہ:... انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔

بت پرست عربوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ یہ دیوتا اور ان کے یہ بت خدا کی طرف سے دونوں علم میں مختارِ کل ہیں، وہ یہاں دینے نہ دینے کا اور اس عالم میں بخشنے کا اختیار رکھتے ہیں، اس عقیدہ کا نام ان کے ہاں عقیدۂ شفاعت تھا، اور یہ دیوتا ان کے شفیع تھے، قرآن مجید نے کفارہ، غیر خدا کے اختیار، مغفرت اور بت پرستانہ طریقوں اور شفاعت کے عقائد باطلہ کی ہر طرح تردید کی، اور بتایا کہ یہ اختیار خدا کے سوا کسی اور کو نہیں، سب اس کی عظمت اور جلال کے سامنے عاجز اور درماندہ ہیں۔

... ﴿وَلَا يَمْلِكُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ ٱلشَّفَٰعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِٱلْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (الزخرف: 86)

ترجمہ:... یہ کافر خدا کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہیں، وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہیں، لیکن وہ جس نے حق کی شہادت دی، اور وہ جانتے بھی ہوں۔

﴿...لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا﴾ (مریم: 87)

ترجمہ:... لوگوں کو کسی کی سفارش کرنے کا اختیار بھی نہیں ہوگا، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے خدائے رحمٰن سے کوئی اجازت حاصل کر لی ہو۔

شرک کا پانچواں سبب

قبر پرستی اور یادگار پرستی کرنا

شرک کا بڑا ذریعہ قبر پرستی اور یادگار پرستی ہے، قبروں اور یادگاروں کو لوگ عبادت گاہ بنالیتے ہیں، اور سالانہ مجمع جمع کرتے ہیں، دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں، قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، نذریں چڑھاتیں ہیں، آنحضرت ﷺ نے ان تمام افعال سے منع کیا ہے، وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ قبروں کو مسجد بنالیتے تھے، دیکھو میں تم کو منع کرتا ہوں کہ قبروں کو مسجد نہ بنانا، عین وفات کے وقت چہرہ سے چادر الٹ دی اور فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (ماخوذ از: سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی: 223/4)

شرک کی شرعی تحقیق

شریعت میں شرک کا اطلاق بہت سے معانی پر کیا جاتا ہے، مثلاً کسی کو عبادت کا مستحق خیال کرنا، اسی طرح شرک کا ایک معنیٰ الوہیت یعنی واجب الوجود ہونے میں شریک کا ثابت کرنا ہے، کبھی شرک کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی جو صفات خاصہ ہیں، ان کا اثبات خدا تعالیٰ کے سوا دوسرے کیلئے کیا جائے، کبھی شرک اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا کسی اور کے نام کی قسم اٹھانے پر کیا جاتا ہے کبھی شرک کا اطلاق شگون لینے پر کیا جاتا ہے شگون اس طرح کہ اس کو نفع پہنچانے والا اور ضرر کو دفع کرنے والا خیال کرے۔

کبھی شرک کا اطلاق "تولہ" پر کیا جاتا ہے (یعنی ایسا عمل یا گنڈا تعویذ جو عورتیں کراتی ہیں) کبھی شرک کا اطلاق اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا کسی غیر کی اطاعت کرنے پر کیا جاتا ہے، اسی طرح ریا پر بھی شرک کا اطلاق کیا جاتا ہے، اسی طرح شرک کا اطلاق اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا غیر کیلئے ذبح اور نذر، قربانی کرنے پر بھی کیا جاتا ہے۔

اور حقیقۃً مصیبتوں اور بلاؤں کو دفع کرنے کیلئے غیر کا نام پکارنا بھی شرک کہلاتا ہے، اور اسی طرح اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی قدرتِ عامہ اور علم اور مشیّت کے مقام میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ساتھ غیر کا نام ذکر کرنے پر بھی شرک کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

ان میں سے بعض اقسام میں اگرچہ حقیقۃً شرک اور کفر نہیں لیکن چونکہ یہ کفار اور بت پرستوں کے افعال کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، اس لیے ان پر شرک کا اطلاق کیا جاتا ہے اور قرآن کریم کی آیات میں شرک سے مراد مطلق کفر ہے، کفر کو اس لیے

شرک سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اہل عرب مشرک تھے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ شرک کی کوئی بھی صورت ہو، یہ ایسا جرم ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جرم متصور نہیں اور یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔

... ﴿إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان: 13)

ترجمہ:... بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(ماخوذ از: دلیل المشرکین، حضرت مولانا احمد الدین بگوی رحمۃ اللہ: 18)

دسویں بحث

شرک کی مختلف اقسام

قرآن وحدیث کی روشنی میں شرک کی مختلف اقسام کا ذکر

جاننا چاہئے کہ علماء نے شرک کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

(۱) شرک اعتقادی (۲) شرک عملی

شرک اعتقادی کی تعریف

شرک اعتقادی یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا اعتقاد

رکھے، جیسے کفار و مشرکین ٹھہراتے تھے۔

شرک اعتقادی کا حکم

شرک اعتقادی کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور اسے کافر اور مشرک کہیں گے۔

شرک عملی کی تعریف

شرک عملی یہ ہے کہ اعتقاداً تو وہ شرک نہ کرے، بلکہ عمل میں مشرکوں جیسا کام کرے، یہ شرک کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔

شرک عملی کا حکم

یہ ہے کہ اس سے آدمی کافر نہیں ہوتا لیکن سخت گناہ گار ہو جاتا ہے۔

شرک اعتقادی اور عملی کی کچھ تفصیل

وہ شرک جس پر عدمِ نجات و خلودِ نار کا حکم ہے، اس کی تعریف یہ ہے، جو حاشیۂ خیالی "شرح مقاصد" میں نقل کی گئی ہے

«أَنَّ الْكَافِرَ إِنْ أَظْهَرَ الْإِيْمَانَ، فَهُوَ مُنَافِقٌ، وَإِنْ طَرَأَ كُفْرُهُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ،فَهُوَالْمُرْتَدُّ،وَإِنْ قَالَ بِالشَّرِيْكِ فِي الْأُلُوْهِيَّةِ،فَهُوَ الْمُشْرِكُ».

ترجمہ:... کافر اگر اسلام ظاہر کرے، تو وہ منافق ہے، اور اگر ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرے، تو وہ مرتد ہے، اور اگر الوہیت میں شرک کی بات کہے، تو وہ مشرک ہے۔

پس یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے سجدۂ تعظیمی ہو یا سجدۂ عبادت شریعتِ محمدیہ ﷺ میں دونوں ناجائز ہیں، البتہ سجدۂ تعظیمی حرام اور سجدۂ عبادت کفر ہے۔ اس لیے مزاروں میں جاکر سجدہ کرنے سے بچنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ ایمان سلب ہو جائے۔ عام طور پر جاہل لوگ سجدۂ تعظیمی اور سجدۂ عبادت میں فرق بھی نہیں کرپاتے اور وہ اسی طرح سجدہ کرتے ہیں، جیسا اللہ کے سامنے سجدہ کیا جاتا ہے، پس ان لوگوں کا یہ فعل خالص شرک اور کفر کہلائے گا۔

دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَجَعَلُوا۟ لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ ٱلْحَرْثِ وَٱلْأَنْعَـٰمِ نَصِيبًا فَقَالُوا۟ هَـٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَـٰذَا لِشُرَكَآئِنَا﴾ (الأنعام: 136) وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَجَعَلُوا۟ لِلَّهِ شُرَكَآءَ ٱلْجِنَّ﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَتَجْعَلُونَ لَهُۥٓ أَندَادًا﴾ وغير ذلك من الآيات. اور گو وہ اس میں تاویلیں کرتے تھے مگر اسی کے ساتھ کلمۂ توحید سے متوحش بھی ہوتے تھے، اور کہتے تھے: «لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ إِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ» اور قبر پرست یا تعزیہ پرست جو کام کرتے ہیں ان کے حرام ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں، بسا اوقات ان کے یہ کام ان کو کفر تک پہنچادیتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو موحّد سمجھتے ہیں، جبکہ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ قبروں پر جاکر صاحب قبر سے مانگنا اور اس کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا، یہ بت پرستوں جیسا عمل نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ پس ان میں اور بت پرستوں میں کیا فرق باقی رہ گیا؟

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے یہودیوں پر لعنت فرمائی جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنادیا تھا۔ پس جس عمل کی وجہ سے نبی نے یہودیوں پر لعنت فرمائی آج مسلمان کلمہ پڑھ کر وہ کام کر رہا ہے جو یہودیوں نے کیا ہے، خدا کو چھوڑ کر مزاروں کا راستہ اختیار کیا گیا، عوام کو اس جہالت اور گمراہی سے بچانا چاہئے۔ بصورت دیگر عوام کی ایک بڑی تعداد گمراہی اور شرک میں مبتلا ہو جائے گی۔

صاحب شرح العقائد کے نزدیک شرک کی تعریف

«أي القول بالشريك في الألوهية قلبًا ولسانًا، قال في «شرح العقائد»: ولا نزاع في أن من المعاصي ما جعله الشارع أمارة للتكذيب وعلم كونه كذلك بالأدلةالشرعية،كسجودالصنم وإلقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بالألفاظ الكفر،ونحو ذلك مماثبت بالأدلةأنه كفر»(شرح العقائدالنسفية:265 ط:مكتبة البشرى)

ترجمہ:... یعنی دل اور زبان سے شرك في الألوهية کا قائل ہونا، صاحب شرح عقائد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ بعض گناہ ایسے ہیں جن کو شریعت نے تکذیب کی علامت قرار دیا ہے، اور یہ (ان گناہوں کا تکذیب کی علامت ہونا) دلائل شرعیہ سے معلوم ہوا ہے، جیسے بت کو سجدہ کرنا، اور مصحف کو گندگی میں پھینکنا، اور الفاظ کفریہ ادا کرنا، اور اس طرح کی اور ایسی باتیں جن کا کفر ہونا دلائل سے ثابت ہے۔

شرک کی ایک دوسری تقسیم

شرک کی دو اور قسمیں

(۱)شرک جلی (یعنیواضح شرک) (۲) شرک خفی (یعنی پوشیدہ شرک)

شرک جلی کی صورتیں

(1) الشرك في الذات. (2) الشرك في العلم.

(3) الشرك في العبادة. (4) الشرك في التصرف.

(5) الشرك في المشيئة. (6) الشرك في الاستعانة.

(1) الشرك في الذات

اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا ایک سے زیادہ ہونے کا اعتقاد رکھے، جیسا کہ مجوسی (آتش پرست) لوگ خیر کے خالق کا یزداں اور شر کے خالق کو ہرمن کہتے ہیں، گویا دو خداؤں کو مانتے ہیں۔

تعدد الٰہ کے رد پر دلائل

۞ ... حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹوں کو توحید پر ثابت قدم رہنے کیلئے تاکیداً فرمایا تھا

۞ ... ﴿إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِيۖ قَالُواْ نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ

وَإِلَٰهَ ءَابَآئِكَ إِبْرَٰهِۦمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ﴾ (البقرة: 133)

ترجمہ:... جب انھوں (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ : تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے ؟ان سب نے کہا تھا کہ : ہم اسی ایک خدا کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم (علیہ السلام)، اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کا معبود ہے۔ اور ہم صرف اسی کے فرماں بردار ہیں۔

۞ ... ﴿وَقَالَ ٱللَّهُ لَا تَتَّخِذُوٓاْ إِلَٰهَيْنِ ٱثْنَيْنِۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَإِيَّٰىَ فَٱرْهَبُونِ﴾ (النحل: 51)

ترجمہ:... اور اللہ نے فرمایا ہے کہ : دو معبود نہ بنا بیٹھنا۔ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے۔ اس لئے بس مجھ ہی سے ڈرا کرو۔

۞ ... ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَاۚ فَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ (الأنبياء: 22)

ترجمہ:... اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے، تو دونوں درہم برہم ہو جاتے، لہذا عرش کا مالک اللہ ان باتوں سے بالکل پاک ہے، جو یہ لوگ بنایا کرتے ہیں۔

۞ ... ﴿أَمِ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةًۖ قُلْ هَاتُواْ بُرْهَٰنَكُمْۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِىَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِىۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ٱلْحَقَّۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ﴾ (الأنبياء: 24)

ترجمہ:... بھلا کیا اُسے چھوڑ کر انہوں نے دوسرے خدا بنا رکھے ہیں؟ (اے پیغمبر ﷺ) انھیں کہو کہ: لاؤ اپنی دلیل! یہ (قرآن) بھی موجود ہے جس میں میرے ساتھ والوں کے لئے نصیحت ہے، اور وہ (کتابیں) بھی موجود ہیں، جن میں مجھ سے پہلے لوگوں کیلئے نصیحت تھی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ حق بات کا یقین نہیں کرتے، اس لئے منہ موڑتے ہیں۔

۞ ...﴿مَا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُۥ مِنْ إِلَٰهٍ ۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ (المؤمنون: 91)

ترجمہ:... نہ تو اللہ نے کوئی بیٹا بنایا ہے، اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا، اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتے، پاک ہے اللہ اُن باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔

۞ ...﴿وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا ٱللَّهُ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفَّٰرُ﴾ (ص: 66)

ترجمہ:... اور اللہ یکتا (اور) غالب کے سوا کوئی معبود نہیں، جو آسمانوں اور زمین اور جو (مخلوق) ان میں ہے سب کا مالک ہے، غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

۞ ...﴿وَهُوَ ٱلَّذِى فِى ٱلسَّمَآءِ إِلَٰهٌ وَفِى ٱلْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْعَلِيمُ﴾ (الزخرف: 84)

ترجمہ:... اور وہی (ایک) آسمانوں میں معبود ہے اور (وہی) زمین میں معبود ہے اور وہ دانا (اور) علم والا ہے۔

(2) الشرك في العلم

شرک فی العلم کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ جل جلالہٗ کی طرح اس کی مخلوق میں کسی اور کو بھی مطلق علم (ہر چیز کا علم) حاصل ہے، حاضر وناظر اور دور جگہ سے بھی علم رکھنے والا اور جاننے والا ہے۔

ہر چیز کا کامل علم اللہ کو حاصل ہے

❁ ...﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ﴾ (البقرة: 255)

ترجمہ:... وہ سارے بندوں کے تمام آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے، اور وہ لوگ اس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لا سکتے۔

❁ ...﴿يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ﴾ (الأنعام: 3)

ترجمہ:... وہ تمہارے چھپے ہوئے بھید بھی جانتا ہے، اور کھلے ہوئے حالات بھی، اور جو کچھ کمائی تم کر رہے ہو، اس سے بھی واقف ہے۔

❁ ...﴿إِنَّ ٱللَّهَ عَـٰلِمُ غَيْبِ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ﴾ (فاطر: 38)

ترجمہ:... بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے، وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔

۞ ...﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ (النمل: 65)

ترجمہ:... کہہ دو کہ: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کسی کو بھی غیب کا علم نہیں ہے، اور لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ اُنہیں کب دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

۞ ...﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَٰرُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ ٱللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (حم السجدة: 22)

ترجمہ:... اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔

۞ ...﴿وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (الإسراء: 85)

ترجمہ:... اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے، وہ بس تھوڑا ہی سا علم ہے۔

(3) الشرك في العبادة

شرک فی العبادۃ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا کسی کی ایسی عبادت کرے اور نیاز مندی کا اظہار کرے جس قسم کی عبادت اور عاجزی صرف

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے خاص ہے۔ مثلاً: نماز، روزہ، زکوٰۃ، سجدہ، رکوع، دعا، نذر، اور طواف وغیرہ۔ یہ سب عبادات ہیں، اور عبادات صرف اللہ کیلئے خاص ہیں کسی اور کیلئے عبادت کرنا شرک فی العبادۃ کہلاتا ہے۔

عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہونے پر دلائل

... دیکھو! سورۃ فاتحہ میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ عبادت کو اپنے لیے خاص کرتے ہوئے کلمۂ حصر لائے ہیں کہ عبادت صرف میری ہی کرو، معلوم ہوا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے علاوہ غیر کی عبادت درست نہیں۔ جیسے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ یعنی اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ ﴿إِيَّاكَ﴾ کو مقدم لانے سے یہ ہی غرض ہے کہ عبادت کا اختصاص صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے ہے۔

... رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے غیر اللہ کی عبادت کی تردید کرائی ہے۔

... ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِن كُنتُمْ فِى شَكٍّ مِّن دِينِى فَلَآ أَعْبُدُ ٱلَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَـٰكِنْ أَعْبُدُ ٱللَّهَ ٱلَّذِى يَتَوَفَّىٰكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ (یونس: 104)

ترجمہ:... (اے پیغمبر!) ان سے کہو کہ: اے لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں شک میں مبتلا ہو، تو (سن لو کہ) تم اللہ کے سوا جن جن کی عبادت کرتے ہو، میں اُن کی عبادت نہیں کرتا، بلکہ میں اُس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روح قبض

کرتا ہے، اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنوں میں شامل رہوں۔

... اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اہل کتاب کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی عبادت کی طرف دعوت دیں۔

... ﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: 64)

ترجمہ:... (مسلمانو! یہود و نصاریٰ سے) کہہ دو کہ: اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ! جو ہم تم میں مشترک ہو، (اور وہ یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پھر بھی اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو: گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

... ﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِى عَنكَ شَيْـًٔا﴾ (مریم: 42)

ترجمہ:... یاد کرو جب انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ: ابا جان! آپ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں، نہ دیکھتی ہیں، اور نہ آپ کا کوئی کام کر سکتی ہیں؟

عبادت کا حصر اللہ کی ذات میں

۞ ... ﴿بَلِ ٱللَّهَ فَٱعْبُدْ وَكُن مِّنَ ٱلشَّـٰكِرِينَ﴾ (الزمر: 66)

ترجمہ:... بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں ہو۔

۞ ... ﴿أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ﴾ (الزمر: 3)

ترجمہ:... دیکھو خالص عبادت اللہ ہی کے لیے (زیبا) ہے۔

۞ ... ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا﴾ (الإسراء: 23)

ترجمہ:... اور تیرے رب کا حکم ہے کہ تم اسی کی ہی عبادت کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۞ ... ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَـٰقَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ﴾ (البقرة: 83)

ترجمہ:... یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرنا۔

۞ ... ﴿وَٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُواْ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾ (النساء: 36)

ترجمہ:... اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔

۞ ... ﴿فَٱعْبُدِ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ﴾ (الزمر: 2)

ترجمہ:... صرف اللہ کی عبادت کرو (یعنی) اس کی عبادت کو (شریک

سے) خالص کر کے۔

فائدہ: تمام انواعِ عبادت صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے لیے خاص ہیں، کسی غیر کے لئے کرنا شرک فی العبادۃ کہلائے گا۔

نیز لفظ "غیر" اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے علاوہ تمام مخلوقات کو شامل ہے، خواہ انسان ہوں یا جنات، فرشتے ہوں یا کوئی اور مخلوق ہو۔

بعض عورتیں بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے نام کے روزے رکھتی ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرض اللہ کے نام پر اور سنت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نام پر، یہ سب شرک ہے، عبادت اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے۔

(4) الشرك في التصرف

شرک فی التصرف کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا کسی غیر کو مستقل طور پر کسی قسم کا تصرف حاصل ہے۔

مثلاً: کسی کو زندہ کرنا اور مارنا، یا عزت دینا، ذلت تک پہنچانا، یا صحت و بیماری میں مبتلا کرنا، یا اولاد دینا اور اولاد سے محروم کر دینا وغیرہ، اس قسم کے اعتقاد کے باطل اور شرک ہونے میں تو کسی قسم کا شبہ نہیں۔

کائنات میں حکم صرف اللہ کا چلتا ہے

اس کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کا تصرف چلتا ہے، کائنات کی ہر چیز اس کے حکم کی پابند ہے۔

مارنے اور زندہ کرنے پر اللہ کا تصرف

❁ ... ﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِٱللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَٰتًا فَأَحْيَٰكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (البقرة: 28)

ترجمہ:... اور تم اللہ کے ساتھ کس طرح کفر کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تم کو زندگی بخشی، پھر تم پر موت طاری کرتا ہے، پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

پیدا کرنے اور روزی دینے اور مارنے، جلانے میں اللہ کا تصرف

❁ ... ﴿ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَىْءٍ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الروم: 40)

ترجمہ:... اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر اس نے تمہیں رزق دیا، پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا، جن کو تم نے اللہ کا شریک مانا ہوا ہے، کیا اُن میں سے کوئی ہے جو ان میں سے کوئی کام کرتا ہو؟ پاک ہے وہ اور بہت بالا و برتر ہے اس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کرتے ہیں۔

بہروں، اندھوں اور گمراہ لوگوں پر نبی ﷺ کا تصرف نہ ہونے کا ذکر

❁ ... ﴿أَفَأَنتَ تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ أَوْ تَهْدِى ٱلْعُمْىَ وَمَن كَانَ فِى ضَلَٰلٍ

مُّبِينٍ﴾ (الزخرف: 40)

ترجمہ:... کیا تم بہرے کو سنا سکتے ہو یا اندھے کو رستہ دکھا سکتے ہو اور جو صریح گمراہی میں ہو اسے (راہ پر لا سکتے ہو؟)۔

زمین اور آسمان کی چیزوں پر اللہ کا تصرف

... ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءًۖ لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝ يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ ٱلزَّرْعَ وَٱلزَّيْتُونَ وَٱلنَّخِيلَ وَٱلْأَعْنَٰبَ وَمِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: 11)

ترجمہ:... خدا کی ذات وہی ہے جس نے تمہارے لیے آسمان سے پانی نازل کیا، اس میں سے کچھ تو تم پیتے ہو، اور اسی سے وہ درخت اُگتے ہیں جن میں تم مویشیوں کو چراتے ہو، اسی سے اللہ تمہارے لئے کھیتیاں، زیتون، کھجور کے درخت، انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سب باتوں میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانی ہے جو سوچتے سمجھتے ہوں۔

سمندر پر اللہ کا تصرف

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى سَخَّرَ ٱلْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا۟ مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا۟ مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا﴾ (النحل: 14)

ترجمہ:... اور اللہ تعالی ایسا ہے کہ جس نے دریا کو تمہارے لیے مسخر کیا، تاکہ تم اس

سے تازہ گوشت (یعنی مچھلی) کھاؤ، اوراس میں سے زینت وآرائش کا سامان نکالو، (موتی مونگا وغیرہ) جس کو تم پہنتے ہو۔

قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

﴿يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ إِلَى ٱلْأَرْضِ﴾ (الم السجدة: 5)

ترجمہ:... وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کا انتظام خود کرتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی جل جلالہ ہے: ﴿لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾ (الزمر: 44)

ترجمہ:... آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔

... ﴿خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ﴾ (الأنعام: 1)

ترجمہ:... اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

... ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾ (الشوری: 11)

ترجمہ:... اس کے مانند کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

دن اور رات اللہ کے حکم سے بدلتے ہیں

... ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا﴾ (الفرقان: 62)

ترجمہ:... اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایسا بنایا کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلے آتے ہیں، (مگر یہ ساری باتیں) اس شخص کے لئے (کارآمد ہیں) جو نصیحت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، یا شکر بجالانا چاہتا ہو۔

چاند اور سورج کا نظام اللہ چلاتا ہے

❁ ...﴿وَٱلشَّمۡسُ تَجۡرِي لِمُسۡتَقَرّٖ لَّهَاۚ ذَٰلِكَ تَقۡدِيرُ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَٱلۡقَمَرَ قَدَّرۡنَٰهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَٱلۡعُرۡجُونِ ٱلۡقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا ٱلشَّمۡسُ يَنۢبَغِي لَهَآ أَن تُدۡرِكَ ٱلۡقَمَرَ وَلَا ٱلَّيۡلُ سَابِقُ ٱلنَّهَارِۚ وَكُلّٞ فِي فَلَكٖ يَسۡبَحُونَ﴾ (یس:40)

ترجمہ:... اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے، یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے، جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی کامل، اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے، تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے، نہ سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے، اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے، اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

بادلوں اور ہواؤں کا نظام اللہ چلاتا ہے

❁ ...﴿وَٱللَّهُ ٱلَّذِيٓ أَرۡسَلَ ٱلرِّيَٰحَ فَتُثِيرُ سَحَابٗا فَسُقۡنَٰهُ إِلَىٰ بَلَدٖ مَّيِّتٖ فَأَحۡيَيۡنَا بِهِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَاۚ كَذَٰلِكَ ٱلنُّشُورُ﴾ (فاطر: 9)

ترجمہ:... اور اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے، پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر انہیں ہنکا کر ایک ایسے شہر کی طرف لے جاتے ہیں، جو (قحط سے) مردہ ہو چکا ہوتا ہے، پھر ہم اس (بارش) کے ذریعے مردہ زمین کو نئی زندگی عطا کرتے ہیں، بس اسی طرح

انسانوں کی دوسری زندگی ہوگی۔

زمین سے پیداوار اگانے والا صرف اللہ ہے

❁ ... ﴿فَلْيَنظُرِ ٱلْإِنسَٰنُ إِلَىٰ طَعَامِهِۦٓ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا ٱلْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا ٱلْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنۢبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَحَدَآئِقَ غُلْبًا﴾ (عبس:30)

ترجمہ:... پھر ذرا انسان اپنے کھانے ہی کو دیکھ لے! کہ ہم نے اوپر سے خوب پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو عجیب طرح پھاڑا، پھر ہم نے اس میں غلے اگائے، اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے گھنے باغات۔

پرندوں کو فضا میں اللہ نے تھاما ہوا ہے

❁ ... ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا۟ إِلَى ٱلطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَٰٓفَّٰتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا ٱلرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَىْءٍۭ بَصِيرٌ﴾ (الملک: 19)

ترجمہ:... اور کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کہ وہ پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں، اور سمیٹ بھی لیتے ہیں، ان کو خدائے رحمن کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے، یقیناوہ ہر چیز کو خوب دیکھ رہا ہے۔

اولاد اللہ دیتا ہے

❁ ... ﴿لِّلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَن

يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ﴾ (الشوری: 49)

ترجمہ:... سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے، لڑکے دیتا ہے۔

زندگی اور موت اللہ کے قبضے میں ہے

۞ ... ﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِٱللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَٰتًا فَأَحْيَٰكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (البقرۃ: 28)

ترجمہ:... تم اللہ کے ساتھ کفر کا طرز عمل کیسے اختیار کر لیتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے، اسی نے تمہیں زندگی بخشی، پھر وہ ہی تمہیں موت دے گا، پھر وہی تم کو (دوبارہ) زندہ کرے گا، اور پھر تم اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

۞ ... ﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِۦ وَنُمِيتُ وَنَحْنُ ٱلْوَٰرِثُونَ﴾ (الحجر: 23)

ترجمہ:... اور ہم ہی زندگی دیتے ہیں، اور ہم ہی موت دیتے ہیں، اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔

زمین اور آسمانوں کو اللہ نے تھاما ہوا ہے

۞ ... ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُمْسِكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ أَن تَزُولَا ۚ وَلَئِن زَالَتَآ إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ (فاطر: 41)

ترجمہ:... حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹلیں نہیں، اور اگر وہ ٹل جائیں، تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے، جو انہیں تھام

سکے، یقیناًاللہ بڑا بردبار، بہت بخشنے والا ہے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ ہر چیز پر اللہ کا تصرف ہے، ہر چیز اسی کے حکم سے بنی ہے اور اسی کے حکم سے چل رہی ہے۔ پوری کائنات پر اسی کا تصرف ہے۔ اس تصرف میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

(5) الشرك في المشيئة

اللہ کی ذات اپنے ارادے میں شریک سے پاک ہے، اللہ جو چاہتا ہے اپنے ارادے سے کرتا ہے، اس کے ارادے میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ اب اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ میں یہ کام کروں گا اگر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ چاہے اور میرا مرشد چاہے تو یہ عقیدہ بالکل باطل ہے اور شرک ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی مشیت وارادہ مقدم ہے مخلوق کی مشیت اور ارادے سے، تو پھر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی مشیت کے ساتھ مخلوق کی مشیّت کیسے ہو سکتی ہے۔

جبکہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات قدیم ہے اور مخلوق حادث ہے۔ مخلوق کی مشیت کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی مشیت کے ساتھ کرنے کی صورت میں حادث کو قدیم کہنا لازم آئے گا جو کہ باطل ہے۔

ہر کام صرف اللہ کے چاہنے سے ہونے پر دلائل

اب ذرا قرآن کریم سے ان آیات کو پیش کیا جاتا ہے، جن میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ہر کام اللہ کے چاہنے اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے، بدون اس کے ارادے کے کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔

۞ ... ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ﴾ (الدھر: 30)

ترجمہ:... اور بدون اللہ کے چاہے تم لوگ کوئی بات نہیں چاہ سکتے۔

۞ ... ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَءَامَنَ مَن فِى ٱلْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا﴾ (یونس:99)

ترجمہ:... اور اگر اللہ چاہتا تو روئے زمین پر بسنے والے سب کے سب ایمان لے آتے۔

۞ ... ﴿وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ (البقرة: 20)

ترجمہ:... اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے سننے اور دیکھنے کی طاقتیں چھین لیتا، بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۞ ... ﴿وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَا ٱقْتَتَلُوا۟ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ (البقرة: 253)

ترجمہ:... اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ ہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

۞ ... ﴿إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنۢ بَعْدِكُم مَّا يَشَآءُ كَمَآ أَنشَأَكُم مِّن ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ ءَاخَرِينَ﴾ (الأنعام: 133)

ترجمہ:... اگر وہ چاہے تو تم سب کو (دنیا سے) اٹھالے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ لے آئے، جیسے اس نے تم کو کچھ اور لوگوں کی نسل سے پیدا کیا تھا۔

۞ ... ﴿وَلَوْشَآءَ ٱللَّهُ مَافَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَايَفْتَرُونَ﴾ (الأنعام: 137)

ترجمہ:... اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے۔ لہذا اِن کو اپنی افترا پر دازیوں میں پڑا رہنے دو۔

۞ ... ﴿وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِى مَن يَشَآءُ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (النحل: 93)

ترجمہ:... اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت (یعنی ایک ہی دین کا پیرو) بنا دیتا، لیکن وہ جس کو چاہتا ہے، (اس کی ضد کی وجہ سے) گمراہی میں ڈال دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے، ہدایت تک پہنچا دیتا ہے اور تم جو عمل بھی کرتے تھے اس کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔

۞ ... ﴿وَٱللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (البقرة: 212)

ترجمہ:... اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۞ ... ﴿يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ﴾ (المائدة: 18)

ترجمہ:... وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ آسمانوں اور زمین پر اور ان کے درمیان جو کچھ موجود ہے اس پر تنہا ملکیت اللہ ہی کی ہے اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔

۞ ... ﴿وَمَاتَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ (التكوير: 29)

ترجمہ:... اور بدون اللہ کے چاہے جو کہ تمام جہانوں کا رب ہے تم لوگ کوئی بات نہیں چاہ سکتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی چاہت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، اللہ کی چاہت تمام چاہتوں پر مقدم ہے۔

۞ ... ﴿يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَٰثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌ قَدِيرٌ﴾

(الشوری:50)

ترجمہ:... وہ (اللہ) جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے، یا جس کے لیے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں جمع کر دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد اور بانجھ رکھتا ہے، بیشک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے۔

۞ ... ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا﴾ (الاسراء: 30)

ترجمہ:... بیشک تیرا رب کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کے لیے چاہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھتا ہے۔

۞ ... ﴿قُلِ ٱللَّهُمَّ مَٰلِكَ ٱلْمُلْكِ تُؤْتِى ٱلْمُلْكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ ٱلْمُلْكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ ٱلْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ (آل عمران: 26)

ترجمہ:... کہو اے اللہ! اے بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے، اور جسے چاہے بادشاہی چھین لے، اور جس کو چاہے ذلیل کرے، ہر طرح کی بھلائی تیرے

ہی ہاتھ ہے اور بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

"إن شاء الله" نہ کہنے پر وحی روک دی گئی

اہل مکہ نے یہود کی تعلیم کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے قصہ اصحاب کہف وغیرہ کے متعلق سوال کیا، تو آپ ﷺ نے ان سے کل جواب دینے کا وعدہ بغیر ان شاء اللہ کہے ہوئے کر لیا تھا، اس لیے پندرہ روز تک وحی نہ آئی اس پر آپ ﷺ کو بڑا غم ہوا، پندرہ روز بعد جب وحی نازل ہوئی، تو یہ ہدایت دی گئی کہ آیندہ کسی کام کے کرنے کو کہنا ہو تو "ان شاء اللہ" کہہ کے اس کا اقرار کر لیا کریں کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیّت پر موقوف ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

...﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاْيۡءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝٢٣ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُۚ﴾ (الکهف:24)

ترجمہ:... اور نہ کہنا کسی کام کو کہ میں کروں گا کل کو مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ مشیت اور ارادہ میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے، یہاں تک کہ نبی ﷺ کو بھی "ان شاء اللہ" نہ کہنے پر تنبیہ آئی۔

(6) اَلشِّرْكُ فِي الْاِسْتِعَانَةِ

مدد صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات کرتی ہے، اور اسی سے مدد طلب کرنے کا حکم ہے۔ اسباب کے تحت مدد طلب کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، قرآن میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان

ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ (یعنی نیک کام کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو)، پس اسباب کے دائرے میں مدد طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسباب سے بالاتر ہو کر مدد طلب کرنا، یعنی غائبانہ کسی سے مدد طلب کرنا یہ ناجائز ہے، غائبانہ مدد کے لئے صرف اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو پکار سکتے ہیں، کیونکہ وہی سمیع اور بصیر ہے، مثلاً کسی پریشانی میں یہ کہنا غلط ہوگا کہ اے بابا فرید میری اس پریشانی میں مدد فرما، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! میری مدد فرما، اس لیے کہ ایک انسان یا کوئی اللہ کا ولی جو دنیا سے رحلت فرما چکا ہے کسی کی بھی مدد نہیں کر سکتا ہے۔ ایسی کوئی مثال زمانۂ نبوت سے لے کر آج تک علمائے امت سے ثابت نہیں ہے کہ کسی انسان کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے یہ اختیار دیا ہو کہ وہ دنیا سے جانے کے بعد بھی لوگوں کی مدد کرے، یہ ایک قسم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔

مدد صرف اللہ سے مانگنے کا حکم

سورۂ فاتحہ جسے تعلیم المسئلۃ (یعنی مانگنے کی تعلیم) کا نام بھی دیا گیا ہے اس میں ہے کہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (ہم خاص کر کے تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں)، اور نماز کی ہر رکعت میں اس کا اقرار کرایا گیا ہے، اس کے علاوہ بھی کئی آیتوں میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان ہے کہ مدد صرف اسی سے طلب کی جائے، چنانچہ سورۂ بقرہ میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان ہے

۞...﴿وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ (البقرۃ:107)

ترجمہ:... اور تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مددگار نہیں۔

فائدہ: اس آیت میں بالکل واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے لیے اللہ کے علاوہ کوئی مددگار اور کارساز نہیں، پس اللہ کے غیر سے مدد طلب کرنا کیسے درست ہوگا؟

... سورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿وَمَا ٱلنَّصۡرُ إِلَّا مِنۡ عِندِ ٱللَّهِۚ﴾ (الأنفال: 10)

ترجمہ:... اور نصرت نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔

... سورۂ نساء میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان ہے

﴿وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ نَصِيرًا﴾ (النساء: 45)

ترجمہ:... اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز اور کافی ہے اللہ تعالیٰ نصرت کرنے والا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ مدد کیلئے اللہ ہی کافی ہے، وہ کبھی کسی کی مدد سے عاجز نہیں ہے، وہ ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے، اور جواب دیتا ہے، جس طرح قرآن کریم میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان ہے: ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلۡمُضۡطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكۡشِفُ ٱلسُّوٓءَ﴾ (النمل: 62) ترجمہ:... کون سی ذات ہے جو پریشان حال کی پکار کو سنتی ہے اور اس کی پریشانی دور کرتی ہے۔

اب یہ اعتقاد رکھنا کہ ہماری فریاد اللہ سنتا نہیں یا یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر آدمی کی فریاد اللہ تک نہیں پہنچتی، اس کے لئے ذریعہ لازم ہے، بالکل باطل اور بے بنیاد بات ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر آدمی کی ہر جگہ سنتا ہے، باقی مانگنے والوں میں فرق ہوتا ہے دینے والے کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔

شرک خفی

ریا کو شرک خفی بھی کہتے ہیں، ریا کا معنی یہ ہے کہ: وہ عبادت جو اللہ جل جلالہ کی تعظیم اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے مقرر کی گئی، اس عبادت کو خدا کی تعظیم اور تقرب کے علاوہ کسی دوسری چیز کا وسیلہ بنالے، مثلاً کوئی شخص نماز پڑھے اور نیت دکھلاوے کی ہو تو ریا ہوا، اسی طرح کوئی بھی نیک عمل جو اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہو، اس کو کسی مخلوق کی خوشنودی کے لئے کرنا ریا کہلائے گا۔

... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «مَنْ صَلَّى يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ» (مسند أحمد، المعجم الكبير للطبراني)

ترجمہ:... جس شخص نے دکھلاوے کی خاطر نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھلاوے کی خاطر روزہ رکھا اس نے شرک کیا۔

... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «إِيَّاكَ وَالشِّرْكَ الْأَصْغَرَ»، قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: «اَلرِّيَاءُ» (مسند احمد)

ترجمہ:... تم لوگ شرک اصغر سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! شرک اصغر کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ریا ہے۔

... ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ» قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الرِّيَاءُ» (مسند أحمد)

ترجمہ:... آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں اپنے بعد تمہارے اندر جس بات کا ڈر سب سے زیادہ محسوس کرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! شرک اصغر کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ ریاء ہے۔

... ریا کے متعلق آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے

«إِنَّ الْمُرَائِيْ يُنَادى يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَاقَاصِر، يَا غَادِر، يَا كَافِر، يَا خَاسِر، ضَلَّ عَمَلُكَ وَحَبَطَ أَجْرُكَ اِذْهَبْ فَخُذْ أَجْرَكَ مِمَّنْ تَعْمَلُ لَهُ» (كتاب الكبائر: 11)

ترجمہ:... آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن ریاکار کو پکارا جائے گا: او کوتاہی کرنے والے غدار، کافر! اور او نقصان اٹھانے والے! تمہارے اعمال گم ہو چکے ہیں اور تمہارا اجر ضائع ہو گیا ہے۔ ان سے جا کر اپنے عمل کا بدلہ تلاش کرو، جس کے لئے تو کرتا تھا۔

... حدیث قدسی ہے: «مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي فَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ»، وفِي رِوايَةٍ: «أَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ» (رواه مسلم)

ترجمہ:... (اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے) جس شخص نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کیا تو یہ عمل اسی شریک کے لئے ہے۔ ایک روایت میں ہے: اور میں اس سے بری ہوں۔

۞ ... قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے: «تَرْكُ الْعَمَلِ لِأَجْلِ النَّاسِ رِيَاءٌ، وَالْعَمَلُ لِأَجْلِ النَّاسِ شِرْكٌ، وَالْإِخْلَاصُ أَنْ يُعَافِيْكَ اللهُ مِنْهُمَا»

ترجمہ:... لوگوں کی وجہ سے کسی عمل کا ترک کرنا ریا ہے، اور لوگوں کے لیے کوئی عمل کرنا شرک ہے، اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ تمہیں ان دونوں چیزوں سے نجات دے۔

وہ صورتیں جو شرک کے مشابہ ہونے کی وجہ سے شرک قرار دی گئیں

جیسا کہ ہم پہلے یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ شرک کی کچھ اقسام تو کفر ہی ہیں، لیکن بعض اقسام پر شرک کا اطلاق بت پرستوں کے افعال سے مشابہت کی وجہ سے کیا گیا ہے، اب آگے شرک کی چند وہ اقسام ذکر کی جاتی ہیں جو کہ اگرچہ کفر کے درجہ کی نہیں ہیں لیکن ان پر بھی شرک کا اطلاق ہوتا ہے۔

قسم اٹھانے میں شرک

غیر اللہ کے نام کے قسم اٹھانے کو شرک قرار دیا گیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ» (سنن أبي داود)

ترجمہ:... جس شخص نے اللہ کے سوا غیر کے ساتھ قسم اٹھائی تو اس نے شرک کیا۔

کیونکہ اس قسم اٹھانے والے نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعظیم میں اس کو شریک ٹھہرایا ہے۔

۞ ... آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالعُزَّى فَلْيَقُلْ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ»

(صحيح البخاري

ترجمہ:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں جو کوئی قسم اٹھائے اور اپنی قسم میں لات اور عزی کا ذکر کرے، اسے چاہئے کہ وہ لا إله إلا الله پڑھے۔

۞ ... حضور ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے

«مَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ» (صحيح البخاري)

ترجمہ:... جو شخص قسم اٹھائے، تو اس کو چاہئے کہ اللہ جل جلالہ کے نام سے قسم اٹھائے یا پھر قسم نہ اٹھائے۔

منت ماننے میں شرک

اگر کوئی شخص اپنے اوپر اللہ جل جلالہ کے سوا کسی غیر کے لئے کوئی چیز لازم قرار دیتا ہے جیسے نماز ہو یا روزہ یا کچھ نقدی وغیرہ، تو یہ منت ماننے میں شرک کہلاتا ہے۔

منت دو طرح کی ہوتی ہے: (۱) نذر مطلق (۲) نذر مقید۔

نذر مطلق: مثلاً یوں کہے میں اللہ کے لیے چند دن روزہ رکھوں گا۔

نذر مقید: مثلاً یوں کہے اگر مجھے شفا مل گئی تو میں اللہ کے نام اتنا صدقہ کروں گا۔

اب کوئی شخص یہ کہے میرا فلاں کام ہو جائے تو میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر دو رکعت نماز پڑھوں گا یا ایک بکرا ذبح کروں گا، تو یہ غلط طریقہ ہے اور یہ **"شرک فی النذر"** کہلائے گا۔

البتہ اگر یوں کہے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو میں اللہ کے نام پر ایک جانور ذبح کروں گا اور ذبح کا گوشت عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے مزار میں جتنے مسکین ہیں ان کو کھلاؤں گا یہ صحیح ہو گا، یہ منت غیر اللہ کے نام کی نہ ہو گی بلکہ اللہ کے نام کی ہو گی۔

مزاروں سے حاجتیں اور منتیں ماننے پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کا فتویٰ

❁ ... حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "مَا لَا بُدَّ مِنْهُ" میں یہ تحریر فرماتے ہیں: سجدہ کردن بسوئے قبور انبیاء و اولیاء و طواف کردن قبور و دعا از آنہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیزہائے ازانہا کفر است و بکفر میر ساند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بر آنہا لعنت کردہ ازاں منع فرمادہ وگفتہ قبر مرا بت مکنید: «لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، اَلَا، لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِيْ وُثْنًا يَعْبُدُ».

ترجمہ:... انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی قبروں کی طرف سجدہ کرنا اور ان قبروں کا طواف کرنا، اور ان سے حاجتیں طلب کرنا، اور ان کے نام پر نذر و نیاز کرنا، یہ

سب باتیں مسلمانوں کے اجماع سے حرام امور ہیں، بلکہ بعض چیزیں ان میں سے کفر ہیں، اور بعض کفر تک پہنچانے والی ہیں، اور پیغمبر ﷺ نے ان پر لعنت کی ہے، اور ان سے منع فرمایا ہے، اور آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا، اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کی لعنت یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء (علیہم السلام) کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا، اور فرمایا کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کرنے لگ جاؤ۔

فال لینے میں شرک (یعنی شگون لینے میں شرک کرنا)

اگر کوئی شخص اپنے کسی مقصد کے لئے نکلتا ہے، لیکن آگے راستہ میں کتے کی آواز یا گیدڑ کی آواز سن لیتا ہے یا کوئی عورت وغیرہ سامنے آجاتی ہے تو وہ واپس پلٹ جاتا ہے، شگون لیتے ہوئے کہ میرا سفر کرنا یا گھر سے نکلنا ٹھیک نہیں ہے۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت میں ہرن کو بھگاتے تھے یا پرندہ اڑاتے تھے، اگر وہ دائیں طرف کو جاتے تو یہ سفر اپنے لیے بہتر سمجھتے اور سفر کر لیتے تھے اور اگر بائیں طرف جاتے تو شگون لیتے ہوئے سفر کا ارادہ ترک کر دیتے اور اس سفر کو اپنے لیے بہتر نہیں سمجھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس طرح شگون سے منع فرمایا ہے، اور اس کو شرک قرار دیا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:
«الطِّيَرَةُ شِرْكٌ» (سنن ابن ماجه) یعنی شگون لینا شرک ہے۔

۞ ... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الفَأْلُ». قَالُوا: وَمَا الفَأْلُ؟ قَالَ: «كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ» (صحيح البخاري)

ترجمہ :... آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگنے کا اعتقاد صحیح نہیں ہے، اور شگون لینا بھی درست نہیں، البتہ مجھے (نیک) فال پسند ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور! فال کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی اچھا کلمہ زبان سے سن لے اور اس سے دل خوش ہو جائے۔

اور یہ نیک فال بھی محض تبرک کے لئے ہوتا ہے: مثلاً کسی کا نام راشد ہو یا فصیح ہو (یعنی ہدایت یافتہ اور کامیاب)۔

قرآن سے فال نکالنا درست نہیں

قرآنی فال کا طریقہ

جو لوگ قرآن سے فال نکالتے ہیں، ان کا طریق یہ ہے کہ قرآن کو کھولنے کے بعد دیکھتے ہیں کہ پہلے صفحے پر پہلا حرف کونسا ہے، اور اسی طرح ساتویں صفحے پر ساتویں سطر پر پہلا حرف کونسا ہے؟ اگر ان حروف میں سے کوئی حرف ان میں سے (ل ت ث ح ل ا ک م) آگیا، تو اس کو اچھا خیال نہیں کرتے ہیں، اور ان کے ماسوا باقی حروف کو بہتر اور مبارک خیال کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں، اور قرآن کے ادب کے بھی خلاف ہے۔ بعض حضرات نے اس طرح کا فال نکالنے کو بدعت اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔

تعویذ گنڈوں میں شرک

شرک کی قسموں میں ایک قسم تعویذ اور دھاگوں میں گرہیں لگانے سے سحر

کرنا، جاڑ پھونک کرنا، محبت کے تعویذ کرنا اور کہانت ہے۔

اس سلسلے میں احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں

... «مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ».

ترجمہ:... یعنی جس شخص نے گرہ لگا کر اس میں پھونکا تو اس نے سحر کیا اور جس نے سحر کیا اس نے شرک کیا۔ (سنن النسائي)

... «مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللهُ لَهُ» (سنن البيهقي)

ترجمہ:... حضور ﷺ کا فرمان ہے جس نے کوئی تعویذ لٹکایا تو خدا تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے۔

... «إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ». (سنن ابن ماجه)

ترجمہ:... حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے بیشک جھاڑ پھونک، تعویذ اور تولہ شرک ہے۔ (تولہ کہتے ہیں ایک خاص قسم کے تعویذ یا عمل کو جسے عورتیں کرتی، کراتی ہیں تاکہ ان کے خاوند ان سے محبت کریں۔)

لفظ تمیمہ کی وضاحت

«تمائم» تميمة کی جمع ہے، اور عربی زبان میں تمیمہ کے جو معنی ہیں اردو میں اس کے لیے کوئی لفظ نہیں تھا اس لیے لوگوں نے اس کا معنی "تعویذ" سے کر دیا اس کے

نتیجے میں اس حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ ہر قسم کا تعویذ شرک ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔ تمیمہ عربی میں سیپ کی ان کوڑیوں کو کہا جاتا ہے جن کو زمانہ جاہلیت میں لوگ دھاگہ میں پرو کر بچوں کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے، اور ان کوڑیوں پر مشرکانہ منتر پڑھے جاتے تھے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کوڑیوں کو بذات خود مؤثر سمجھا جاتا تھا۔ یہ ایک مشرکانہ عمل تھا جس کو تمیمہ کہا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی کہ تمائم شرک ہے۔

(ماخوذ از: تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ)

تعویذ گنڈوں میں افراط و تفریط

تعویذ گنڈوں کے بارے میں لوگوں کے درمیان افراط و تفریط پائی جا رہی ہے، بعض لوگ وہ ہیں جو سرے سے جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کے بالکل قائل نہیں ہیں، بلکہ وہ لوگ اس قسم کے تمام کاموں کو ناجائز سمجھتے ہیں، حتی کہ بعض لوگ اس کام کو شرک قرار دیتے ہیں۔ دوسری طرف بعض لوگ ان تعویذ گنڈوں کے اتنے زیادہ معتقد اور ان میں اتنے زیادہ منہمک ہیں کہ ان کو ہر کام کے لیے ایک تعویذ چاہیے، ایک وظیفہ چاہیے، ایک گنڈا چاہیے، وہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ سارے کام ان وظیفوں اور ان تعویذ گنڈوں سے ہو جائیں، ہمیں ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت نہ پڑے۔ یہ دونوں باتیں افراط و تفریط کے اندر داخل ہیں۔

شریعت نے جو راستہ بتایا ہے وہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ہے۔ قرآن وسنت

سے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ جھاڑ پھونک کی کوئی حیثیت نہیں اور تعویذ کرنا ناجائز ہے۔ جن روایات میں جھاڑ پھونک اور تعویذ کی ممانعت آئی ہے اس سے ہر قسم کے جھاڑ پھونک مراد نہیں بلکہ اس سے مراد وہ تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھے۔ عجیب و غریب قسم کے منتر لوگ پڑھتے تھے۔

ان منتروں میں اکثر و بیشتر جنات وشیاطین سے مدد مانگی جاتی تھی۔ کسی میں بتوں سے مدد مانگی جاتی تھی۔ بہر حال ان منتروں میں ایک خرابی تو یہ تھی ان میں غیر اللہ سے اور بتوں سے اور شیاطین سے مدد مانگی جاتی تھی۔

دوسری خرابی یہ تھی اہل عرب ان الفاظ کو بذات خود مؤثر مانتے تھے یعنی ان کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ اللہ تعالی ان میں تاثیر دے گا تو ان میں تاثیر ہوگی اور اللہ تعالی کی تاثیر کے بغیر تاثیر نہیں ہوگی۔ بلکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ان الفاظ میں بذات خود تاثیر ہے اور جو شخص یہ الفاظ کہے گا اسے صحت یابی ملے گی۔

جھاڑ پھونک کے لیے چند شرائط

جہاں تک اللہ تعالی کے نام کے ذریعہ جھاڑ پھونک کا تعلق ہے وہ خود آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اس لیے وہ ٹھیک ہے لیکن اس کے جواز کے لیے چند شرائط انتہائی ضروری ہے، جن کے بغیر یہ عمل جائز نہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ جو کلمات پڑھے جائیں ان میں کوئی ایسا کلمہ نہ ہو جس میں اللہ جل جلالہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگی گئی ہو، اس لیے بعض اوقات ان میں "یا فلاں"

کے الفاظ ہوتے اور اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نام ہوتا ہے، ایسا تعویذ، ایسا گنڈا اور ایسا جھاڑ پھونک حرام ہے جس میں غیر اللہ سے مدد لی گئی ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اگر جھاڑ پھونک کے الفاظ یا تعویذ میں لکھے ہوئے الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی ہی معلوم نہیں کہ کیا معنی ہیں تو ایسا تعویذ استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ اس لیے کہ ہو سکتا کہ وہ کوئی مشرکانہ کلمہ ہو اور اس میں غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہو یا اس میں شیطان سے خطاب ہو، اس لیے ایسے تعویذ بالکل ممنوع اور ناجائز ہیں۔

(ماخوذ از: تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ)

تعویذ کے متعلق وضاحت

تعویذ کاغذ پر لکھے جاتے ہیں اور ان کو کبھی پیا جاتا ہے، اور کبھی گلے اور بازو میں باندھا جاتا ہے، کبھی جسم کے کسی اور حصہ پر استعمال کیا جاتا ہے۔

خوب سمجھ لیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے کوئی تعویذ لکھا ہو، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعویذ لکھنا ثابت ہے، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ کلمات سکھائے تھے

«أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ اللهِ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ»

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے اپنی بڑی اولاد کو یہ کلمات سکھا دیے

ہیں اور یاد کرادیے ہیں تاکہ وہ ان کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے رہا کریں، اور اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہیں اور جو میرے چھوٹے بچے ہیں وہ یہ کلمات خود سے نہیں پڑھ سکتے ان کے لیے میں نے یہ کلمات کاغذ پر لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اگر کسی عورت کی ولادت کا وقت ہو تو ولادت میں سہولت پیدا کرنے کے لیے طشتری یا صاف برتن میں یہ مذکورہ بالا کلمات لکھ کر اور پھر اس کو دھو کر اس خاتون کو پلا دیں تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ولادت میں سہولت فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ وہ یہ کلمات لکھ کر لوگوں کو دیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از: تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ)

اصل سنت جھاڑ پھونک کا عمل ہے

لیکن ایک بات یاد رکھنی چاہیے جو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے اور احادیث سے یقیناً یہی بات ثابت ہوتی ہے، وہ یہ کہ تعویذ کا فائدہ ثانوی درجہ کا ہے۔ اصل فائدے کی چیز جھاڑ پھونک ہے۔ جو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تلقین فرمائی۔ اس عمل میں زیادہ تاثیر ہے اور باعث برکت ہے۔ پس تعویذ اس جگہ استعمال کیا جائے جہاں آدمی وہ کلمات خود نہ پڑھ سکتا ہو اور نہ دوسرا شخص پڑھ کر دم کر سکتا ہو، اس موقع پر تعویذ دیا جائے، ورنہ اصل تاثیر جھاڑ پھونک میں ہے۔ بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

دونوں طریقے ثابت ہیں۔

(ماخوذ از: تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ)

۞ ... عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: «أَعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا». (سنن أبي داود)

ترجمہ:... حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں منتر پڑھ کر دم کرتے تھے، پس ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ اس منتر کے بارے میں کیا کہتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے منتر میرے اوپر پیش کرو اور فرمایا کہ منتر میں کوئی حرج نہیں جب تک شرک نہ ہو۔

۞ ... "سنن ابی داود" کی روایت ہے: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ». وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ.

(سنن أبي داود: 187)

ترجمہ:... عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوف اور گھبراہٹ میں یہ کلمات سکھاتے تھے: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ». آگے فرماتے ہیں کہ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات کو اپنے بالغ بچوں کو سکھاتے تھے اور جو نا سمجھ تھے ان کے گلے میں لکھ کر ڈال دیتے تھے۔

مشرک اور موحد بھائی کا قصہ اور شرک کرنے کا انجام

قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ نے دو بھائیوں کا قصہ ذکر فرمایا ہے، ان میں ایک بھائی مال دار اور باغوں والا، لیکن مشرک تھا، جبکہ دوسرا غریب تھا، لیکن دل میں توحید مضبوط تھی، پس مشرک کا انجام برا ہوا، اور موحد کا اچھا۔

ملاحظہ فرمائیں

... ﴿وَٱضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَـٰبٍ وَحَفَفْنَـٰهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا ٱلْجَنَّتَيْنِ ءَاتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْـًٔا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَـٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَكَانَ لَهُۥ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَـٰحِبِهِۦ وَهُوَ يُحَاوِرُهُۥٓ أَنَا۠ أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُۥ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِۦ قَالَ مَآ أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَـٰذِهِۦٓ أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَمَآ أَظُنُّ ٱلسَّاعَةَ قَآئِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّى لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهُۥ صَاحِبُهُۥ وَهُوَ يُحَاوِرُهُۥٓ أَكَفَرْتَ بِٱلَّذِى خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّىٰكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لَّـٰكِنَّا۠ هُوَ ٱللَّهُ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِرَبِّىٓ أَحَدًا ﴿٣٨﴾ وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ ٱللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا۠ أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسَىٰ رَبِّىٓ أَن يُؤْتِيَنِ

خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُۥ طَلَبًا ۝ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِۦ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَآ أَنفَقَ فِيهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَٰلَيْتَنِى لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّىٓ أَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُن لَّهُۥ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ ٱلْوَلَٰيَةُ لِلَّهِ ٱلْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا﴾ (الکھف:44)

ترجمہ:... اور (اے پیغمبر!) ان لوگوں کے سامنے اُن دو آدمیوں کی مثال پیش کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دے رکھے تھے، اور ان کو کھجور سے گھیرا ہوا تھا، اور ان دونوں باغوں کے درمیان کھیتی لگائی تھی۔ دونوں باغ پورا پورا پھل دیتے تھے، اور کوئی باغ پھل دینے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا تھا، اور ان دونوں کے درمیان ہم نے ایک نہر جاری کر دی تھی، اور اس شخص کو خوب دولت حاصل ہوئی تو وہ اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگا کہ: میرا مال بھی تم سے زیادہ ہے، اور میرا لشکر بھی تم سے زیادہ مضبوط ہے۔ اور وہ اپنی جان پر ستم ڈھاتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا۔ کہنے لگا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی بھی تباہ ہو گا، اور میرا خیال یہ ہے کہ قیامت کبھی نہیں آئے گی اور اگر کبھی مجھے اپنے رب کے پاس واپس بھیجا بھی گیا، تب بھی مجھے یقین ہے کہ مجھے اس سے بھی اچھی جگہ ملے گی۔ اُس کے ساتھی نے اُس سے باتیں کرتے ہوئے کہا: کیا تم اُس ذات کے ساتھ کفر کا معاملہ کر رہے ہو جس نے تمہیں مٹی سے، اور پھر نطفے سے پیدا کیا، پھر تمہیں ایک بھلا چنگا انسان بنا دیا؟ جہاں تک میرا

تعلق ہے، میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اللہ میرا پروردگار ہے، اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتا، اور جب تم اپنے باغ میں داخل ہو رہے تھے، اُس وقت تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ماشاء الله لا قوة إلا بالله! (جو اللہ چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے، اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں)۔ اگر تمہیں یہ نظر آرہا ہے کہ میری دولت اور اولاد تم سے کم ہے تو میرے رب سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ مجھے تمہارے باغ سے بہتر چیز عطا فرمادے، اور تمہارے اس باغ پر کوئی آسمانی آفت بھیج دے، جس سے وہ چکنے میدان میں تبدیل ہو کر رہ جائے۔ یا اُس کا پانی زمین میں اُتر جائے، پھر تم اُسے تلاش نہ کر سکو۔ اور (پھر ہوا یہ کہ) اُس کی ساری دولت عذاب کے گھیرے میں آگئی، اور صبح ہوئی اِس حالت میں کہ اُس نے باغ پر جو کچھ خرچ کیا تھا، وہ اُس پر ہاتھ ملتا رہ گیا، جبکہ اُس کا باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا تھا، اور وہ کہہ رہا تھا: کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانا ہوتا۔ اور اُسے کوئی ایسا لشکر میسر نہ آیا جو اللہ کو چھوڑ کر اُس کی مدد کرتا، اور نہ وہ خود اس قابل تھا کہ اپنا دفاع کر سکے۔ ایسے موقع پر (آدمی کو پتہ چلتا ہے کہ) مدد کا سارا اختیار سچے اللہ کو حاصل ہے۔ وہی ہے جو بہتر ثواب دیتا اور بہتر انجام دکھاتا ہے۔

ردِّ شرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حجر اسود کو خطاب

❁ ... عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ. (سنن النسائي)

ترجمہ:... عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور فرمانے لگے: میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

ردِ شرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیعت رضوان کا درخت کٹوانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس درخت کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی اور جس کا ذکر خود قرآن میں ہے ارشاد خداوندی ہے: ﴿لَّقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ﴾(الفتح: 18) یہ درخت برکت کا کتنا بڑا اثر اور نشان بن سکتا تھا، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ اس درخت کے پاس کثرت سے جا رہے ہیں جس سے یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ عقیدت کے غلو میں مبتلا ہو کر کہیں بے اعتدالی کا شکار نہ ہوں اور آنے والی نسلیں اس درخت کو نشانِ تعظیم نہ بنالیں۔ پس اس اندیشے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو سرے سے ہی کٹوا دیا۔

حبِّ اولیاء رحمہم اللہ کے غالیوں کے چند شرکیہ اشعار

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

ہماری لاج کس کے ہاتھ میں ہے؟ بغداد والے کے
بلائیں ٹال دینا کام کس کا؟ غوث اعظم کا

جہاز تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا
وظیفہ جب انہوں نے پڑھ لیا یا غوث اعظم کا

گئے اک وقت میں ستر مریدوں کے یہاں آقا
سمجھ میں آ نہیں سکتا معمّہ غوث اعظم کا

شفا پاتے ہیں صدہا جان بہ لب امراض مہلک
عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوث اعظم کا

بِلَادُ اللهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِيْ سے یہ ظاہر ہے
کہ عالم میں ہر اک شئے پر ہے قبضہ غوث اعظم کا

فَحُكْمِيْ نَافِذٌ فِيْ كُلِّ حَالٍ سے ہوا
تصرف انس وجن سب پر ہے آقا غوث اعظم کا

ہوا موقوف فوراً ہی برسنا اہل محفل پر
جو پایا ابر باراں نے اشارہ غوث اعظم کا

جو حق چاہے وہ یہ چاہیں جو یہ چاہیں وہ حق چاہے
تو مٹ سکتا ہے پھر کس طرح چاہا غوث اعظم کا

فقیہوں کے دلوں سے دھو دیا ان کے سوالوں کو
دلوں پر ہے بنی آدم کے قبضہ غوث اعظم کا

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے تھے مردوں
بہت مشہور ہے احیائے موتی غوث اعظم کا

فرشتے مدرسے تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا

رسول اللہ نے خلعت پہنایا برسر مجلس
بجے کیوں کر نہ پھر عالم میں ڈنکا غوث اعظم کا

ہمارا ظاہر وباطن ہے ان کے آگے آئینہ
کسی شئے سے نہیں عالم میں پردہ غوث اعظم کا

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گجرانوالہ، جلد: 15، شمارہ: 6، مئی، سن 1973ء، بحوالہ قبر پرستی ص: 29)

فائدہ: مذکورہ اشعار پر غور کریں، ایسے اشعار کسی بھی طرح عقائدِ اسلام اور تعلیماتِ نبوی کے ترجمان نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کو کائنات میں متصرف ٹھہرایا جائے، مشکل کشا، حاجت روا ٹھہرایا جائے، اور علیم وخبیر ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اس طرح کے شرکیہ نظریات اور عقائد سے محفوظ رکھے۔

حقیقتِ زیارتِ قبور

احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں

اشعار

مخلوق کو سجدہ نہ کیا ہے نہ کریں گے — یہ ظلم گوارہ نہ کیا ہے نہ کریں گے

اللہ کے سوا سجدہ ہے توہین بشر کی — سر خم کبھی اپنا نہ کیا ہے نہ کریں گے

ذلت ہے جو اس در کے سوا ہاتھ پساریں — ہم نے کبھی ایسا نہ کیا ہے نہ کریں گے

جو صاحب ایماں ہے کبھی پیٹ کی خاطر — ایمان کا سودا نہ کیا ہے نہ کریں گے

ان شاء اللہ باطل سے دبیں گے نہ دبے ہیں — جھوٹا کبھی دعوی نہ کیا ہے نہ کریں گے

قوالوں کے دھن پر کوئی ناچے کوئی تھر کے — ہم نے یہ تماشا نہ کیا ہے نہ کریں گے

تقدس کے پردے میں کوئی مال بٹورے — یوں قوم سے دھوکا نہ کیا ہے نہ کریں گے

تلواروں کے سائے میں بھی حق ہو گا زباں پر
ہم نے کبھی اخفا نہ کیا ہے نہ کریں گے

(شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی رحمہ اللہ)

حقیقتِ زیارتِ قبور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں

حضور ﷺ نے شروع میں لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا، کیونکہ لوگ شرک کی تاریکیوں سے نکل کر نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اور قبریں بت پرستی کا ہمیشہ سے ذریعہ رہی ہیں، جب لوگوں کے دلوں میں توحید راسخ اور مضبوط ہوگئی تو ان کو قبرستان جانے کی رخصت دے دی۔ اور اس کا طریقہ بھی بتادیا اور تنبیہ بھی فرمادی کہ زبان سے کوئی بات یا عمل سے کوئی غیر شرعی کام نہ کریں مثلاً آہ وبکا، نوحہ یا کوئی اور مشرکانہ فعل۔

... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

«إِنِّي نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، فَإِنَّ فِيهَا عِبْرَةً».

ترجمہ:... بیشک میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا لیکن اب تمہیں رخصت ہے؛ کیونکہ ان کی زیارت سے عبرت ہوتی ہے۔

... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

«نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، ثُمَّ بَدَا لِي أَنَّهَا تُرِقُّ الْقَلْبَ، وَتُدْمِعُ الْعَيْنَ، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، فَزُورُوهَا وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا».

ترجمہ:... میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا، پھر مجھے ظاہر ہوا کہ یہ دلوں کو نرم کرنے والی، آنکھوں کو آنسوں سے بھر لانے والی اور آخرت کی یاد تازہ کرنے والی ہے، اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو، اور غیر شرعی کلمات نہ بولنا۔

۞ ... عَنْ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ، إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ: تُذْكَرُ الجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِي، وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ القَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ». قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ»(سنن الترمذي)

ترجمہ:... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلام فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے، تو اتنا روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ جنت اور دوزخ کے تذکرہ سے اتنا نہیں روتے، جتنا قبر کو دیکھ کے رونے لگتے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بیشک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، جس نے اس سے نجات پائی، اس کے لیے آئندہ بھی آسانی ہو گی، اور جو یہاں ناکام ہوا، تو اس کے لیے اس سے زیادہ سختی ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ میں نے قبر سے زیادہ ہولناک چیز کوئی نہیں دیکھی۔

۞ ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ: الْمَوْتِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى القَبْرِ يَوْمٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ فَيَقُولُ: أَنَا بَيْتُ الغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الوَحْدَةِ، وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ، وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ»(سنن الترمذي)

ترجمہ:... پس تم لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کو یاد کرو، بیشک قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ آواز نہ لگاتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں،

میں مٹی کا گھر ہوں۔

خرافات سے بچیں

چوں کہ قبروں کی زیارت سے فکر آخرت پیدا ہوتی ہے، اس لیے قبروں کی زیارت کرنی چاہیے، تاہم خلاف شرع کاموں سے بچنا چاہیے، جیسے: قوالی گانا، قبروں کو سجدہ کرنا، منتیں ماننا، اہل قبور سے اپنی مرادیں طلب کرنا، چادریں چڑھانا، چراغاں کرنا، پھول ڈالنا وغیرہ۔

قبر پر چادر چڑھانے کی ممانعت

... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر نکلے اور میں نے دروازہ پر ایک پردہ ڈال دیا، جب آپ تشریف لائے تو آپ نے پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ پس اس کو کھینچا اور پھر ارشاد فرمایا

«إِنَّ اللهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ» (متفق عليه)

ترجمہ:... اللہ نے ہم کو پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا۔

اس حدیث کی روشنی میں علما فرماتے ہیں کہ قبر پر غلاف چڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

قبروں کو سجدہ گاہ اور میلہ گاہ بنانے کی ممانعت

... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

«لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»

(صحيح البخاري، كتاب الجنائز)

ترجمہ:... یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے انبیا(علیہم السلام) کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔

... حضور ﷺ کا فرمان ہے: «وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ» (سنن أبي داود)

ترجمہ:... میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور میرے اوپر درود بھیجو، بیشک تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے، جہاں کہیں تم ہو۔

صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کا ارشاد

... حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اپنی فارسی کی مشہور کتاب "مَا لَا بُدَّ مِنْهُ" میں تحریر فرماتے ہیں

سجدہ کردن بسوئے قبور انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ و طواف کردن قبور و دعا از آنہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است، بلکہ چیزہائے از انہا کفر است و بکفر میرساند، پیغمبر ﷺ بر آنہا لعنت کردہ، ازاں منع فرمادہ و گفتہ قبر مرا بت مکنید: «لَعَنَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا، لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِيْ وُثْنًا يَعْبُدُ» (مَا لَا بُدَّ مِنْهُ)

ترجمہ:... انبیاء علیہم السلام اور اولیا کرام رحمہم اللہ کی قبروں کی طرف سجدہ کرنا اوران قبروں کا طواف کرنا، اوران سے حاجتیں طلب کرنا اوران کے نام پر نذر و نیاز کرنا، یہ سب باتیں مسلمانوں کے اجماع سے حرام امور ہیں، بلکہ بعض چیزیں ان میں سے کفر ہیں، اور

بعض کفر تک پہنچانے والی ہیں، اور پیغمبر ﷺ نے ان پر لعنت کی ہے، اور ان سے منع فرمایا ہے، اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا، اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیا علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا، اور فرمایا کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کرنے لگ جاؤ۔

قبر پکی کرنے کی ممانعت

۞ ... پختہ قبر تعمیر کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ»(صحيح مسلم)

ترجمہ:... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے، ان پر بیٹھنے اور ان پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قبروں کی طرف نماز پڑھنے اور اس پر بیٹھنے کی ممانعت

۞ ... قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ، وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا»(صحيح مسلم)

ترجمہ:... تم قبروں پر مت بیٹھو اور اس کی طرف نماز نہ پڑھو۔

اٹھی ہوئی قبر برابر کرنے کا حکم

۞ ... عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ:

«أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ» (صحيح مسلم، رقم: 1312)

ترجمہ:... ابو الہیاج اسدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس کام پر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ جاؤ جو تصویر دیکھو اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی نظر آئے اسے برابر کر دو۔

عورتوں کو زیارت قبور سے ممانعت

... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ». (سنن الترمذي: 2/203)

ترجمہ:... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔

... عورتوں کی زیارت قبور کے بارے امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

... «وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ هَذَا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُرَخِّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِي رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا كُرِهَ زِيَارَةُ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جَزَعِهِنَّ» (سنن الترمذي)

ترجمہ:... بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ممانعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخصت

دینے سے پہلے کی ہے، جب آپ ﷺ نے مطلقاً اجازت دے دی تو مرد عورتیں سب کو اجازت ہے۔ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کا زیارتِ قبور کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان میں صبر کم اور رونا پیٹنا زیادہ ہوتا ہے۔

... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِحُبْشَةٍ قَالَ: فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ، فَدُفِنَ فِيهَا، فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً ... مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ: لَنْ

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا ... لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللهِ! لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مُتَّ، وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ». (سنن الترمذي)

ترجمہ:... عبد اللہ بن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ جب عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حبشہ میں انتقال ہوا تو انھیں مکہ لا کر دفنایا گیا، پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے قبر پر حاضر ہو
کر فرمانے لگی

ہم دونوں اس طرح تھے جیسے جذیمہ بادشاہ کے دو ہم نشین، جو
ایک طویل مدت سے اکھٹے رہے ہوں۔ یہاں تک کہ کہا جانے

لگا: یہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔ لیکن جب ہم جدا ہوئے تو ایسا محسوس
ہوا گویا کہ ایک مدت دراز تک اکٹھا رہنے کے باوجود میں اور
مالک نے ایک رات بھی اکٹھے نہیں گزاری۔

پھر فرمانی لگیں: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں موجود ہوتی جہاں تیرا انتقال ہوا، تو وہیں دفنانے کا حکم دیتی، اور اگر موت سے پہلے تمہیں دیکھ لیتی تو تمہاری قبر پر نہ آتی۔

معلوم ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قبر پر حاضری کو درست نہ سمجھتی تھیں۔

اشکال: پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کیوں حاضر ہوئیں؟

جواب: بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے شاید حدیث میں ممانعت کثرت سے زیارت کرنے والیوں کے لیے ہو، اس لیے کہ لفظ «زوّارات» مبالغہ کا صیغہ ہے۔

بہر حال آج کل مغرب پرستی کے زیر اثر مردوں کی نظروں میں پاکیزگی کم اور آوارگی زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس لیے اس پُر فتن زمانے میں عورت کے لیے گھر کے اندر رہنے میں زیادہ عافیت ہے اور ان کے لیے قبروں میں نہ جانا زیادہ مناسب ہے کہ کہیں نیکی برباد اور گناہ لازم ہونے کی مصداق نہ بن جائیں۔ گھروں میں بیٹھ کر اپنے مرحومین کے لیے جتنا ہو سکے ایصال ثواب کریں۔

گنبد خضراء کی تاریخ

بعض لوگ جو قبروں کو پختہ بناتے ہیں اور اس پر قبہ بھی قائم کرتے ہیں، اور اسے کار خیر سمجھتے ہیں، اور استدلال کے طور پر روضۂ رسول ﷺ کے گنبد کو پیش کرتے ہیں، جبکہ گنبد خضراء صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کا بنا ہوا نہیں ہے، بلکہ یہ بعد کے زمانے میں بنایا گیا ہے، پس اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔ اب آیئے ذرا گنبد خضراء کی تاریخ پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے حضور ﷺ کی قبر مبارک کچی ہے اور شروع سے ایسا ہی ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے پکی قبر بنانے سے منع فرمایا ہے اور مزاروں میں تعمیر سے منع فرمایا ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ گنبد خضرا جس کی نسبت روضۂ رسول ﷺ کے ساتھ ہو چکی ہے اور جس کی عقیدت امت مسلمہ کے قلب میں پیوست ہو چکی ہے، وہ کب اور کیسے اور کس نے تعمیر کرایا۔

پہلا مرحلہ: ساتویں صدی کے آخری نصف میں 668ھ میں سلطان رکن الدین نے حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارد گرد لکڑی کی جالی تیار کرائی اور اسی جالی پر لکڑی کی چھت بنا کر اس کو قیمتی ریشمی کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔

دوسرا مرحلہ: اس کے بعد 678ھ میں ملک منصور قلاؤن صالحی کے عہد میں اس حجرے پر قبہ بنایا گیا، یہ پہلا شخص ہے جس نے قبہ تعمیر کرایا۔

تیسرا مرحلہ: اس کے بعد 722ھ میں الملک الناصر محمد بن قلاؤن کے عہد میں قبے کی تجدید کی گئی، پہلے اس کا رنگ سفید تھا، اس کو قبۃ البیضاء کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

چوتھا مرحلہ: اس کے بعد 1255ھ میں اس گنبد پر سلطان محمد نے سبز رنگ کرایا اور اسی وقت سے گنبد خضرا کے نام سے موسوم ہے۔ (تاریخ الحرمین)

فائدہ: گنبد خضراء سے استدلال کرتے ہوئے قبروں کو پختہ بنانا یا اس پر قبے قائم کرنا درست نہیں۔ گنبد خضراء کی نسبت چونکہ روضۂ رسول ﷺ کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے، اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کی محبت بیٹھ چکی ہے، لہذا اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔

زیارتِ قبور سے متعلق چند مسائل

قبرستان میں فاتحہ اور دعا کا طریقہ

مسئلہ: قبرستان میں جا کر پہلے اہل قبرستان کو سلام کہنا چاہیے۔ جس کے الفاظ حدیث میں یہ آتے ہیں: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ»، پھر جس قدر ممکن ہو، ان کے لیے دعا و استغفار کرے، اور قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔ بعض روایات میں سورہ یٰسین، سورہ تبارک الذی، سورہ فاتحہ،

سورہ زلزال، سورہ تکاثر، اور سورہ اخلاص، اور آیۃ الکرسی کی فضیلت بھی آئی ہے۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے کہ قبر کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو، اور جب دعا کا ارادہ کرے، تو قبر کی طرف پشت اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔

قبرستان میں پڑھنے کی مسنون دعائیں

مسئلہ: سب سے پہلے قبرستان جا کر اہل قبور کو سلام کہنا چاہیے، اس کے مختلف الفاظ احادیث میں آئے ہیں، ان میں سے کوئی سے الفاظ کہہ لے، اگر وہ یاد نہ ہوں، تو "السّلام علیکم" ہی کہے، اس کے بعد ان کے لیے دعا واستغفار کرے، اور جس قدر ممکن ہو، تلاوت قرآن کریم کا ثواب ان کو پہنچائے، احادیث میں خصوصیت کے ساتھ بعض سورتوں کا ذکر آیا ہے، مثلاً سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی، سورہ یٰسٓ، سورۂ تکاثر، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس وغیرہ۔

قبرستان میں عورتوں کا جانا صحیح نہیں

سوال: کیا عورتوں کا قبرستان جانا منع ہے؟

جواب: عورتوں کے قبرستان جانے میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ جوان عورتوں کو تو ہرگز نہیں جانا چاہیے، بڑی بوڑھی عورتیں اگر جائیں اور وہاں کوئی خلاف شرع کام نہ کریں تو گنجائش ہے۔

عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز نہیں

سوال: کیا عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے؟

جواب: عورتوں کا قبروں پر جانا اختلافی مسئلہ ہے، اکثر اہلِ علم تو حرام یا مکروہِ تحریمی کہتے ہیں، اور کچھ حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ اختلاف یوں پیدا ہوا کہ ایک زمانے میں قبروں پر جانا سب کو منع تھا، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی، بعد میں حضور پُر نور ﷺ نے اس کی اجازت دے دی، اور فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو، وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

جو حضرات عورتوں کے قبروں پر جانے کو جائز قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ یہ اجازت جو آنحضرت ﷺ نے دی، مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔

اور جو حضرات اسے ناجائز کہتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں، لہٰذا قبروں پر جانا ان کیلئے ممنوع اور لعنت کا سبب ہو گا۔

یہ حضرات یہ بھی فرماتے ہیں کہ عورتیں اگر شرعی مسائل سے واقفیت حاصل کر بھی لیں تب بھی ان میں صبر و حوصلہ اور ضبط کم ہوتا ہے، اس لئے ان کے حق میں غالب اندیشہ یہی ہے کہ یہ وہاں جاکر جزع فزع اور شریعت کے ممنوع کردہ اعمال سے بچ نہ پائیں گی۔ شاید اسی اندیشہ کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے ان کے قبروں پر جانے کو لعنت کا سبب فرمایا۔ اور یہ اختلاف بھی اس صورت میں ہے کہ عورتیں قبروں پر جاکر کسی بدعت کا ارتکاب نہ کرتی ہوں، ورنہ کسی کے نزدیک بھی اجازت نہیں ہے، آج کل بعض عورتیں بعض مشہور مزاروں پر جاکر جو کچھ کرتی ہیں، اسے دیکھ کر یقین آجاتا ہے

کہ آنحضرت ﷺ نے مزاروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت کیوں فرمائی ہے۔

عورتوں اور بچوں کا قبرستان جانا، بزرگ کے نام کی منت ماننا

اہل قبر کیلئے منت ماننا بالاجماع باطل اور حرام ہے، "در مختار" میں ہے

جاننا چاہیے کہ اکثر عوام کی طرف سے مُردوں کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے، اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کی قبروں پر روپے، پیسے، شیرینی، تیل وغیرہ کے جو چڑھاوے ان کے تقرّب کی خاطر چڑھائے جاتے ہیں، یہ بالاجماع باطل اور حرام ہے، اِلّا یہ کہ نذر اللہ کے لئے ہو، اور وہاں فقراء پر خرچ کرنے کا قصد کیا جائے۔ لوگ خصوصاً اس زمانے میں اس رسم میں بکثرت مبتلا ہیں، اس مسئلہ کو علامہ قاسم نے "درر البحار" کی شرح میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ایسی نذر کے ناجائز اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں، اول یہ کہ یہ نذر مخلوق کے نام کی ہے، اور مخلوق کے نام کی منت ماننا جائز نہیں، کیونکہ نذر عبادت ہے، اور غیر اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی۔ دوم یہ کہ جس کے نام کی منت مانی گئی، وہ میت ہے، اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ سوم یہ کہ اگر نذر ماننے والے کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ فوت شدہ بزرگ بھی تکوینی امور میں تصرف رکھتے ہیں، تو یہ عقیدہ غلط ہے۔

(رد المحتار: 2/439، وانظر أيضًا: البحر الرائق: 2/320)

عورتوں کا قبر پر جانے کا مسئلہ؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک

عورتوں کا قبروں پر جانا حرام ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، ان عورتوں پر جو بکثرت قبروں کی زیارت کو جاتی ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح: 154)

بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک جائز ہے، بشرطیکہ وہاں جزع فزع نہ کریں، اور کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ کریں، ورنہ حرام ہے، اس زمانے میں عورتوں کا وہاں جانا فساد سے خالی نہیں، اکثر بے پردہ جاتی ہیں، اور پھر وہاں جاکر غیر شرعی حرکتیں کرتی ہیں، منتیں مانتی ہیں، چڑھاوے چڑھاتی ہیں، اس لئے صحیح یہ ہے کہ جس طرح آج کل عورتوں کے وہاں جانے کا رواج ہے، اس کی کسی کے نزدیک بھی اجازت نہیں، بلکہ بالاجماع حرام ہے۔

(ماخوذ از: آپ کے مسائل اور ان کا حل، مولانا یوسف لدھیانوی)

حقیقت مقام اولیاء رحمہم اللہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں

حقیقت مقام اولیاء رحمہم اللہ

لغت میں ولی کی تعریف

لغت میں ولی دوست، محب، قرب اور نزدیکی کے معنی میں آتا ہے، اس کی جمع "اولیاء" ہے، یعنی محبت کرنے والے۔

شریعت میں ولی کی تعریف

وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔

مفسرین کی نگاہ میں ولی کی تعریف

... علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «هُمُ الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهُ بِالطَّاعَةِ».
(تفسیر مدارك التنزيل: 291/2)

ترجمہ:... اللہ کے ولی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس (یعنی اللہ) سے قرب حاصل کریں اطاعت کے ذریعہ۔

... صاحبِ تفسیرِ کبیر رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں: «وَلِيُّ اللهِ مَنْ يَكُوْنُ آتِيًا بِالْاِعْتِقَادِ الصَّحِيْحِ الْمَبْنِيِّ عَلَى الدَّلِيْلِ، وَيَكُوْنُ آتِيًا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ عَلَى وَفْقِ مَا وَرَدَتْ بِهِ الشَّرِيْعَةُ» (التفسير الكبير: 126/17)

ترجمہ:... اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جس کا اعتقاد دلیل (یعنی قرآن و سنت) کے مطابق ہو، اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق ادا کرنے والا ہو۔

قرآن کریم میں ولی کا تعارف

۞ ... ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ﴾ (یونس: 63)

ترجمہ:... (ولی) وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لائیں (یعنی اعتقاد بالکل درست ہو)، اور وہ اللہ سے ڈرتے ہوں۔

۞ ... ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: ﴿إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ﴾

(الأنفال: 34)

ترجمہ:... اس کے دوست صرف اور صرف وہ ہیں جو اس سے ڈرنے والے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی نظر میں ولی کی تعریف

۞ ... نبی اکرم ﷺ نے ولی کی تعریف یوں فرمائی: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ: مَنْ أَوْلِيَاءُ اللهِ؟ قَالَ: «اَلَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ»

(التفسير المظهري: 40/5)

ترجمہ:... جب حضور ﷺ سے اللہ کے ولی لوگوں کے متعلق پوچھا گیا کہ اللہ کے ولی کون ہوتے ہیں، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

۞ ... حدیث قدسی: اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں: «إِنَّ مِنْ أَوْلِيَائِي الَّذِيْنَ يُذْكَرُوْنَ بِذِكْرِيْ»

ترجمہ:... میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں، جو میری یاد کے ساتھ یاد آویں، (اور جن کی یاد کے ساتھ میں یاد آؤں)۔

مراتب اولیاء رحمہم اللہ

پہلا درجہ: جو ہر مسلمان اور ایمان والے کو حاصل ہے، اس طور پر کہ ہر مسلمان کو اللہ کے ساتھ کسی نہ کسی درجہ میں تعلق حاصل ہے۔

دوسرا درجہ: ذکر اللہ کے ذریعہ فنافی اللہ ہو، بری خصلتوں سے بچتے ہوئے، اچھی صفات اپناتے ہوئے، بحر معرفت میں مستغرق ہو، حتیٰ کہ صفتِ احسان کو پائے، اور وہ یہ ہے کہ «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ» (یعنی تو اللہ کی ایسی عبادت کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے)۔ ذکر اللہ ہی وہ عمل ہے جس سے آدمی کو اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، جیسے ایک حدیث مبارک میں ہے

... «لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللهِ».

ترجمہ:... ہر چیز کے لیے صیقل یعنی صفائی کا طریقہ ہوتا ہے اور دل کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے۔

ولایت کا اعلیٰ درجہ انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے

انبیاء علیہم السلام سے بڑا کوئی ولی نہیں، جو کہ ہر وقت معرفت الٰہی میں مستغرق ہوتے ہیں، جو کہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں، اس کے بعد ولایت کا دوسرا درجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کو حاصل ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست صحبت اور معیت حاصل کی ہے، اس لیے ولایت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا درجہ سب سے بڑا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مواعظ سننے سے جو ایمان کی کیفیات بنتی ہیں، پوری زندگی وظائف پڑھنے سے وہ کیفیت حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے اولیاء اللہ

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑے اولیاء اللہ عشرہ مبشرہ ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی خوش خبری مل گئی۔

چند اللہ جل جلالہ کے ولی صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین

- ... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

«أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ» (ابو داود)

ترجمہ:... اے ابو بکر! میری امت میں تو سب سے پہلا شخص ہوگا، جو جنت میں داخل ہوگا۔

- ... حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

«أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ ثُمَّ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ»

ترجمہ:... میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر (روز محشر) کھلے گی پھر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کی۔

... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

«لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ» (سنن الترمذي)

ترجمہ:... ہر نبی کا کوئی دوست ہوتا ہے اور میرا دوست جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ ہوگا۔

... حضرت علی رضی اللہ عنہ

«أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ» (متفق عليه)

ترجمہ:... اے علی! تیرا مرتبہ میرے ساتھ ایسے ہے جیسے حضرت ھارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

«فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّيْ فَمَنْ أَبْغَضَهَا أَبْغَضَنِيْ» (متفق عليه)

ترجمہ:... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایسی ہے، جیسے میرے جسم کا ایک حصہ ہے، پس جو ان سے بغض رکھے گا، گویا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔

... حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ

«اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ» (رواه الترمذي)

ترجمہ:... (حضرت) حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

... حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

«إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» (متفق عليه)

ترجمہ:... بیشک وہ (حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ) جنتی ہیں۔

... حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى أَرْبَعَةٍ: عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، وَالْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ» رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

(المعجم الكبير للطبراني)

ترجمہ:... بیشک جنت چار آدمیوں کی مشتاق ہے: علی بن ابی طالب، عمار بن یاسر، اور سلمان الفارسی اور مقداد بن الاسود (رضی اللہ عنہم)۔

فائدہ: ان احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان اور ان کا مقام کتنا بلند تھا، پس معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ اس کے باوجود کسی نے اس زمانے میں ان کو حاجت روا، مشکل کشا اور خیر و شر کا مالک نہیں سمجھا، پس کیا وجہ ہے کہ آج کے دور میں لوگ اولیائے کرام رحمہم اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا

سمجھتے ہیں، ان کی خوشامد کے لیے نذر و نیاز کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر حاضری دے کر ان سے حاجتیں مانگتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ سب قرآن وحدیث سے دوری اور اس کے سمجھنے سے قاصر ہونے کا نتیجہ ہے۔

کیا کوئی ولی صحابی رضی اللہ عنہ کا مقام حاصل کر سکتا ہے؟

... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ» (متفق علیه)

ترجمہ:... میرے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو برا بھلا مت کہو، پس اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہِ خدا میں خرچ کر دے تب بھی ان کے مقام اور حصہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان ہے: «أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِأَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ» (جمع الفوائد)

ترجمہ:... میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی مثال ستاروں کی ہے جس کسی کی بھی اقتدا کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔

فائدہ: سارے اولیاء رحمہم اللہ مل کر بھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے، پس کیا وجہ ہے کہ اولیاء سے وہ امیدیں رکھی جائیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی نہ رکھی گئی ہوں اور ان کو وہ درجہ دیا جائے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل نہ تھا؟ پس یہ جہالت، ظلمت اور

گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد اولیاء اللہ رحمہم اللہ

بہت سے اولیاء اللہ رحمہم اللہ گذرے ہیں، ولایت میں سب سے مشہور ولی کامل، مُرشد کامل، موحّد کامل، متبع سنت اور مؤمن کامل پیر سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ صاحب بغداد کا نام سرِ فہرست ہے۔

سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پیروکاروں میں سے تھے۔ تاہم جو تعلق مع اللہ ان کو حاصل تھا، وہ کسی پر مخفی نہیں ہے، جن کا نام سن کر آج بھی دل کو سکون ملتا ہے، اور خوشی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

پیرِ پیران کی ولایت میں والدہ کا حصہ

ان کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ اے عبد القادر! تیری ولایت میں میرا بھی حصہ ہے، اس لیے کہ کبھی بغیر وضو کے میں نے تجھے دودھ نہیں پلایا۔ اسی لیے علما فرماتے ہیں کہ اولاد کی تربیت میں والدہ کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔

چند دیگر اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے نام

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ، حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمہ اللہ، حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ، حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ، حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ، حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ، حضرت ابوالحسن خرکانی رحمہ اللہ، حضرت خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ وغیرہ۔

شان اولیاء اللہ رحمہم اللہ

… قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان یوں بیان فرماتے ہیں

… ﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٦٢ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝٦٣ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ﴾ (یونس: 64)

ترجمہ: … یادرکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں، نہ ڈر ہے ان کو، اور نہ وہ غمگیں ہوں گے، وہ لوگ کہ ایمان لائے، اور ڈرتے رہے، ان کے لیے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

… حضور ﷺ نے اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان یوں بیان فرمائی: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، قَالَ: فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ: ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ: إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ: فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، قَالَ: فَيُبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ (رواہ مسلم)

ترجمہ:... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل جلالہ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلاتے ہیں، اور فرماتے ہیں اے جبرئیل! میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر، پس حضرت جبرئیل بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان میں آواز لگاتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس کی قبولیت رکھی جاتی ہے، اور اہل زمین بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ جل جلالہ جب کسی بندے کو ناپسند کرتا ہے، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلاتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہوں، تم بھی ناپسند کرو، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اے آسمان والو! اللہ جل جلالہ فلاں بندے کو ناپسند کرتے ہیں، تم بھی ناپسند کرو۔ پس آسمان والے اس کو ناپسند کرتے ہیں، پھر اس کی ناپسندیدگی زمین میں اُتاری جاتی ہے، اور اہل زمین بھی اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جو اللہ جل جلالہ کا ولی ہوتا ہے، اس کی محبت اللہ جل جلالہ ہر چیز میں ڈال دیتے ہیں، چنانچہ کائنات کی ہر چیز اس سے محبت کرتی ہے۔

... (حدیث قدسی) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: «مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ» (صحيح البخاري)

ترجمہ:... (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، اس کے ساتھ میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔

فائدہ: اولیائے کرام رحمہم اللہ اللہ جل جلالہ کے نیک اور پسندیدہ بندے ہوتے ہیں، جن کا اللہ جل جلالہ سے خصوصی تعلق ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کو چھوڑ کر اولیا رحمہم اللہ سے امیدیں باندھیں اور انھیں مختارِ کل یا مشکل کشا یا حاجت روا یا شفیع غالب سمجھ بیٹھیں، بلکہ ان حضرات کے نقشِ قدم پر چل کر دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ولایت کا صحیح تصور

- ... ولی وہ ہوتا ہے جس کا اعتقاد درست ہو (یعنی قرآن و سنت کے مطابق ہو، شرکیہ نہ ہو)۔
- ... سنت نبوی کا پابند ہو۔
- ... صوم و صلوۃ کا پابند ہو۔
- ... منکرات سے بچتا ہو۔
- ... اپنی بزرگی نہ جتلاتا ہو۔
- ... صاحبِ کرامت ہونے کا دعویٰ نہ کرتا ہو۔
- ... اپنے مریدین کو جنتی ہونے کی بشارت نہ دیتا ہو۔
- ... غیب دان ہونے کا دعوے دار نہ ہو۔
- ... دنیا کا طالب اور حریص نہ ہو۔

ولایت کا غلط تصور

بعض لوگوں کے ہاں ولی کا غلط تصور پایا جاتا ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ولی وہ ہوتا ہے جس کی کرامات ظاہر ہوں، حالانکہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ "کتاب المریدین" میں لکھتے ہیں: اللہ جل جلالہ کے ولی کا معیار کرامت نہیں، بلکہ ایمان اور اتباعِ سنت ہے، اگر کوئی آدمی اڑتا ہوا نظر آئے، لیکن عمل سنت کے خلاف کرتا ہو، تو سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ جل جلالہ کا ولی نہیں، بلکہ شیطان کا ساتھی ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ ہر بھنگ پینے والا، سوٹے لگانے والا، بے نماز، اور طہارت سے بے نیاز ولی ہوتا ہے، یا یہ تصور ہے کہ کرامت دکھانے والا ولی اللہ ہوتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے، بلکہ ولایت کے لیے کرامت ضروری نہیں۔

ولی کرامت دکھانے میں بااختیار نہیں

کرامت میں ولی کا کچھ اختیار نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کی خواہش ہوتی ہے، ولی کا کام تو ایمان لانا، اور نیکی کرنا ہوتا ہے، وہ کتاب اللہ اور سنت رسول کا متبع ہوتا ہے، ولایت کی یہی نشانی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کرامت ظاہر کرنا اللہ جل جلالہ کا کام ہے، وہ جب چاہتا ہے، کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر کر دیتا ہے۔

اولیائے کرام رحمہم اللہ سے محبت کا تقاضا

اولیائے کرام رحمہم اللہ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلا جائے، جیسے وہ متبع سنت بن کر ایک ولی کامل بن گئے، ہم بھی اگر ان کے راستے پر چلیں گے، تو ان شاء اللہ

ہمیں بھی اللہ جَلَّ جَلالُہٗ دنیاوآخرت میں ایسے ہی عزت دے گا، جیسے ان بزرگانِ دین کو دی۔

اولیائے کرام کے واقعات سامنے رکھ کر اپنے بارے میں سوچنا چاہیے کہ وہ دین کے لیے کتنا کچھ کر گئے، اور آج ہم ان کے نام لیوا اور ان سے محبت کے دعویدار ہو کر بھی دین سے کتنا دور ہیں، اور ہمیں بھی دین اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ کے مزارات کو میلہ گاہ بنانا جائز نہیں

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ کے مزارات پر جانا جائز ہے، لیکن ان آداب کی رعایت رکھتے ہوئے، جو قبرستان میں جانے کے ہیں۔ فاتحہ پڑھیں، ان کے لیے دعا کریں، اور سوچیں کہ ہم نے ایک دن اسی طرح قبر میں آرام کرنا ہے۔

لیکن مزارات پر میلہ لگانا، قوالیاں بجانا، شور شرابہ کرنا، اور قبر والے سے اپنی حاجتیں مانگنا، قبر کو سجدے کرنا، رونا، پیٹنا، یہ ناجائز ہے۔

پھول ڈالنے، چادریں چڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں، یہ سب باتیں سنت کے خلاف ہیں۔

حقیقتِ بدعت

قرآن وسنّت کی روشنی میں

بدعت سے متعلق ابحاث

پہلی بحث : بدعت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

دوسری بحث: بدعت کی اقسام

تیسری بحث : بدعت حسنہ اور سیئہ کی حقیقت

چوتھی بحث : بدعت کی مذمت قرآن وحدیث سے

پانچویں بحث: بدعت کے اسباب

چھٹی بحث : مروّجہ بدعت کی چند صورتیں

پہلی بحث

بدعت کی تعریف

لغت میں "بدعت" ہر نئی چیز کا کہتے ہیں۔

اصطلاحِ شرع میں بدعت کی تعریف

اصطلاحِ شرع میں بدعت ہر ایسے نو ایجاد طریقۂ عبادت کو کہتے ہیں جو ثواب کی نیت سے رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عہدِ مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ تقریراً، نہ صراحتًہ، نہ اشارۃً۔

(سنت و بدعت: 11، بحوالہ کتاب الاعتصام)

بدعت کی ایک تعریف یہ کی گئی ہے: «هِيَ اِعْتِقَادُ خِلَافُ الْمَعْرُوْفِ عَنِ الرَّسُوْلِ (ﷺ) لَا بِمُعَانَدَةٍ بَلْ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ» (الدر المختار: 506/1)

ترجمہ:... جو چیز رسول اللہ ﷺ سے معروف و منقول ہے اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنا ضد و عناد کے ساتھ نہیں بلکہ کسی شبہ کی بنا پر۔

بدعت کی حقیقت

اس تعریف سے یہ معلوم ہوا کہ دنیاوی ضروریات کے لیے جو نئے نئے آلات اور

طریقے روز مرہ ایجاد ہوتے رہتے ہیں ان کا شرعی بدعت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ بطورِ عبادت اور بہ نیتِ ثواب نہیں کئے جاتے، یہ سب جائز اور مباح ہیں، بشرطیکہ وہ کسی شرعی حکم کے مخالف نہ ہوں، نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو عبادت آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قولاً ثابت ہو یا فعلاً، صراحۃً یا اشارۃً وہ بھی بدعت نہیں ہو سکتی۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس کام کی ضرورت عہدِ رسالت میں موجود نہ تھی، بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پیدا ہو گئی، وہ بھی بدعت میں داخل نہیں۔ جیسے مروجہ مدارسِ اسلامیہ اور تعلیمی و تبلیغی انجمنیں اور دینی نشر و اشاعت کے ادارے اور قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے صرف و نحو و ادبِ عربی اور فصاحت و بلاغت کے فنون، یا مخالفِ اسلام قوتوں کا رد کرنے کے لیے منطق اور فلسفہ کی کتابیں یا جہاد کے لیے جدید اسلحہ اور جدید طریقے جنگ کی تعلیم وغیرہ، یہ سب چیزیں ایک حیثیت سے عبادت بھی ہیں اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں بھی موجود نہ تھیں۔

مگر پھر بھی ان کو بدعت اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ ان کی ضرورت اس عہدِ مبارک میں موجود نہ تھی۔ بعد میں جیسے جیسے ضرورت پیدا ہوتی گئی، علمائے امت نے اس کو پورا کرنے کے لیے مناسب تدبیریں اور صورتیں حدود اور نصوص کے اندر اختیار کر لیں۔

اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب چیزیں نہ اپنی ذات میں عبادت ہیں نہ ان کو کوئی اس خیال سے کرتا ہے کہ ان میں زیادہ ثواب ملے گا، بلکہ وہ چیزیں عبادت کا ذریعہ

ہونے کی حیثیت سے عبادت کہلاتی ہیں یعنی کسی منصوص دینی مقصد کو پورا کرنے کے لیے بضرورتِ زمان ومکان کوئی نئی صورت اختیار کر لینا ممنوع نہیں۔(سنت وبدعت: 13)

اس تفصیل سے یہ معلوم ہو گیا کہ جن کاموں کی ضرورت عہدِ رسالت میں اور زمانِ مابعد میں یکساں ہے ان میں کوئی ایسا طریقہ ایجاد کرنا جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں اس کو بدعت کہا جائے گا اور یہ از روے قرآن وحدیث ممنوع و ناجائز ہو گا۔

دوسری بحث

بدعت کی اقسام

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعتِ شرعیہ (۲) بدعتِ لغویہ

بدعت شرعیہ

یہ ہے کہ ایسی چیز کو دین میں داخل کر لیا جائے جس کا کتاب وسنت، اجماعِ امت اور قیاسِ مجتہد سے کوئی ثبوت نہ ہو۔ یہ بدعت ہمیشہ بدعت سیئہ ہوتی ہے اور یہ شریعت کے مقابلے میں گویا نئی شریعت ایجاد کرنا ہے۔

بدعت لغویہ

وہ چیزیں ہیں جن کا وجود آنحضرت ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا، جیسے ہر زمانے کی ایجادات ان میں سے بعض چیزین مباح ہیں جیسے ہوائی جہاز کا سفر کرنا وغیرہ، اور ان میں جو چیزیں کسی اور مستحب کا ذریعہ ہوں وہ مستحب ہوں گی اور جو کسی امر واجب کا ذریعہ ہوں وہ واجب ہوں گی، مثلاً صرف و نحو علوم کے بغیر کتاب و سنت کو سمجھنا ممکن نہیں اس لیے ان علوم کو سیکھنا واجب ہوگا۔

اسی طرح کتابوں کی تصنیف، مدارس عربیہ کا بنانا چونکہ دین کے سیکھنے اور سیکھانا کا ذریعہ ہے اور دین کی تعلیم و تعلم فرض عین ہے یا فرض کفایہ ہے، تو جو چیزیں بذات خود مباح ہیں اور دین کی تعلیم کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں، وہ بھی حسب مرتبہ ضروری ہوں گی، ان کو بدعت کہنا لغت کے اعتبار سے ہے، نہ کہ اصطلاح شرع کے اعتبار سے۔

(بدعات ورسومات اور صراط مستقیم)

بدعت کی ایک عام فہم وضاحت

ایک ہے «إحداث للدين» یعنی دین پر عمل کے لیے کوئی نئی چیز کا تجویز کرنا یہ بدعت نہیں۔ اور ایک ہے «إحداث في الدين» یعنی دین کے اندر نئی بات پیدا کرنا یہ بدعت ہے۔ احادیث میں ممانعت «إحداث في الدين» کی آئی ہے «إحداث للدين» کی نہیں۔

تیسری بحث

بدعت حسنہ اور سیئہ کی حقیقت

حدیث میں واضح طور پر حضور ﷺ کا فرمان ہے: «كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار» یعنی ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ اصطلاحِ شرع میں ہر بدعتِ سیئہ گمراہی ہے، کسی بدعت اصطلاحی کو بدعت حسنہ نہیں کہا جاسکتا ہے، البتہ لغوی معنی میں ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے ایسی چیز کو بدعت حسنہ کہہ دیتے ہیں جو صریح طور پر آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں نہیں تھی بعد میں کسی ضرورت کی بنا پر ان کو اختیار کیا گیا، جیسے آج کل کے مدارس اسلامیہ اور ان میں پڑھائے جانے والے علوم وفنون، کہ اصل بنیاد تعلیم اور درس اور مدرسہ کی تو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔

آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا: «إنما بُعِثْتُ معلّمًا» میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ لیکن جس طرح کے مدارس کا قیام اور ان میں جس طرح کی تعلیم آج کل بضرورت زمانہ ضروری ہوگئی، آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ آج ضرورت پیش آئی تو احیائے سنت کے لیے اس کو اختیار کیا گیا۔ جو تعریف بدعت کی اوپر لکھی جاچکی ہے، اس کی رو سے ایسے اعمال بدعت میں داخل نہیں، لیکن لغوی معنی کے اعتبار سے کوئی ان کو بدعت کہہ دے تو بدعتِ حسنہ ہی کہا

جائے گا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی یک جا جماعت دیکھ اگر اس معنی کے اعتبار سے فرمایا: «نعمت البدعة هذه» یعنی یہ بدعت تو اچھی ہے، کیونکہ ان کو اور سب کو معلوم تھا کہ تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھی اور پڑھائی اور زبانی اس کی تاکید کی، اس لیے حقیقتاً اور شرعاً اس میں بدعت کا کوئی احتمال نہ تھا۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خاص عذر کی وجہ سے تراویح کی جماعت کا ایسا اہتمام نہ کیا گیا تھا جو بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق کیا گیا، اس لیے ظاہری اور لغوی طور پر یہ کام بھی نیا تھا، اس کو نعمت البدعة فرمایا۔ بدعت حسنہ کا اس سے زیادہ کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔

بدعت کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: «مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَانَ الرِّسَالَةَ؛ لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًاۚ﴾» (الاعتصام: 1/48)

ترجمہ :... جس نے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی اور اس کو اچھا جانا، یہ ایسا ہے گویا اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ گمان کیا کہ انہوں نے رسالت پہنچانے میں

خیانت کی، اس لیے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ میں نے آج تمہارے لیے دین اسلام مکمل کر دیا۔ پس جو چیز حضور ﷺ کے زمانہ میں دین نہ تھی آج بھی وہ دین نہ ہو گی۔

خلاصۂ کلام: فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد یا بعض بزرگوں کے ایسے کلمات کی آڑ لے کر طرح طرح کی بدعتیں بدعت حسنہ کے نام سے ایجاد کرنے والوں کے لیے اس میں کوئی وجہ جواز نہیں، بلکہ جو چیز اصطلاح شرع میں بدعت ہے وہ مطلقاً ممنوع و ناجائز ہے، البتہ بدعات میں پھر کچھ درجات ہیں: بعض سخت حرام، شرک کے قریب ہیں، بعض مکروہ تحریمی، بعض تنزیہی۔

قرآن و حدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ میں بدعات و محدثات کی خرابی اور ان سے اجتناب کی تاکید پر بے شمار آیات اور روایت ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

چوتھی بحث

بدعت کی مذمت قرآن وحدیث کی روشنی میں

علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے "کتاب الاعتصام" میں اس موضوع پر کافی تعداد میں آیات قرآنیہ جمع فرمائی ہیں، ان میں سے دو آیتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں

... ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمْ وَكَانُواْ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِى شَىْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ﴾(الأنعام:159)

ترجمہ:... (اے پیغمبر!) یقین جانو کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے۔ پھر وہ انہیں جتلائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا یہ تفرقہ پیدا کرنے والے گروہ کون ہیں تمہیں معلوم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اصحاب الاہواء یعنی خواہشات پر چلنے والے اور اصحاب البدعۃ یعنی بدعت کرنے والے اور اصحاب الضلالۃ یعنی گمراہی پر چلنے والے جو کہ اس امت میں سے ہیں۔ اے عائشہ! ہر گناہ کے لیے توبہ ہے سوائے بدعت کے، کہ ان کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور میں ان سے بری اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ (الاعتصام للشاطبي)

❁ ... ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

(الکہف:104)

ترجمہ:... کہہ دو کہ: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ کون لوگ ہیں جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ دُنیوی دوڑ دھوپ میں سیدھے راستے سے بھٹکے رہے، اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ وغیرہ نے ﴿أَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ کی تفسیر اہلِ بدعت سے کی ہے اور بلاشبہ اس آیت میں اہلِ بدعت کی حالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خود تراشیدہ اعمال کو نیکی سمجھ کر خوش ہیں کہ ہم ذخیرۂ آخرت حاصل کر رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کے اعمال کا نہ کوئی وزن ہے، نہ ثواب، بلکہ اُلٹا گناہ ہے۔ (سنت و بدعت:22)

بدعت کی قباحت پر چند احادیث

روایاتِ حدیث، بدعت کی خرابی اور اس سے روکنے کے بارے میں بے شمار ہیں، ان میں سے بھی چند روایات لکھی جاتی ہیں۔

❁ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

«مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

ترجمہ:... جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے، جو دین میں داخل

نہیں وہ مردود ہے۔

... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے

«أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيِ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، وَفِي رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ): كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ فِي النَّارِ»

(الاعتصام للشاطبي: 1/ 76)

ترجمہ:... حمد وصلوۃ کے بعد، سمجھو! کہ بہترین کلام، اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ اور طرزِ عمل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز عمل ہے۔ اور بدترین چیز، نئی ایجاد کی جانے والی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور "نسائی" کی روایت میں ہے کہ ہر نو ایجاد عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت جہنم میں (لے جانے کا باعث) ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی یہی خطبہ دیا کرتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں الفاظِ مذکورہ کے بعد یہ بھی فرماتے تھے

«إِنَّكُمْ سَتُحْدِثُوْنَ وَيُحْدِثُ لَكُمْ، فَكُلُّ مُحْدَثَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٌ فِي النَّارِ» (الاعتصام للشاطبي: 1/ 76)

ترجمہ:... تم بھی نئے نئے کام نکالو گے اور لوگ تمہارے لیے عبادت کی نئی نئی

صورتیں نکالیں گے، خوب سمجھ لو کہ ہر نیا طریقۂ عبادت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

... صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

«مَنْ دَعَا إِلَى الْهُدٰي كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ يَتْبَعُهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا. وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلَ آثَامِ مَنْ يَتْبَعُهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا».

ترجمہ:... جو شخص لوگوں کو صحیح طریقِ ہدایت کی طرف بلائے تو ان تمام لوگوں کے عمل کا ثواب اس کو ملے گا، جو اس کی اتباع کریں، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے تو اس پر ان سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا، جو اس کی اتباع کریں گے، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

بدعات کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے والے اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے اس کے انجامِ بد پر غور کریں کہ ان کا وبال تنہا اپنے عمل ہی کا نہیں، بلکہ جتنے مسلمان اس سے متاثر ہوں گے، ان سب کا وبال ان پر ہے۔ (سنت و بدعت: 17)

... امام ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بہ سندِ صحیح روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں خطبہ دیا، جس میں نہایت

موثر اور بلیغ وعظ فرمایا، جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل ڈر گئے، بعض حاضرین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج کا وعظ تو ایسا ہے، جیسے رخصتی وصیت ہوتی ہے، تو آپ ﷺ ہمیں بتلائیں کہ ہم آئندہ کس طرح زندگی بسر کریں؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

«أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِوُلَاةِ الْأَمْرِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبْشِيًّا، فَإِنَّ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ،وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ؛ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» (الاعتصام للشاطبي)

ترجمہ:... میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور احکام اسلام کی اطاعت کرنے کی، اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ بڑا اختلاف دیکھیں گے، اس لیے تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم کی سنت کو اختیار کرو اور اس کو مضبوط پکڑو اور دین میں نو ایجاد (نئے ایجاد کئے جانے والے) طریقوں سے بچو، کیونکہ ہر نو ایجاد طرزِ عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص کسی بدعتی کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی، تو گویا اس نے اسلام کو ڈھانے میں اس کی مدد کی۔ (سنت وبدعت، بحوالہ: الاعتصام للشاطبي: 84/1)

... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ پل صراط پر تمہیں دیر نہ لگے اور سیدھے جنت میں جاؤ، تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی نیا طریقہ نہ پیدا کرو۔ (الاعتصام للشاطبي)

... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! آئندہ زمانہ میں بدعتیں اس طرح پھیل جائیں گی کہ کوئی شخص اس بدعت کو ترک کرے گا تو لوگ کہیں گے کہ تم نے سنت چھوڑ دی۔ (الاعتصام للشاطبي: 1/90)

... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! بدعت اختیار نہ کرو اور عبادت میں مبالغہ اور تعمق نہ کرو، پرانے طریقوں کو لازم پکڑے رہو، اس چیز کو اختیار کرو جو از روئے سنت تم جانتے ہو اور جس کو اس طرح نہیں جانتے، اسے چھوڑ دو۔

... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بدعت والا آدمی جتنا زیادہ روزہ اور نماز میں محنت کرتا جاتا ہے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ: صاحبِ بدعت کے پاس نہ بیٹھو کہ وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا۔ (سنت وبدعت: 27)

... حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی قول بغیر عمل کے مستقیم نہیں اور کوئی قول و عمل اور نیت اس وقت تک مستقیم نہیں، جب تک کہ وہ سنت کے مطابق نہ ہو۔ (سنت وبدعت: 27)

... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ کلام حضرت امام مالک رحمہ اللہ اور تمام علمائے وقت کے نزدیک ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے

«سَنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سُنَنًا وَوُلَاةُ الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِهِ سُنَنًا اَلْأَخْذُ بِهَا تَصْدِيْقٌ لِكِتَابِ اللهِ وَاسْتِكْمَالٌ لِطَاعَةِ اللهِ وَقُوَّةٌ عَلٰى دِيْنِ اللهِ، لَيْسَ لِأَحَدٍ تَغْيِيْرُهَا وَلَاتَبْدِيْلُهَا، وَلَا النَّظْرُ فِيْ شَيْءٍ خَالَفَهَا، مَنْ عَمَلَ بِهَا مُهْتَدٍ، وَمَنِ انْتَصَرَ بِهَا مَنْصُوْرٌ، وَمَنْ خَالَفَهَا اِتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِ، وَوَلَّاهُ اللهُ مَا تَوَلّٰى وَأَصْلَاهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا»

ترجمہ:... رسول کریم ﷺ نے کچھ سنتیں جاری فرمائیں اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے کچھ سنتیں جاری فرمائیں ان کا اعتبار کرنا کتاب اللہ کی تصدیق اور اطاعت الٰہی کی تکمیل اور اللہ کے دین میں قوت حاصل کرنا ہے، کسی طرح نہ ان میں تغیر کرنا جائز ہے، نہ بدلنا، اور نہ اس کے خلاف کسی چیز پر نظر کرنا، جو ان پر عمل کرے گا ہدایت پائے گا اور جو ان سنتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنا چاہے گا اس کی مدد ہوگی، اور جو ان کے خلاف کرے اس نے مسلمانوں کے راستہ سے مخالف راستہ اختیار کرلیا، اللہ اس کو اس کی تجویز اور اختیار پر چھوڑ دے گا اور پھر جہنم میں جلائے گا اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔ (سنت و بدعت)

پانچویں بحث

اسبابِ بدعت

پہلا سبب: جہل۔

بدعت ایجاد کرنے کا پہلا سبب جہل ہے۔ بدعت میں ایک ظاہری اور نمائشی حسن ہوتا ہے اور آدمی اس کی ظاہری شکل و صورت کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے، اور نفس یہ تاویل سمجھا دیتا ہے کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے، شریعت میں اس کی ممانعت کیسے ہو سکتی ہے؟ بس اس کے ظاہری حسن اور اپنی پسند کو معیار بنا کر اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے، اور اس کے باطن میں جو قباحتیں اور خرابیاں ہیں ان پر اس کی نظر نہیں جاتی ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہ کسی بدصورت، برص کے مریض کو اچھا لباس پہنا دیا جائے تو جو لوگ اس کی اندرونی کیفیت سے ناواقف ہیں اس کے خوش نما لباس کو دیکھ کر اسے جنت کی حور تصور کریں گے اور دور ہی سے اس کی خوبصورتی کے بن دیکھے عاشق بن جائیں گے، عوام کی نظریں چونکہ ظاہری سطح تک محدود ہوتی ہیں اس لیے وہ سنت نبوی کے اتنے عاشق نہیں ہوتے، جس قدر کہ بدعات و خرافات پر فریفتہ ہوتے ہیں، اور جو لوگ عوام کی اس نفسیاتی کمزوری سے آگاہ ہیں انہیں بدعات کی ایجاد کے لیے تیار شدہ فصل مل جاتی ہے۔

دوسرا سبب: شیطان کا وسوسہ۔

آپ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ شیطان کو آنحضرت ﷺ کے دین، اور

آنحضرت ﷺ کے مبارک طریقوں سے سب سے زیادہ دشمنی ہے، وہ جانتا ہے اولادِ آدم علیہ السلام کے جنت میں جانے کا یہی ایک راستہ ہے، وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ بڑی محنت وکوشش سے لوگوں کو بہکا بہکا کران سے گناہ کرواتا ہے، مگر وہ ایک بار اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر سچی توبہ کر لیتے ہیں تو اس کے سارے کئے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے شیطان جب راندۂ درگاہ ہوا تو اس لعین نے قسم کھا کر کہا کہ یا اللہ! آپ نے آدم علیہ السلام کی وجہ سے مجھے مردود بنادیا ہے میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ جب تک دم میں دم ہے اس کی اولاد کو گمراہ کروں گا، حق جل جلالہ نے اس کے جواب میں فرمایا میں بھی اپنی عزت وبلندیٔ مرتبت کی قسم کھاتا ہوں کہ انہوں نے خواہ کتنے ہی بڑے بڑے گناہ کئے ہوں جب تک میری بارگاہ میں آکر معافی مانگتے رہیں گے میں ان کو معاف کرتا رہوں گا۔

(مشکاۃ المصابیح: 204)

اس لیے شیطان نے بدعات کا بے خوف وخطر راستہ ایجاد کیا جس راستے کو اختیار کرنے کی وجہ سے لوگوں کو کبھی توبہ کی توفیق نہ ہو۔ قرآن کریم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿زَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ﴾ یعنی شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے سامنے آراستہ کر دیا ہے۔

الغرض دینِ حق کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا اور نئی نئی نظریاتی اور عملی بدعتوں کو ان کی نظر میں مزین کر دینا، یہ شیطان کا وہ کاری حربہ ہے جس سے وہ اللہ کی مخلوق کو بے خوف وخطر گمراہ کر سکتا ہے۔

تیسرا سبب: حبِ جاہ اور شہرت پسندی۔

یہ ایک نفسیاتی چیز ہے کہ لوگ جدّت پسندی میں دلچسپی لیتے ہیں اور ہر نئی بات کو (اگر اس پر کوئی خوش نما غلاف چڑھا دیا جائے) دوڑ کر اچکتے ہیں، اس لیے شہرت پسندی کے مریض دین کے معاملے میں بھی نئی نئی جدتیں تراشتے رہتے ہیں۔

... حدیث میں ارشاد ہے

«عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ فِيْ آخَرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُوْاأَنْتُمْ وَلَاآبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَايُضِلُّوْنَكُمْ وَلَايَفْتِنُوْنَكُمْ» (مشکاۃ المصابیح: 28)

ترجمہ:... کہ آخری زمانہ میں بہت سے جھوٹے دجال ہوں گے، وہ تمہیں ایسی باتیں سنائیں گے، جو نہ کبھی تم نے سنی ہو گی نہ تمہارے باپ دادا نے، ان سے بچتے رہو! وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔

چوتھا سبب: غیر اقوام کی تقلید

بدعات کی اختراع و ایجاد کا ایک اہم سبب غیر اقوام کی تقلید ہے، تمدن و معاشرت کا یہ ایک فطری اُصول ہے کہ جب مختلف تہذیبوں کا امتزاج ہوتا ہے تو غیر شعوری طور پر ایک دوسری کو متاثر کرتی ہیں، جو قوم اپنے تہذیبی خصائص کے تحفظ کا اہتمام نہیں کرتی، وہ اپنے بہت سے امتیازی اوصاف کھو بیٹھتی ہے، خصوصیت کے ساتھ جو تہذیب

مفتوح ومغلوب ہو، وہ غالب تہذیب کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی ہے۔

مسلمان جب تک غالب وفاتح تھے اور ان میں اپنے تہذیبی خصائص کے تحفظ کی تب وتاب تھی، اس وقت تک وہ دوسری تہذیبوں پر اثرانداز ہوتے رہے، لیکن جب ان کی ایمانی حرارت ٹھنڈی ہوگئی، دلوں کی انگیٹھیاں سرد پڑ گئیں اور ان میں من حیث القوم اپنے خصائص کے تحفظ کا ولولہ نہ رہا تو وہ خود دوسری تہذیبوں سے متاثر ہونے لگے۔

دورِ جدید میں مسلمانوں کا انگریزی تہذیب سے متاثر ہونا اس کی کافی شہادت ہے۔ اس اجنبی اثرپذیری کا نتیجہ بسا اوقات یہ بھی ہوا کہ غیر اقوام کے رسوم ورواج کو دینی حیثیت دے دی گئی، اور اس کے جواز واستحسان کے ثبوت پیش کئے جانے لگے۔ یہی راز ہے کہ ہر علاقے کے مسلمانوں میں الگ الگ بدعات رائج ہیں، ہندوستان میں جو بدعات رائج ہیں، وہ عرب علاقوں میں نہیں، اور مصر وشام کی بہت سی بدعات ہندوستان میں رائج نہیں ہوسکیں۔

ہندوستان میں اسلام بڑی کثرت سے پھیلا، مگر افسوس ہے کہ ان نومسلموں کی دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام نہ ہوسکا، اس لیے وہ لوگ جو ہندو مذہب چھوڑ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے، اپنے سابقہ رسم ورواج سے آزاد نہ ہوسکے، بلکہ ہندو معاشرے سے شدید اختلاط کی بنا پر ان مسلمانوں میں بھی جو ہندوستان میں باہر سے آئے تھے، یہ ہندوانہ رسوم ورواج در آئے۔

چنانچہ شادی اور مرگ کے موقع پر ہندوستان کے مسلمانوں میں جو خلافِ شرع

رسمیں رائج ہیں، اور جن کو مردوں سے زیادہ عورتیں جانتی ہیں، وہ سب ہندو مذہب کے جراثیم ہیں، جیسا کہ ایک نو مسلم عالم مولانا عبید اللہ نے "تحفۃ الہند" میں تحریر فرمایا ہے۔

میرا مقصد یہ نہیں کہ خدانخواستہ ہندوستانی مسلمانوں کی ساری چیزیں ہندوانہ ہیں، اور نہ یہ مطلب ہے کہ سارے مسلمان ان میں مبتلا ہیں، بلکہ میری مراد ان رسوم وعادات سے ہے جن کا ثبوت ہماری اسلامی شریعت میں نہیں، بلکہ ہندو معاشرے میں ملتا ہے۔ بہت سے ایسے علاقے جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی، مسلمان وہاں بہت ہی قلیل تعداد میں تھے اور ان کو اسلامی تعلیم وتربیت کا موقع میسر نہیں آتا تھا، ان کے نام تک ہندوانہ تھے، وہ سر میں چوٹی تک رکھتے تھے، ظاہر ہے جن لوگوں کی یہ حالت ہو، وہ بے چارے ہندوانہ بدعات میں مبتلا نہ ہوتے تو اور کر بھی کیا سکتے تھے؟

اس سے دوسرے ممالک کے مغلوب مسلمانوں کی حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، اور پھر چونکہ یہ رسوم وعادات گویا بہت سی عورتوں کی فطرت ثانیہ بن گئی ہیں، اس لئے وہ اسلامی تعلیمات کو ایک نئی چیز سمجھتی ہیں۔ اور ناواقف مردوں کو جب اسلامی مسائل سے مطلع کیا جائے تو انہیں یہ کہتے سنا گیا ہے: نئے نئے مولوی، نئے نئے مسئلے! گویا وہ رسم ورواج جو ہندو معاشرے سے وراثت میں ملا ہے وہ تو ایک مستقل دین کی حیثیت رکھتا ہے، اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات جن سے وہ ہمیشہ غافل اور ناواقف رہے ہیں ان کے نزدیک ایک نیا دین ہے۔

یہ تھے وہ چند اسباب جو اسلامی معاشرے میں بدعات کے فروغ کا سبب بنے، اور مجھے افسوس ہے کہ اس میں قصور عوام سے زیادہ ان اہل علم کا ہے، جنہوں نے اسلام کی پاسبانی کا فریضہ انجام دینے اور دین قیّم کو بدعات کی آلائش سے پاک رکھنے کے بجائے سیلاب بدعات میں بہہ جانے کو کمال سمجھ لیا۔ (بدعات ورسومات اور صراط مستقیم)

چھٹی بحث

مروّجہ بدعات کی چند صورتیں

میت کے سینہ اور کفن پر کلمہ لکھنا اور شجرہ عہد نامہ رکھنا

بعض جگہ میت کے سینہ یا پیشانی یا کفن پر کلمۂ طیبہ، کلمۂ شہادت، آیت الکرسی اور دیگر آیات اور دعائیں روشنائی وغیرہ سے لکھی جاتی ہیں حالانکہ اس طرح لکھنا جائز نہیں، کیونکہ میت کے پھٹنے سے بے حرمتی ہوگی، البتہ بغیر روشنائی کے صرف انگلی کے اشارہ سے کچھ لکھ دیا جائے کہ لکھنے کے نشان ظاہر نہ ہوں، تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ اس کو بھی مسنون یا مستحب وضروری نہ سمجھیں، ورنہ یہ بھی بدعت اور واجب الترک ہوگا۔

(أحسن الفتاوی:1/351 بإیضاح)

نمازِ جنازہ سے پہلے اور بعد میں اجتماعی دعا کرنا

بعض جگہ یہ رسم ہے کہ میت کو کفنانے کے بعد جنازہ تیار کر کے تمام حاضرین اجتماعی طور پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور بعض جگہ نمازِ جنازہ کے بعد بھی اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔

تو یاد رکھیے کہ نماز جنازہ خود دعا ہے، میت کے لیے جو شریعت نے دعا مقرر فرمائی ہے اس میں اجتماعی طور پر جو دعا پڑھی جاتی ہے، وہ میت اور تمام مسلمانوں کے لیے اتنی جامع اور مفید دعا ہے کہ ہم اور آپ عمر بھر سوچ وبچار سے بھی اس سے بہتر دعا نہیں کر سکتے، نماز جنازہ سے پہلے یا بعد میں اجتماعی دعا یا فاتحہ پڑھنے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، اس لیے یہ ناجائز اور بدعت ہے۔

جنازہ یا قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنا

قبر پر اور جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے کا بھی ایک رواج چل نکلا ہے اور اس کو تجہیز و تکفین کے اعمال میں سے ایک عمل سمجھا جاتا ہے اور قبر پر اگربتیاں جلائی جاتی ہیں، حالانکہ قرآن وسنّت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے ان تینوں امور کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا یہ بھی بدعت اور ناجائز ہیں۔ (امداد الاحکام، عنوان: قبر اور جنازہ پر تخفیفِ عذاب کے لیے پھول ڈالنے کا حکم: 184/1)

جنازہ کے ساتھ کلمۂ شہادت باآواز بلند پڑھنا

ایک رسم یہ پڑ گئی ہے کہ میت کو کندھا دیتے وقت اور دورانِ راہ ایک یا کئی آدمی بلند آواز سے کلمۂ شہادت اور کلمۂ طیبہ، یا اور کوئی ذکر کرتے ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت نہیں، اس موقع پر آپ ﷺ خاموش رہتے تھے، لہٰذا یہ رسم بھی سنت کے خلاف اور بدعت ہے۔ (إمداد المفتین: 176)

دفن کے بعد منکر نکیر کے سوالوں کے جواب بتلانا

بعض لوگ جب مردہ کو قبر میں دفن کر چکتے ہیں، تو قبر پر انگلی رکھ کر مردہ کو مخاطب کر کے یوں کہتے ہیں: اے فلاں! اگر تم سے کوئی فرشتہ پوچھے کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو تم یوں کہنا کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا رسول محمد ﷺ اور میرا دین اسلام ہے، وغیرہ وغیرہ۔ سو واضح رہے کہ یہ روافض کا شعار ہے اور اس میں متعدد مفاسد اور خرابیاں ہیں، اس لیے یہ تلقین درست نہیں، اس سے پرہیز کیجیے۔ (امداد الاحکام: 119/1)

دفن کے بعد سورۂ مزمل پڑھنا اور اذان دینا

بعض جگہ حلقہ بنا کر سورۂ مزمل پڑھنے کو یا اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو لازم سمجھا جاتا ہے اور دفن کے بعد قبر پر اذان بھی دیتے ہیں، قرآن وسنّت، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع وتابعین، ائمہ مجتہدین اور سلفِ صالحین (رحمہم اللہ) کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، لہٰذا یہ رسم بدعت ہے۔

قبر پر چراغ جلانا

قبروں پر چراغ جلانے کی رسم بھی نہایت کثرت سے کی جاتی ہے۔ شب جمعہ، شب معراج، شب براءت اور شبِ قدر میں خاص طور پر اس کا اہتمام ہوتا ہے اور

باقاعدہ قمقمے اور لائٹیں لگوائی جاتی ہیں، یہ سب ناجائز اور بدعت ہے۔(سنت وبدعت:82)

اہلِ میت کی طرف سے دعوتِ عام

ایک رسم یہ کی جاتی ہے کہ دفن کے بعد میت کے گھر والے برادری وغیرہ کو دعوت دیتے ہیں کہ فلاں روز آکر کھانا تناول فرمائیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دعوت اور اس کا قبول کرنا، دونوں ممنوع ہیں، ہرگز جائز نہیں، اس قبیح رسم سے اجتناب لازم ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے دعوت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور حنفی مذہب کے علاوہ دیگر فقہی مذاہب، مثلاً شافعیہ وغیرہ کا بھی اس کے ناجائز ہونے پر اتفاق بیان کیا ہے اور "مسندِ احمد" و "سننِ ابنِ ماجہ" سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی اس دعوت کو ناجائز سمجھا جاتا تھا۔(امداد الاحکام:115/1)

تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں کرنا

میت کے انتقال کے بعد تیجہ کرنا، دسواں، بیسواں اور بالخصوص چالیسواں کرنے میں، تین ماہی اور چھ ماہی کرنے کا عام رواج ہے اور ان کو کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور جو نہ کرے، اس کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، یہ بھی سب بدعت اور ناجائز ہیں۔

شعبان کی چودھویں تاریخ کو عید منانا

بعض جگہ لوگ شعبان کی چودھویں تاریخ کو مُردہ کی عید مناتے ہیں اور قسم قسم کے کھانے، حلوے، مشروبات، فروٹ وغیرہ تیار کرا کر ایصالِ ثواب کی غرض سے کسی

غریب کو دیتے ہیں، ایصالِ ثواب تو پسندیدہ اور ثواب کا کام ہے، جس کے لیے شرع نے دن، تاریخ اور کھانوں کی کوئی پابندی نہیں رکھی، لہٰذا لوگوں کا اپنی طرف سے یہ پابندیاں بڑھانا بدعت ہے اور مردہ کی عید منانا بالکل خلافِ اصل اور ناجائز ہے۔

برسی منانا

دورِ حاضر کی ایک رسم یہ ہے کہ جس روز کسی کا، خصوصاً صاحبِ وجاہت یا صاحب کمال کا انتقال ہوجائے، ہر سال اس تاریخ کو اجتماع کیا جاتا ہے، جلسے جلوس منعقد کئے جاتے ہیں، دعوتیں ہوتی ہیں اور بڑے اہتمام سے اس کو منایا جاتا ہے، قرآن و سنت، صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین، ائمہ صالحین اور سلف صالحین رحمہم اللہ کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا اس کو ترک کرنا واجب ہے۔(إمداد المفتين: 157 – 161)

عرس منانا

آج کل بزرگانِ دین کے مزاروں پر بڑی دھوم دھام سے مخصوص تاریخوں میں عرس کئے جاتے ہیں اور خلقِ کثیر اُن میں شرکت کرتی ہے اور اپنے لیے باعثِ برکت وثواب سمجھتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ: متبعِ سنّت بزرگوں کے مزارات پر کسی خاص دن یا تاریخ یا وقت کی پابندی کے بغیر حاضر ہونا باعثِ برکت ہے، لیکن مخصوص تاریخ یا وقت کی پابندی کو ضروری سمجھنا یا باعثِ ثواب سمجھنا یا وہاں میلہ لگانا بدعت ہے، خصوصاً آج کل تو گانے باجے، بے پردگی اور طرح طرح کے حرام کاموں کا رواج بھی عرسوں میں بہت ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ ان تمام بدعتوں اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین

قبروں پر چراغ جلانا

آپ ﷺ نے قبر پر چراغ جلانے کو منع فرمایا ہے، بلکہ چراغ جلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ ایک روایت میں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ».

ترجمہ:... آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاتی ہیں، اور ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں اور ان پر چراغ جلاتے ہیں۔

... فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وَإِيْقَادُ النَّارِ عَلَى الْقُبُوْرِ فَمِنْ رُسُوْمِ الْجَاهِلِيَّةِ.

(یعنی قبروں پر روشنی کرنا جاہلیت کی رسموں میں سے ہے)۔

(فتاویٰ عالمگیریہ: 178/1)

کھانے پر فاتحہ پڑھنے کی شرعی حیثیت

شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصلیت نظر نہیں آتی۔ اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ خیر القرون میں نہیں تھی، اس لیے اس سے قرآن وحدیث خالی ہیں، مگر اسلاف نے اس رسم کی مذمت فرمائی ہے۔

❁ ... فتاویٰ سمرقندی میں ہے

قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَالْإِخْلَاصِ وَالْكَافِرُوْنَ عَلَى الطَّعَامِ بِدْعَةٌ.

ترجمہ:... سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کا کھانے پر پڑھنا بدعت ہے۔

بریلوی عالم مولوی محمد صالح "تحفۃ الاحباب" میں لکھتے ہیں: کھانا سامنے رکھ کر اس پر (کچھ) پڑھنا یہ رسم سوائے ہندوستان کے اور کسی اسلامی ملک میں رائج نہیں۔

(تحفۃ الاحباب: 122، ماخوذ از: ادیانِ باطلہ اور صراط مستقیم: 341)

نبی کریم ﷺ کے نام مبارک پر اپنے انگوٹھے چومنا

انگوٹھا چومنے کے عمل کا ثبوت بھی خیر القرون میں نہیں ملتا ورنہ اگر نبی کریم ﷺ کے زمانۂ اقدس کی اذان میں یہ عمل ہوتا، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی سے بھی یہ عمل مروی نہیں، اسی وجہ سے اس عمل کو بعد والے علما نے ناجائز اور بدعت بتایا ہے۔ اور جن احادیث سے اس بارے میں استدلال کیا جاتا ہے اس میں محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ سب کے سب موضوع اور جعلی ہیں۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

«اَلْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ رُوِيَتْ فِيْ تَقْبِيْلِ الْأَنَامِلِ وَجَعْلِهَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ سِمَاعِ اسْمِهِ عَنِ الْمُؤَذِّنِ فِيْ كَلِمَةِ الشَّهَادَةِ كُلُّهَا مَوْضُوْعَاتٌ».

ترجمہ:... وہ حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمۂ شہادت میں آپ ﷺ کا نام سننے

وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے وہ سب کی سب موضوع اور جعلی ہیں۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

... «بِسَنَدٍ فِيهِ مَجَاهِيلُ مَعَ انْقِطَاعِهِ».

ترجمہ:... اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور اس کی سند بھی منقطع ہے۔

اسی طرح محمد طاہر رحمہ اللہ نے "تذكرة الموضوعات للفتني" میں اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے "الفوائد المجموعة" میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔اسی طرح علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے "المقاصد الحسنة" میں موضوع قرار دیا ہے۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو یہ بات منقول ہے کہ

«أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، قَالَ مِثْلَهُ وَقَبَّلَ بِبَاطِنِ الْأَنْمَلَتَيْنِ السَّبَابَةِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي»

ترجمہ:... انہوں نے جب مؤذن کو "أشهد أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ الله" کہتے ہوئے سنا تو اس کے مثل کہا اور انہوں نے اپنی شہادت کی انگلیوں کے باطنی حصے کو چوما اور آنکھ پر لگایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی اس طرح عمل کرے گا، تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

اس کے بارے میں صاحب "تذكرة الموضوعات" علامہ محمد طاہر رحمہ اللہ

فرماتے ہیں: «لا یصح» یعنی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔(تذکرۃ الموضوعات)

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی علامہ سخاوی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے

«لا یصح».(الموضوعات الکبیر: 75، ماخوذ از: ادیانِ باطلہ اور صراط مستقیم: 341)

"آج بروز جمعۃ المبارک ۲۴ جمادی الاول، ۱۴۳۷ھ بمطابق ۴ مارچ، ۲۰۱۶ء کتاب "معارف التوحید" بفضلہ تعالیٰ اپنے اختتام کو پہنچی، اس میں اگر کوئی کوتاہی نظر آئے تو بندے کی طرف سے اور اگر کوئی اچھائی نظر آئے تو اللہ کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ اسے بندے کی مغفرت اور لوگوں کے عقائد کی درستگی کا ذریعہ بنادے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خالص توحید اپنانے اور شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قارئین سے گزارش یہ ہے کہ بندۂ ناچیز کو اپنی خصوصی دعاؤں میں نہ بھولیں۔

وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِكَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ

وَأَصْحَابِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

مراجع و مصادر

- صحیح بخاری شریف
- ابوداؤد شریف
- علم الکلام
- مدارج السالکین
- عقائد اسلام
- دلیل المشرکین
- ترجمان السنۃ
- تفسیر عثمانی
- اضواء التوحید
- احکام میت
- حقیقت توحید وشرک
- مرقات
- صحیح مسلم شریف
- ترمذی شریف
- تفسیر ابن کثیر
- معارف القرآن مفتی شفیع عثمانی
- حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم
- سیرۃ النبی
- جواہر القرآن
- معالم العرفان
- بدعات ورسومات اور صراط مستقیم
- ادیان باطلہ اور صراط مستقیم
- حیاۃ المسلمین
- سنت اور بدعت مفتی شفیع عثمانی

- اختلاف امت اور صراط مستقیم
- تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت مفتی تقی عثمانی مدظلہ
- نصر الباری
- کشف الباری
- تفسیر مدارک
- الطبری
- اسماء الصفات للبیہقی
- توحید خالص
- تفسیر مظہری
- تفسیر قرطبی
- تفسیر کشاف
- مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی)
- تفسیر گلدستہ توحید
- آپ کے مسائل اور ان کا حل
- مسائل شرک وبدعت
- اسلامی عقائد
- آسان ترجمہ قرآن
- نقش توحید ماہر القادر
- گلدستہ توحید مولانا محمد سرفراز خان صفدر
- عشق رسول ﷺ اور علمائے حق کے واقعات مولانا عاصم زکی مدظلہ